(اس کتاب کے تمام حق حقوق بموجب ایکٹ نمبر ۲۵ ۱۸۶۷ء بنام ملک ممتاز احمد اعجاز احمد محفوظ ہیں)

سلسلہ نمبر (۱)

عربی سے اردو ترجمہ کتاب

تذکرہ بہادرانِ اسلام

معروف بہ

تاریخ خلفائے اسلام

یعنی

سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات

مصنفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ حضرت مولنا عطاء الرحمن صاحب صدیقی نقشبندی قادری دہلوی سلمہ ربہ

جسے اللہ والے کی قومی دکان مالک

ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور

نے چھپوایا

[illegible] کریمی پریس لاہور میں [illegible]

بار اول

قیمت [illegible]

ضروری اطلاع

اس کتاب تاریخ الخلفاء مؤلفہ مولانا جلال الدین صاحب سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا
اُردو ترجمہ جو چھ حصوں پر منقسم ہے جس کے تمام حق حقوق ترجمہ جناب
مولٰنا عطاء الرحمٰن صاحب مترجم سے مؤرخہ ۱۶ مئی ۱۹۲۹ء بروز پنجشنبہ
حسب ضابطہ ایکٹ نمبر ۳ ۱۹۱۴ء بعدالت صوبۂ دہلی بنام ملک ممتاز احمد
و اعجاز احمد پسران ملک چنن الدین ککے زئی مالک اللہ والے کی قومی دکان
کشمیری بازار لاہور رجسٹری ہو چکی ہے۔ لہذا کوئی صاحب بلا اجازت
مشتہران مذکور اس ترجمہ یا اس کے کسی حصہ کو قصد طبع نہ فرماویں
بلکہ جس قدر نسخوں کی ضرورت ہو پتہ ذیل سے طلب فرما دیں۔

المشتہر

ملک چنن الدین ککے زئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور

Marfat.com

سلسلہ نمبر ۱

سیر الخلفاء

ترجمہ اُردو تاریخ الخلفا مؤلفہ جلال الدین السیوطی

مع

تمہید و تذکرہ السیوطی ، اسماء الرجال ، مصطلحات الحدیث و دیگر
فوائد ضروریہ

المسمّٰی بہ

سیرۃ الصدّیق (رضی اللہ عنہ)

از فقیر عطاء الرحمن صدیقی الفضلی الآفاقی الدہلوی

سنہ ۱۳۴۱ھ

المائدہ پریس دہلی میں باہتمام منشی محمد عبدالقدیر طبع ہوئی

تعداد ایکہزار		بار اول		قیمت عہ

Marfat.com

فہرست مضامین سیر الخلفاء ترجمہ اردو تاریخ الخلفاء مؤلفہ جلال الدین السیوطیؒ

حصہ اول المسمیٰ بسیرۃ الصدیق

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	تمہید و تذکرۃ السیوطی	از ۲ تا اح
۲	کچھ عرض "مصطلحات الحدیث"	از اط تا شی
۳	دیباچہ	۱
۴	رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہ بنایا اس کا راز؟	۷
۵	امامت اور خلافت قریش کے لئے ہے	۱۰
۶	خلافۃ بنی امیہ پر دلالت کرنیوالی احادیث	۱۵
۷	وہ حدیثیں جن میں بنی عباس کی خلافت کی خوشخبری ہے	۱۷
۸	رسول اللہ کی چادر کا بیان جو خلفاء میں آخر وقت تک چلی آئی ہے	۱۹
۹	پھیلے ہوئے فوائد میں	۲۵
۱۰	ابوبکر الصدیق رضؓ کے حالات	۳۴
۱۱	ابوبکرؓ کا نام اور لقب جس کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے	۳۶
۱۱	ابوبکرؓ کی ولادت اور پرورش کی جگہ	۴۰
۱۳	ابوبکرؓ کے ظاہر حلیہ کے متعلق	۴۳
۱۴	ابوبکر الصدیقؓ کا اسلام لانا	۵
۱۵	ابوبکرؓ کی رسول اللہ سے ہم صحبتی اور وہ مشاہدات جو انہوں نے آپ میں دیکھے ہیں	۴۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۶	ابوبکرؓ کی شجاعت میں۔ اور درحقیقت وہ تمام صحابہ میں شجاع ترین تھے	۵۰
۱۷	ابوبکرؓ کا رسولخدا پر اپنا مال صرف کرنا کیونکہ آپ دیگر صحابہ سے سخی ترین تھے۔	۵۲
۱۸	ابوبکرؓ کا علم کیونکہ آپ تمام صحابہ سے عالم اور ذکی ترین تھے	۵۶
۱۹	امام نووی اور کئی علماء کا قول کہ ابوبکرؓ کو تمام قرآن حفظ تھا	۶۳
۲۰	ابوبکرؓ تمام صحابہ سے افضل اور نیکوکار ترین تھے	۶۵
۲۱	اس امر میں جو قرآن کی آیات آپکی تعریف اور آپکے صدیق ہونے کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور دوسری باتوں میں بھی جو آپ کی شان سے متعلق ہیں	۷۰
۲۲	وہ احادیث جو آپ (ابوبکرؓ) کی فضیلت میں وارد ہیں معہ حضرت عمرؓ کے اور اس کے ماسوا جو گذر چکا	۷۶
۲۳	وہ حدیثیں جو صرف آپ ہی (ابوبکرؓ) کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں اُن کے ماسوا جو گذر چکیں	۸۰

Marfat.com

اعداد شمار	مضامین	صفحہ
۲۴	صحابہ اور قدیم نیک مسلمانوں میں ابوبکرؓ کی فضیلت کے اقوال	۸۹
۲۵	چار خصلتیں جو سوا ابوبکرؓ کے اور کسی کو نصیب نہ ہوئیں	۹۱
۲۶	احادیث اور آیات قرآنی نیز اماموں کا کلام جن سے ابوبکرؓ کی خلافت کیطرف اشارہ ہے	۹۲
۲۷	ابوبکر الصدیقؓ کے بیعت کرنے میں	۱۰۳
۲۸	واقعات زمانہ خلافت ابوبکرؓ اور ان بڑی بڑی باتوں میں جو آپ کے عہد میں واقع ہوئی ہیں	۱۱۳
۲۹	ابوبکرؓ کا قرآن جمع کرنا	۱۲۰
۳۰	ابوبکر الصدیق کی سب سے بڑھی ہوئی یا اولی باتوں میں	۱۲۲
۳۱	ابوبکر الصدیقؓ کے کچھ علم اور تواضع کے ذکر میں	۱۲۶
۳۲	ابوبکرؓ کا بیمار ہونا وفات پانا اور عمرؓ کو اپنا خلیفہ بنانا	۱۲۷
۳۳	احادیث صحیحہ جو رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کی گئی ہیں (راوی ابوبکرؓ)	۱۳۷
۳۴	الصدیق سے تفسیر قرآن کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے	۱۵۰
۳۵	وہ موقوف حدیثیں جو ابوبکرؓ کے قول فیصلوں لیکچرس یا دعاؤں میں سے نکالی گئی ہیں	۱۵۲
۳۶	ابوبکر الصدیقؓ کے وہ کلمات جو ان کے اپنے رب سے بہت زیادہ خوف کرنے پر دلالت کرتے ہیں	۱۶۷
۳۷	جو کچھ خواب کی تعبیر کے متعلق آپ کے بارہ میں وارد ہے	۱۷۰
۳۸	رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ سے پوچھا کہ میں بڑا ہوں یا تم؟ اور اس سے آپ کی انتہائی ذکاوت ظاہر ہوتی ہو۔	۱۷۲
۳۹	ابوبکرؓ کی انگوٹھی پر نعم القادر اللہ نقش تھا	۱۷۳

Marfat.com

تمہید

و

تذکرۃ السیوطی

مع

مصطلحات الحدیث

کتبہ یوسف

Marfat.com

استعلینہ

السیوطی کے زمانہ اور شخصیت پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا کوئی ہمعصر اس فضل و علم والا نہ تھا۔ جو اس کی طرح اپنے زمانہ کے مروجہ علم ادب کی ہر ایک شاخ میں اپنی مقبول عام تصانیف سے ایک نہایت ممتاز درجہ رکھتا۔ اس کا قلم ایک تیز گھوڑے کے مانند تھا۔ جو آفریدگی کے میدان میں دوڑنے سے کبھی نہ تھکا۔ اور یہی وجہ تھی کہ گوئے سبقت لے گیا۔ بذریعہ علم السیر جب بھی بنظر غائر اس کے زمانہ پر نظر ڈالی گئی منکشف ہوا کہ صرف اسی کی ایک ذات ہے جس پر رشک ہوتا ہے اور اس رشک نے ہمیں اس کا ممنون بھی بنا دیا ہے۔ افسوس کہ اس در بے بہا کی زندگی اور حصول علم کی تفصیلات ہم کو بہت کم مل سکیں۔ اور جو کچھ ملا ہے اُسی کے الفاظ سے ملا ہے اُس وقت ہمارے شوق کی کوئی حد نہیں رہتی جب ہم کثیر التعداد مصنفین کی ہر علم پر نیچرل اور عجیب تصانیف میں اس علامہ کے حوالے دیئے ہوئے دیکھتے ہیں عام اس سے کہ وہ مصنفین اس کے ہمعصر ہوں یا بعد کے۔ السیوطی کے خود نوشتہ تذکرہ (لالف) کے ماسوا جس کا ذکر ہم سطور مذکورہ بالا میں کر چکے ہیں اس کے ہمعصر نے ایک تذکرہ بھی لکھا ہے۔ جو اس کے بہ نسبت کسی قدر مفصل و مبسوط ہے۔ پس اس لحاظ سے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہر ہم جو کچھ لکھیں گے آئندہ سطور میں اسی سے لکھیں گے۔

حاجی خلیفہ نے اپنی لغت کے آخر میں السیوطی کی تصانیف کی ایک شرح فہرست دی ہے اور اُس کے دیباچہ کا ایک صفحہ صرف السیوطی کی تعریفات اور توصیفات سے مملو ہے ان تعریفوں کو ماسوا رواجی تعریفوں کے اور کسی لقب سے ملقب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس میں خلوصیت اور اصلیت کا شائبہ بہت کم ہے لیکن ہمارا خیال اس طرف ضرور جاتا ہے کہ ایک ایسا مصنف جس کی پانچسو چار تصانیف ہوں اگر اس کی تعریف میں کی گئی

Marfat.com

شخص حد سے زائد مبالغہ بھی کرے تو بھی اُس کے لئے سزاوار ہے۔ بیشک اس کی ان تصانیف کثیرہ نے لوگوں کو متعجب کر دیا ہے۔ علم تفاسیر قرآنی۔ علم الحدیث اور اس کے متعلقات علم فقہ علم لغت یا فلسفۃ اللسان نثر و نظم کی ادبی کتابیں مطالعہ قدرت یا علم فلاحت نوادر علم ادب۔ مسائل علم معاشرت علم البحث والمناظرہ علم السیر والتواریخ تذکرہ جات و سوانح عمری یہ تمام علوم اور مضامین کے میدان تھے جن میں اُس کی جودت ذہن کے قلم کا اسپ رہوار مسلسل اور مدلل طریقہ سے دوڑتا رہتا تھا ان تمام ناپیدا کنار میدانوں کی فراخی اس کی نظر میں کوئی فراخی نہ تھی جیسا کہ میں نے ابتدا میں ذکر کیا ہے آج بھی کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو اس قدر کارگزاری پر مستعد اور آمادہ ہو میں اس امر کے ذکر کرنے میں کچھ بھی پس و پیش نہ کرونگا کہ اس کی بعض کتابیں صرف ایک معمولی چھوٹا سا رسالہ ہیں غالباً ہمارے موجودہ ماہواری رسالوں کے مضامین اُس سے کہیں بڑے ہوتے ہوں گے بلکہ حق یہ ہے کہ ہمارے ماہواری رسائل کے بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کا غالباً ½ اس کی ساری کتاب کا حجم ہوگا اس لئے آج جو اس کی چھوٹی سی چھوٹی کتاب موجود ہے اُسے اس لحاظ سے بہت بڑے حجم کی کتاب کہنا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ امر اس کی شہرت کیلئے بہتر ہوتا اگر عام مطالعہ کرنے والے کیلئے وہ اپنی تصانیف کو چند عالمگیر دلچسپیوں سے محدود رکھتا اور بجائے اسکے کہ وہ اس کے زمانہ کے لئے مفید ہوتیں آنے والی نسل بھی اُس سے فائدہ اٹھاتی کیونکہ بعض مصنفین کی شخصیت ہمارے پیش نظر ہے جن کی بیش بہا تصانیف سے اہل عالم مستفیض ہو رہے ہیں مگر جیسا کہ میں نے سطور بالا میں ذکر کیا ہے۔ السیوطی کی تصانیف کا بہت بڑا حصہ ایسے مضامین پر ہے جن سے طالبانِ علم یورپ ہی کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے دو سو چھ کتابیں علم حدیث پر اور اکیانوے علم فقہ پر اسی سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ جب صرف دو مضامین پر اس قدر لکھا گیا تو اس حالت میں بھلا کسی دوسرے مضمون پر قلم اٹھائیگی

Marfat.com

کیا مہلت ملی ہوگی اس موقع پر کہنا پڑتا ہے کہ جب ایک مصنف کی اس قدر بے شمار
تصانیف ہوں تو غالباً اُس نے اپنے لاتعداد تقلید کرنے والوں کو بھلا اور فراموش
کر دیا ہے۔

اس محنت و جانفشانی اور جانکاہی کو خواہ ہم کسی طرح بھی غیر ضروری کہیں مگر
اتنا ضرور کہنا پڑتا ہے کہ السیوطی کے عصر نے اس کو اس زمانہ کی ضروریات اور دلچسپیوں
کی طرف قدرتی طریقہ پر ان کارگذاریوں کے لئے ضرور منعطف کر دیا اور یہ اثر ڈالدیا
تھا کہ وہ اپنی کتب بینی اور مصروفیت علمی کو اس طرف منعطف کرے اس کی ذات ہی پر کیا
انحصار ہے بلکہ اس کے بعد اس کی روح نے بھی اپنے قوم کے علماء و فضلاء پر اُس کے
علامہ ہونے کا اثر ڈالا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کی کتابوں کا اصلاً یا ضمناً مطالعہ
کیا علوم کے ساتھ ساتھ قوانین شرعیا ابتدا سے لیکر آجتک ویسے ہی جوں کے توں متعلق
ہیں جیسے کہ تھے مثلاً اس وقت جبکہ ہرکلس (Hercules) کے ستونوں
سے ہلال اسلامی نے جنوب شرقی یا یورپ اور سائبیریا کے وسیع میدان تک لہریا
لیں اس کی تصانیف تمام تعلیمی ضروریات کا بیج ہونہار اور قابل کاشت کتابوں کی
سرزمین میں ڈال چکی تھی ہر مسلمان مصنف نے یا تقریباً ہر ایک فرد نے جس کا ہمیں علم
ہے یا تو وہ ایک مسلم علم فقہ کا علامہ تھا یا اپنے مشاہیر اساتذہ کی تحت میں اس کا علم حاصل
کیا تھا اس زمانہ میں کسی کالج کی بنیاد نہ ڈالی گئی تھی مگر اس کی پہلی کرسیاں
یا درسگاہیں علم حدیث یا علم فقہ کی تھیں یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ علم کی دوسری شاخوں
کو مثلاً علم صرف علم نحو. علم طب. علم فرائض کے پریشان کن مغلق اور لاینحل مسائل کو
فروگذاشت کر دیا گیا تھا نہیں نہیں ان سب کی طرف توجہ کی جاتی تھی اور کامیابی حاصل ہوتی
تھی مگر مشرقی حصہ صرف و نحو یا علم الکلام یعنی اول الذکر علموں کی طرف توجہ کرنے سے مستثنےٰ تھا
اور بات یہ ہے کہ یہ علم کے لئے ایک ایسا آلہ ہے جس کی بذاتہ خود کوئی انتہا نہیں ابھی

Marfat.com

صرف و نحو اور علم الکلام نے علوم مذکورہ سے دوسرا درجہ اختیار کیا یعنی فقہ و حدیث کو مقدم رکھا جاتا تھا عظیم الشان مستنصریہ کالج میں جس کی بنیاد خلیفہ مستنصر نے دریائے دجلہ کے کنارہ ڈالی تھی اور اپنی حاتمانہ سخاوت اور فیاضی سے طلبہ اور اساتذہ کے لیے سامان معاش بہم پہنچایا تھا جس کا السیوطی کے الفاظ سے ہمیں علم ہوا ہے ائمہ اربعہ (حنفی شافعی، مالکی، حنبلی) کے مذاہب کی چار کرسیاں تھیں پھر اس سے دوسرے درجہ پر علم حدیث کی تعلیم تھی اور اس کے بعد علم صرف و نحو جس کے ساتھ علم طب اور علم فرائض بھی ملحق تھے۔ ڈی سلین (De Slane) نے ابن خلکان کے اسمار الرجال یا لغتِ تذکرہ کی تمہید میں اس زمانہ کے طرز تعلیم پر بحث کی ہے جس کے متعلق ہم ذکر کر رہے ہیں مبتدی طلبہ اپنی تعلیم کا سلسلہ اس طرح شروع کرتے تھے کہ پہلے تو قرآن ازبر کر لیتے تھے اور اس قدر حدیثیں حفظ کر لیتے تھے جتنی انھیں اپنے وطن میں سیکھنی میسر آسکتی تھیں اس کے ساتھ کچھ صرف نحو اور علم الشعر کا حاصل کرنا نیز اس کی دیگر معلومات بھی شروع کر دیتے تھے چودہ یا سولہ سال کی عمر میں سفر کرنا اور بڑے بڑے شہروں میں جانا شروع کرتے تھے جہاں وہ علم حدیث کو حاصل کرتے اور پھر اُن کے روایت کرنے کی سندیں اُنھیں بہت بڑے علامہ اور مشاہیر محدثین دیا کرتے تھے پھر مسجدوں یا کالجوں میں لکچرس سننے کے لئے حاضری شروع کرتے اور عموماً اساتذہ یا پروفیسرس میں سے کسی کے ساتھ اپنے تعلقات قائم کرتے اور انھیں کے ساتھ بود و باش رکھتے اور وہاں مسائل مذہبی پر بہت بڑی بڑی مسلمۃ الثبوت کتابیں ازبر کر لیتے اور اُن کی شرحیں اپنے آقا استاد سے یا اُن کے تحت میں پڑھا کرتے مختلف قرآن کی قرأتیں اور ان کے درست یا صحیح الاعتقاد معانی بھی یاد کیا کرتے اُس وقت اُن کو قدیم نظمیں علم اللغت یا فلسفۃ اللسان صرف و نحو علم معانی و بیان اور بلاغت بھی پڑھنا پڑتا تھا۔ علم فقہ کے ضمنی مسائل پر جو اُن کے مذہب کے موافق کتابیں ہوتی تھیں اُن سے انکا حاصل کرنا دوسرے درجہ پر ہوا کرتا تھا علم محاورہ اور منطق وغیرہ کے پڑھ لینے

Marfat.com

کے بعد ان کی تعلیم ختم ہو جاتی تھی بعد ازاں اپنے استاد یا پروفیسر سے سند لیتے تھے جس میں یہ تحریر ہوتا تھا کہ اس کو ان علوم اور کتابوں کے پڑھانے کی قابلیت ہے جو وہ پڑھ چکا ہے نیز یہ کسی قاضی مفتی امام یا پروفیسر کی جگہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ ایسے طریقے کے تحت میں پڑھنا یا علم حاصل کرنے کے لیئے اس کی تقلید کرنا اس کے متعلق علماء کی چاہے کیسی ہی سخت رائیں ہوں یہ تحفظ اور نگہداشت دماغی کیلئے ایک نہایت درست طریقہ ہے اور دنیاوی ترقیوں کے لیئے بھی ویسا ہی مفید ہے جیسا کہ روحانی معاملات کے حاصل کرنے اور ترقی دینے کیلئے یہ کوئی تعجب میں ڈالنے والی بات نہ ہوئی کہ السیوطی کی علمی اور ادبی کوششیں خصوصاً ان علوم پر ہوئی ہیں جن کے ساتھ اُن کے زمانہ میں ایسی بہا لغتانہ اہمیت ملحق تھی۔ علم فقہ اور حدیث کی تشریحات اور مسائل کے ماسوا جن کے متعلق ذکر کیا جا چکا ہے صرف علم قرآن پر اس کی تفاسیر اور کتابیں چونتیس ہیں۔ علم اللغت یا فلسفۃ اللسان صرف و نحو اور علم بلاغت یا معانی و بیان پر ترسٹھ اور عام ادبیات پر چھتر جلدیں علم السیر یا تاریخ اور سوانح یا لائف و تذکرہ پر تینتیس ان تمام علوم پر جو اس نے کتابیں لکھی ہیں اور جسکی فہرست مذکور ہوئی یہ اس کی خود نوشتہ سوانح عمری میں سے اخذ کر کے لکھا گیا ہے اس کتاب کا نام حسن المحاضر فی اخبار المصر و القاھرہ ہے یہ خود نوشتہ سوانح عمری طبع ہو چکی ہے اور زبان لاطینی میں اس کا ترجمہ بھی البرٹ میورسنج (Albert Meursinge) نے طبقات المفسرین مولفہ السیوطی کے دیباچہ یا کوائف تمہیدی کی شرح شامل کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ آج علم کے تنزل اور کمیابی کے باعث جس میں ہندوستان اور اہل ہند خصوصیت سے ذکر کرنے کے لائق ہیں جن سے تحقیق و تدقیق کی تو کیا یہاں یا اُن کے پاس ایسے عام ذخائر کا موجود ہونا بھی بالکل خواب و خیال ہے میں اس کتاب سے کچھ اخذ نہ کر سکا کاش اگر اس کتاب کا کوئی انگریزی ترجمہ ہوا ہوتا تو بہ نسبت زبان لاطینی کے فہم سے زیادہ نزدیک ہوتا اور مصنف کی لائف یا تذکرہ کے مطابق کچھ مصالحہ فراہم کیا جا سکتا۔ مگر

افسوس کہ وجہ مذکور کے لحاظ سے لفظ بلفظ اس کے الفاظ کی نقل کرنا پڑتی ہے۔

اپنی اس خود نوشتہ سوانحعمری میں السیوطی کہتا ہے کہ "اس کتاب کے مصنف کا نام ابو الفضل عبد الرحمٰن ابن الکامل ابو بکر بن نصیر الدین محمد بن سابق الدین ابی بکر بن محمد عثمان بن نصیر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابی الصالح ایوب بن نصیر الدین محمد ابن الشیخ ہمام الدین الخضیر السیوطی ہے[1]" اس کتاب میں جو میں نے تذکرہ لکھا ہے اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں کہ تازہ مصنفین یا متاخرین کے طریقہ کی تقلید کی ہے کیونکہ ایسا بہت کم دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی کتاب تاریخ یا علم السیر میں لکھی ہے تو اس میں اپنی سوانح عمری یا تذکرہ نہ لکھا ہو[2] مگر اپنے جد ہمام الدین کے متعلق اس قدر ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ ایک خدا شناس اور علم تصوف کے علامہ لوگوں میں سے تھے ان کے متعلق جس حصہ میں صوفیوں کا ذکر آئیگا لکھا جائیگا۔ ان کے بعد جن لوگوں کا ذکر ہے وہ بڑے بڑے عہدہ دار اور حاکم تھے ان میں سے ایک معاملات قانونی یا عدالتی کو اپنے شہر میں انجام دیتا رہتا تھا دوسرا بازاروں کا داروغہ یا انسپکٹر تھا۔ ان کے ماسوا دوسرا شخص امیر شیخو[3] کے ساتھ رہا کرتا تھا اس نے سیوط میں ایک کالج کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے لئے بہت حاتمانہ طریقہ سے لوگوں کی معاشرت کی کفالت کا سامان کیا تھا ایک دوسرا بڑا متمول سوداگر ہے لیکن حصول علم کے متعلق میں

---

[1] السیوطی کے الف لام (ال) کا تلفظ کرتے ہوئے بھی پڑھا گیا ہے اور الخضیری کی (ی) کو حق سے ملا کر بھی پڑھا ہے [2] یہاں میں مصنفین اور ان کتابوں کی فہرست کا ذکر مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مصنف کے بے فائدہ حالات زندگی کو طول دیتا ہے [3] امیر شیخو کا ذکر اس کتاب کے چھٹے حصہ الحاکم بامر اللہ ابو العباس کے بیان کے آخر میں آئیگا یہاں صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ الناصر محمد بن قیلاؤن کی اولاد الملک الصالح لقب خلیفہ کا جس کا نام صرف صالح تھا استاد یا اتابک تھا یہ خلیفہ اٹھارہ جمادی الثانی مطابق ۲۲ اگست ۱۳۵۱ء میں تخت پر بیٹھا۔ ملک مصر کے بالائی حصہ میں تقریباً دریائے نیل کے کنارے ستائیس درجہ عرض البلد پر واقع ہے یاقوت معجم البلدان میں اس کے متعلق ذکر کرتا ہے کہ یہاں تقریباً پچھتر مساجد کے قریب یا جس چیز احسان کی بہت بڑی گھنی آبادی ہے۔

Marfat.com

کسی کو نہیں جانتا جس نے میرے والد کی طرح حصول علم میں مشغولیت اختیار کی ہو والد کے متعلق اس حصہ میں ذکر کیا جائیگا جہاں پر مذہب شافعی کے فقہا یا مشیران قانون شافعیہ کے متعلق ذکر کیا ہے۔

خضیری کے نام سے جو ہمارا تعلق ہے اس کے متعلق اس کے ماسوا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ خضیر بغداد میں ایک محلہ ہے اصل یہ ہے کہ ایک شخص نے جس پر مجھے پورا پورا بھروسہ ہی مجھ سے کہا کہ اس نے میرے والد رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سُنا ہے جو فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے جد ایک فارسی النسل یا مشرقی شخص تھے اسی لئے اس محلہ مذکور کے ساتھ اُن کی بود و باش کا تعلق ہونا بالکل ظاہر ہے۔

میں غروب آفتاب کے بعد شنبہ کی شب یکم رجب ۸۴۹ھ مطابق ۱۳- اکتوبر ۱۴۴۵ع کے پیدا ہوا میرے والد زندہ ہی تھے کہ مجھے گوشہ نشین شیخ محمود کی خدمت میں لائے یہ ایک بہت بڑے زاہد۔ متقی اور نفیسی[۱] کے مقبرہ کے پاس رہتے تھے انہوں نے مجھے دعائیں دیں اب میں یتیم ہو چکا تھا اور آٹھ سال کی عمر تھی کہ قرآن بھی حفظ کر لیا تھا۔ پھر اس کے بعد عمدۃ منہاج الفقہ والاصول اور الفیہ ابن مالک زبانی یاد کیں ۸۶۴ھ کی ابتدا سے میں نے اپنے آپ کو حصول علم میں مشغول کیا اور علم فقہ صرف

---

۱ نفیسی یا سیدہ نفیسہ الحسن ابن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کی دختر تھی اس کا باپ منصور کے زمانہ خلافت میں مدینہ کا گورنر تھا اور اسی خلیفہ نے اسے قید خانہ میں قید کیا پھر المہدی نے قید سے آزاد کر دیا اور جو مال ضبط کر لیا گیا تھا وہ پھر اُسے واپس دیدیا۔ نفیسہ اپنے زہد و اتقا کے لحاظ سے ایک مشہور عورت ہے جب الشافعی کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ ان کے گھر پر لایا گیا اسی مقام پر اب قاہرہ جدید و قدیم کے درمیان اس کا مقبرہ ہے اس ساری عمارت کا نام درب السباع تھا لیکن لوگ ویرانہ میں سڑک بچی اور ابن خلکان کے زمانہ میں کچھ بھی نشان باقی نہ تھا صرف اس کی تربت اور مقبرہ محفوظ رہ گیا۔ جعفر الصادق۔ کے صاحبزادہ اس کے خاوند تھے اس کا انتقال ۲۰۸ھ مطابق ۸۲۴ء میں ہوا۔ ابن خلکان اور ابو المحاسن کی تواریخ کا مطالعہ کرو

ونحو بڑے بڑے علامہ سے پڑھی علم فرائض یا میراث بھی اپنے زمانہ کے ایک ایسے بڑے علم فرائض کے یکتا علامہ سے پڑھی جن کا اس زمانہ میں علم فرائض کے متعلق چار دانگ عالم میں شہرہ تھا ان کا نام شیخ شہاب الدین الشارمساحی تھا اور جو سو سال سے زائد ہی عمر کے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ ایک بہت اچھے زمانہ میں پیدا ہوئے اور بہت سے برسوں سے سینکڑوں ہی علامہ کی خدمت سے مستفیض ہوئے ہیں خدا ہی اس کے متعلق خوب جانتا ہے میں نے اُن سے ان کی المجموع[1] پر تفسیر پڑھی اور ۸۶۶ھ کی ابتدا میں مجھے زبان عربی پڑھانے کی اور فتوٰی دینے کی سند عطا ہوئی اور اسی سال میں میں نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جو پہلی کتاب میں نے تصنیف کی وہ اعوذ باللہ[2] اور بسم اللہ کے کلموں پر تفسیر تھی یہ تفسیر میں نے اپنے آقا شیخ الاسلام علام الدین بلقینی[3] کے پاس روانہ کی انھوں نے جواب میں اس کی بہت سی ثنا و صفت کی اور اُن کے انتقال تک میں اُن سے علم فقہ کی تعلیم حاصل کرتا رہا اور ابتدا سے کتاب[4] تدریب بھی میں نے انھیں سے باب المختارات تک پڑھی جو اُن کے والد کی تصنیف تھی اور حاوی الصغیر پر ابتدا سے باب مراتب الاعالی (Statibus Meulieris) تک اور کتاب منہاج پر ابتدا سے باب الزکوٰۃ تک نیز تنبیہ[5] پر ابتدا سے باب الزکوٰۃ تک لکچر سنتا رہا اسی طرح کتاب الروضہ[6] کے ایک حصہ پر بھی یعنی اس باب سے جو معاملات کی تصنیفوں

---

(۱) المجموع فی علم الفرائض مصنف عبد اللہ شمس الدین محمد بن شرف الکلاعی الشافعی ان کا انتقال ۷۷۷ھ مطابق ۱۳۷۵ء میں ہوا۔ (۲) یعنی کتاب میں استعاذہ کا لفظ ہے اس کتاب کا نام جس کا حوالہ دیا گیا ہے اُن کی فہرست میں اوّل ہے (۳) ابو البقا صالح بن عمر رسلان علام الدین البلقینی ۷۹۱ھ مطابق ۱۳۸۹ء میں پیدا ہوئے اور ۸۶۸ھ مطابق ۱۴۶۴ء میں انتقال فرما گئے ان کا لقب بلقینی اس لئے ہوا کہ یہ مصر و سخرت میں بلقینہ کے رہنے والے تھے (۴) تدریب فی الفروع مصنفہ سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی الشافعی (۵) اس نام کی بہت سی کتابیں ہیں جس طرح منہاج نام کی۔ (۶) الروضہ فی الفروع

Marfat.com

کے بارہ میں شروع ہوتا ہے۔ لکچرس سنے اور سالز کشی کی شرح منہاج کے اُس ضمیمہ کے حصہ پر بھی جو اُس نے اپنی شرح میں لگایا اور اس کتاب پر بھی جو غیر مزروعہ زمینوں پر زراعت کرنے کے متعلق لکھی ہے اس باب سے لیکر وصیتوں یا اُن کے متعلق باب تک تقریر میں شامل رہا ۸۶۶ھ میں انہوں نے مجھے علم فقہ اور اُن مقدمات کے فیصل کرنے کی سند عطا کی جو میرے پاس آجائیں اور ہمیشہ میری تفصیلات و تشریحات کے وقت موجود رہا کرتے تھے۔[1]

جب ۸۶۸ھ میں ان کا انتقال ہوگیا تو میں شیخ الاسلام شرف الدین منوئی[2] کے پاس چلا گیا اور اُن سے منہاج کا ایک بڑا حصہ حصص پر اُن کے مفسرانہ لکچرس بھی سنے مگر کچھ چھوٹ گئے اور شرح البہجہ[3] اور اُس کے حواشی کی قرأت کا سامع بھی رہا نیز تفسیر البیضاوی پر بھی لکچرس سنتا رہا۔ علم حدیث اور زبان عربی اپنے شیخ اور علامہ امام تقی الدین الشمونی حنفی المذہب سے پڑھی اور مسلسل چار سال تک اُن کے ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھی انہوں نے میری دو تصنیفات ایک تو ابن مالک کی الفیہ اور دوسرے زبان عربی میں جمع الجوامع[4] پر تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے اور انھوں نے میرے علوم کے کمال کے متعلق مجھے ایک سے زیادہ موقعوں پر زبانی طریقوں سے اور تحریری سندات عطا کیں۔ ایک مرتبہ میرے ایک حدیث کے متعلق سادہ بیان کی اس طرح تائید کی کہ اپنے شفا کے مشرحانہ حاشیہ پر ابوالحمرہ کے قیدیوں کے بارہ میں ذکر کیا اور ابن ماجہ کے بیان سے بھی اس کی تائید کی مجھے معہ اُس کے راویوں کے

---

[1] اس کا حوالہ اس کی کتابوں کی فہرست میں تفاسیر اور متعلق قرآن کتابوں کی سرخی کے تحت میں دیا ہوا ہے۔
[2] ابوزکریا یحیی بن محمد شرف الدین المنوی ان کا انتقال ۸۷۱ھ مطابق ۱۴۶۶ء میں ہوا۔
[3] البہجۃ الوردیہ حاوی الصغیر پر ایک شرح ہے اس کے مصنف زین الدین عمر بن مظفر ابن الوردی ہیں ان کا انتقال ۷۴۹ھ مطابق ۱۳۴۹ء میں ہوا۔ [4] جمع الجوامع فی اصول الفقہ مصنف تاج الدین عبدالوہاب السبکی ان کا انتقال ۷۷۱ھ مطابق ۱۳۶۹ء میں ہوا۔

یک اقتباس کرنے کی ضرورت ہوئی ابن ماجہ میں اسے اُس جگہ تلاش کیا جہاں
س کے ملنے کی امید تھی ساری کتاب چھان ماری افسوس کہ وہ نہ مل سکی خیال
وا کہ ممکن ہے نظر سے چوک گئی ہو اس لئے دوسری مرتبہ بہت غور سے ساری
تاب تلاش کرنے کے لئے پڑھ ڈالی مگر پھر بھی نہ مل سکی پھر تیسری مرتبہ کوشش
ی مگر کامیاب نہ ہوا اس کے بعد ابن قانع کی فہرست صحابہ میں تلاش کیا اور شیخ کے
س جا کر اُن کو اس امر سے مطلع کیا جب اس موقع پر ان کو میری کامیابی کی کیفیت
علوم ہوئی تو فوراً ہی اپنا قلمی نسخہ اٹھا کر قلم سے ابن ماجہ کا نام کاٹ دیا اور حاشیہ
ر ابن قانع کا نام لکھدیا اس بات سے میرا دل بہت ہی دکھا اور خوف زدہ ہوا کیونکہ
شیخ کی عزت میرے دل میں حد سے زائد تھی کہ میں نے انھیں کیوں مطلع کیا کہ اُن کا
ہو نکلا میں ہمیشہ اپنے استاد کے مقابلہ میں اپنے آپ کو نہایت ہی کم عزت اور طفل
مکتب سمجھتا تھا اس لئے عرض کیا "کیا آپ کچھ تھوڑے سے عرصہ کے لئے وقفہ
فرمائینگے اور کتاب کو خود ملاحظہ فرمالیں گے" شیخ نے جواب دیا نہیں میرا ابن ماجہ پر بروایت
ابن الحلبی بھروسہ تھا میں نے اپنے شیخ کو اُن کے وصال تک نہ چھوڑا اور آقا
الکافیاجی کی خدمت جو اپنے زمانہ کے یکتا علامہ اور میرے شیخ تھے اُن کی خدمت چودہ
سال تک کی اور اُن کے تحت میں علوم کی مختلف شاخوں میں تعلیم حاصل کی۔ مثلاً
قرآن کی تفسیر علم الاصول عربی علم ادب اور علم بلاغت وغیرہ علوم اور شیخ نے مجھے
ایک بہت بڑی سند عطا کی اس کے ماسوا شیخ سیف الدین حنفی کے بہت سے کاشفی پر

ا۔ ان کا نام میورس (Meurs) نے محمد بن سلیمان المحیوی الرومی الحنفی ودیر قبا الکافیاجی لکھا ہے یہ
۸۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۷۹ھ میں انتقال کیا صاحب لب اللباب اُن کے نام کی اس طرح تشریح کرتا ہے
الی الکافیۃ بن الحاجب لکسرۃ قراءتہ واقرائہ بہا ۲۔ محمد ابن عمر بن قطلوبغ الیکتاری ۸۸۸ھ
میں انتقال کر گئے السیوطی نے ان کا ایک مرثیہ بھی لکھا ہے جو حسن المحاضرہ میں منقول ہے (میورس) ۳۔ زمخشری کی
مشہور شرح ہے تفسیر قزوینی کی علم بلاغت پر ایک مشہور کتاب ہے توضیح نام کی بہت سی کتابیں ہیں (بقیہ حاشیہ صفحہ پر دیکھو)

Marfat.com

جو توضیح پر ہے مع اُس کے حواشی کے یعنی تلخیص المفتاح اور عضد پر لکچروں میں بھی شامل ہوا ۸۶۶ھ میں میں نے تصنیف وتالیف کا کام شروع کر دیا جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے آجتک میری کل تصانیف کی تعداد تین سو کتابیں ہیں یہ یا تو میں نے خود رد کر دی ہیں یا نامکمل پڑی ہوئی ہیں اب ان کو دیکھ کر یا اُن کے خیال سے میں متاثر ہوتا ہوں خدا ہی لائق تعریف ہے۔ سیریا۔ حجاز، یمن، ہندوستان، فوری تانیہ اور تکرور[1] کی جب میں نے سیاحت شروع کی تو مختلف ارادوں سے اب زمزم پیا اُن ارادوں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ میں علم فقہ کا ایسا ماہر بن جاؤں کہ شیخ سراج الدین بلقینی کا ہم پلہ سمجھا جاؤں اور علم حدیث میں مجھے حافظ ابن حجر جیسا امتیاز کا درجہ نصیب ہو۔ ۸۷۱ھ کے شروع سے میں قوانین شرعیہ حل کرنے لگا اور ۸۷۲ھ کے شروع سے حدیث لکھنا شروع کی اور علم تفسیر کے ساتوں علموں میں خاص لیاقت پیدا کر لی حدیث۔ فقہ صرف۔ نحو اور علم بلاغت کے تینوں شعبوں میں عربوں اور علم بلاغت کے جاننے والوں یعنی بلغا کے مطابق عبور پیدا کر لیا اس امر میں میں نے ملک فارس والوں اور فلسفیوں کا بالکل تتبع نہ کیا اور جس امر سے میں خود آگاہ ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے ان چھ علموں (علم فقہ مع متعلقات) میں جو کمال حاصل کیا اور لکھنے میں بہم پہنچایا ہے وہ ماسوا میرے شیخ کے کسی کو نصیب نہ ہوا۔ اور نہ ان سے کسی نے کوئی واقفیت ہی پیدا کی اگر تھوڑی بہت واقفیت ہو تو نسبتاً اس کی کوئی وقعت نہیں میں یہ دعویٰ کبھی نہ کرتا مگر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ علم میں جیسی میرے شیخ کی گہری نظر تھی اور اس مضمون پر جس وسعت کے ساتھ وہ حاوی تھے کوئی نہ ہوا ان سات شاخوں کے بعد میری واقفیت علم اصول فقہ، علم ادب اور صرف ونحو کی شاخوں

بقیہ حاشیہ صفحہ (ی)۔ عضد گرامر (صرف ونحو) پر ابو علی الفارسی کی ایک کتاب ہے یہ عضد الدولہ کیلئے لکھی گئی تھی

[1] المغرب کے جنوب میں واقع ہے اور یاقوت کے مطابق غالباً سوڈان میں ہو۔

پر کم درجہ رکھتی ہے اس سے اکثر مضمون نگاری اور خطوط نویسی کی عبارت آرائی اور علم فرائض سے مجھے واقفیت ہے میں نے اسے کسی شیخ سے نہیں سیکھا ہے ۱؎ اور پھر علم طب مگر ارتھمیٹک مجھے بہت مشکل معلوم ہوئی اور میں نے اپنی طبیعت کا لگاؤ اس سے بہت کم پایا۔ اس لئے کہ جب میرے سامنے کوئی ایسا مسئلہ آجاتا جس کا تعلق ارتھمیٹک سے ہو تو محسوس کرتا کہ مجھے ایک پہاڑ سر کا نا پڑ رہا ہے۔

خدائے بلند و برتر کا شکر ہے کہ میں نے مکمل طریقہ پر علوم حاصل کر لئے ہیں اور ان حالات و مشکلات پر جو مجھے پیش آئے کامل طریقہ سے غور و خوض کر لیا ہے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میرا یہ ذکر کسی تکبر و غرور کے پیرایہ میں ہے بلکہ اللہ کے انعامات و الطاف کا شکریہ ادا کر رہا ہوں کیونکہ اگر کوئی شخص اس عالم میں کسی امر میں کوشش کرنا یا اسے حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ کا شکریہ ہی ادا کر کے حاصل کر سکتا ہے اب دوسرے عالم میں کوچ کرنے کا زمانہ قریب آ رہا ہے عالم پیری کی سفیدی شروع ہو گئی ہے اور عمر کا بہترین حصہ گذر چکا ہے اس لئے اگر میں یہ چاہوں کہ ہر مسئلہ پر کچھ لکھوں اور اس کے بیانات و ثبوت پر بحث کروں تو یا تو وہ نقل اور حوالہ جات ہوں گے یا مشابہت و مماثلت سے وجوہات نکال کر کام لینا پڑے گا اس کا بذریعہ دماغ محسوس کرنا اور اس کی تردید اور توجیہ کا احساس اور مخالف راؤں میں جو اس کے متعلق واقع ہوئی ہیں تطابق ان تمام باتوں کو خدا کی مدد اور اسی کے وسیلہ سے کر سکتا ہوں کیونکہ میری طاقت اور لیاقت کوئی درجہ نہیں رکھتی بے شک اللہ تعالیٰ ہی میں نیک انجام اور نیکی کا راستہ دکھانے کی قوت ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے مقابل کسی کو طاقت نہیں کہ ایک ذرہ کو حرکت دے سکے۔

میں نے اپنی تعلیم کی ابتدا میں کچھ علم منطق سیکھا لیکن اللہ نے میرے دل میں

۱؎ ولم اخذها عن شیخ یہ الفاظ قلمی نسخہ میں نہیں ہیں مگر میورسنج (Meursinge) کے ہاں ہیں۔

Marfat.com

اس کی طرف سے ناپسندیدگی پیدا کردی اور یہ بات بھی سُنی کہ ابن الصلاح[1] نے اس مضمو
کے ممنوع ہونے کا حوالہ اور فتوے دیدیا ہے اس سے ہیں اس سے اور بھی دلشکستہ
ہوگیا خدا نے اس کی جگہ مجھے علم الحدیث والروایات پڑھنے اور حاصل کرنے کیلئے
عطا فرمادی جو کہ تمام علوم سے اشرف و اعلےٰ ہے۔ حدیث کے متعلق میرے و
شیخ جن سے میں نے سنا یا پڑھا انھوں نے مجھے تعلیم دینے کی کثیر التعداد سند
عطا فرمائیں میں نے اپنی فہرست[2] میں ان سندوں کی تعداد ۱۵۰ بتلائی ہے میر
حدیث کی سماعت کبھی اتنی مشغولیت سے نہ کی جتنا کہ اور اہم باتوں میں مشغول رہا
سے میری مراد یہ ہے کہ بہ نسبت حدیث کے دوسری باتوں کی بہت زیادہ تحقیق
جانچ پڑتال میں لگا رہتا تھا۔"

یہ الفاظ اُس کی خود نوشتہ سوانحعمری کا خلاصہ ہیں جو اس مصنف کی تصنیفات
کی فہرست کے ساتھ لحق ہے اب ہم مؤلف (تاریخ الخلفاء) کے متعلق کچھ اور دو
حالات جو ہمیں میسر آئے ہیں نقل کرتے ہیں جس کا ذکر ہم اس سے قبل بھی کچھ کر چکے
ہیں ان ہماری تمام معلومات کا ذریعہ عبدالرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی ہیں
السیوطی کے ہمعصر تھے ان کے متعلق میورسنج (Meursinge.)
نے اپنے دیباچہ یا تمہید میں دیا ہے اور زبان لاطینی میں ترجمہ بھی کیا ہے کہتا
کہ یہ اقتباسات لیڈن کوڈکس (کتبخانہ لیڈن) (Leyden Codex) صفحہ ۵۱۸ (فہرست
ان ۱۸۷۶ (Cat. N. 1876) سے لئے گئے ہیں کتاب کا نام البدء الطالع

---

[1] ابو عمرو عثمان الشہرزوری مذہب شافعیہ کا مشہر قانون، اپنے زمانہ میں مطالب قرآنی کے بیان کرنے میں
بڑا ہی علامہ نیز علم حدیث علم فقہ راویان حدیث کے تذکروں کا بڑا ہی ماہر اور علامہ اور علوم کی دوسری شاخو
میں بھی بڑا کامل تھا الملک الاشرف نے دمشق میں ایک کالج بنایا تھا وہاں پر علم حدیث کا پروفیسر تھا سنہ ھ میں
سنہ میں انتقال کیا۔ [2] یہ دو فہرستیں ہیں جن کا امتیاز معجم اکبر اور معجم اصغر سے ہوتا ہے یہ نام اس کی
کی فہرست میں لکھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

من الضوء اللامع ہے مصنف عبدالسلام قاضی مانوف ہیں۔ اس کتاب میں السخاوی کی خاص کتاب الضوء اللامع لاہل قرن التاسع کے اقتباس ہیں۔ اُس زمانہ کے مشاہیر کا ذکر کرتے ہوئے اُس نے السیوطی کے متعلق یوں ذکر کیا ہے

"یہ ۸۴۹ھ میں ماہ رجب کی پہلی رات کو پیدا ہوا تھا اس کی ماں ایک ترک لونڈی تھی اور اس نے ایک یتیمی حالت میں تربیت پائی قرآن عمدہ اور منہاج کو ازبر کیا اور آخرالذکر کے آخری دو حصے یعنی مشتقات کا حصہ اور ابتدائی خاص قواعد کا حصہ یاد کئے قواعد میں الفیہ بھی ازبر کی ۸۶۴ھ میں اپنی لیاقت کا ثبوت دیکر شمس الدین محمد بن موسیٰ الحنفی سے صرف و نحو پڑھی یہ شیخونیہ کالج کے امام یا پرنسپل تھے اور الفخر عثمان المقسی الشمس البامی۔ ابن الفلاقی ابن یوسف سے بھی جو شیخونیہ البرہان العجلونی کے بڑے مشاہیر علامہ تھے صرف و نحو پڑھی۔ بعض کہتے ہیں کہ التعمانی کے تحت میں علم صرف و نحو حاصل کیا اور مذکورین اساتذہ میں سے بعض سے فقہ اور بعض سے صرف نحو پڑھی اور جب تک علم فقہ پر عالم البلقینی سے چند کتابیں پڑھتے رہے اس وقت تک برابر اپنے تحصیل علم کو جاری رکھا اس کے بعد المنوی سے تھوڑے زمانہ تک سلسلہ تعلیم جاری رکھا اس شخص نے اسے طرق آداب وغیرہ پر کچھ تعلیم دی جب اس سے مجلس کے صدر ہونے کے لئے کہا گیا تو استاد کو نہایت شاق گذرا اور کہا:۔

"جب ہم جوان تھے تو کبھی علماء، اور فضلاء، اور ممتاز شخصیتوں کی طرف پشت کر کے جیسی کہ یہ ہیں نہیں بیٹھا کرتے تھے" اس بات پر السیوطی نے اپنے استاد المنوی سے قطع تعلق کر لیا پھر السیف الدین الشمونی اور الکافیاجی حنفیوں کے ساتھ تحصیل علم

---

(۱) عثمان بن عبداللہ بن عثمان الفخر ابو عمرو المقسی ۸۰۸ھ مطابق ۱۴۰۵ء میں پیدا ہوئے اور ۸۹۷ھ مطابق ۱۴۹۲ء میں انتقال کر گئے۔
(۲) محمد بن احمد الشمس البامی ۸۰۸ھ مطابق ۱۴۰۵ء میں پیدا ہوئے اور ۸۸۸ھ مطابق ۱۴۸۳ء میں انتقال کر گئے۔
(۳) محمد بن علی القیجی الشافعی ۷۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۷۹ھ میں انتقال کر گئے (۴) القطع کا لفظ جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے آپ کو کسی چیز میں اس قدر لگائے کہ دوسری چیزوں سے علیحدہ ہو جائے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱)

کا کام شروع کر دیا اور اُن سے کچھ مختلف علوم حاصل کئے چنانچہ اس کا خود بیان ہے کہ شہاب الدین الشرمساحی سے الکلائی پر تفسیر مجموع پڑھی اسی طرح العزیز المیقاتی سے میقات پر اس کی تفسیر پڑھی اور محمد ابن ابراہیم الشروانی الرومی سے جو قاہرہ کے ڈاکٹر تھے ابن الجمعہ کے علم طب پر دو ملخصات یا اختصارات پڑھے اور العزیز الحنبلی سے جامع الجوامع میں سے کچھ علم اصول فقہ پر بھی حاصل کیا۔

یہاں پر عبد الرحمن بن محمد شمس الدین السخاوی کہتا ہے کہ السیوطی نے جو کچھ کیا ہے اس کا بیان ختم ہوتا ہے دیگر یہ کہ اُس نے میرے ساتھ بعض اوقات تعلقات رکھے ہیں اور مندرجہ ذیل الفاظ میں مجھ سے بڑی لمبی چوڑی خط و کتابت کی ہے "بیشک ہم نے اپنے آپ کو بغیر مدعو کئے ہوئے دعوت کے بڑے لمبے چوڑے حاتمانہ دسترخوان پر جا پہنچایا اور مصیبت کے مارے ہوئے اونٹ کو اُس کے پر گنج وسیع صحن میں بٹھلا دیا"۔ اس کے ماسوا اُس نے اکثر میری نظم ونثر میں تعریف بھی کی ہے جسے میں نے دوسرے مقامات پر تحریر کیا ہے تھوڑے عرصہ تک یہ الزین قاسم الحنفی اور الباقعی کے لکچرس میں بھی برابر جاتا رہا اور الشہاب المنصوری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ر) اگرچہ یہاں پر وہ چیز مذکور نہیں ہے جس سے قطع تعلق کیا گیا ہو مگر ضمیر ضرور راجع ہے جس سے کوئی دوسری شئے نہیں سمجھی جا سکتی اس لئے اس کا متکلم منوی ہے نہ کہ السیوطی واللہ اعلم ۱ میقات وہ جگہ ہے جہاں پر تمام حاجی جب مکہ میں جانے لگتے ہیں تو جمع ہو کر احرام باندھتے ہیں۔ احرام کے معنی اُن چیزوں سے رکنا ہے جن کو شرع نے جائز قرار دیا ہے مگر اس وقت وہ اس قسم کے قانون شرعی سے علیحدہ ہوتے ہیں ان متعلقات کی تفصیل بجائے دوسری کتابوں کے نہایت شرح وبسط کے ساتھ کتاب جامع الرموز مصنف شمس الدین محمد الکوہستانی میں ہے

۲ ۸۳۸ھ مطابق ۱۴۳۴ء میں پیدا ہوئے اور ۹۰۶ھ مطابق ۱۵۰۰ء میں انتقال کر گئے۔

۳ عز الدین محمد بن شرف الدین ابی بکر ۷۵۶ھ مطابق ۱۳۵۵ء میں پیدا ہوئے اور ۸۱۹ھ مطابق ۱۴۱۶ء میں انتقال کر گئے ۴ اس قول سے السیوطی کی مراد یہ ہے کہ یعنی السیوطی السخاوی کی دریا دلی فیض محنت جانکاہی اور تسلی دہی کا نہایت ہی ممنون و مشکور ہے۔

۵ احمد بن محمد ۷۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۸۷ھ میں انتقال کر گئے

Marfat.com

شعر گوئی کی بھی مشق کی اس نے احادیث کی سماعت علم حدیث کے اُن مولفین سے کی ہے جو اس زمانہ میں زندہ تھے مثلاً القاسی، المجازی، الشادی المکتومی، نشوان اور ساجر نیز الیوب کے کچھ علامہ لوگوں نے اس کو احادیث کے روایت کرنے کی سند بھی عطا فرمائی اُن میں سے ایک ابن مقبل ہیں اور جس علامہ نے اُس کو آخر میں سند عطا کی وہ الصلاح بن ابی عمر تھا لیکن جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں اُس نے اس مضمون پر کوئی ابھی توجہ نہ کی اس کے بعد اس نے فیوم میتیا المھلا اور دیگر مقامات کی سیاحت کی اور یہاں کے مشاہیر شعرا سے جو کچھ سنا اُسے لکھ یا نوٹ کر لیا شعرا مثلاً المحی الدین ابن الساقیہ اور العلا ابن الجندی الحنفی پھر ۸۶۹ھ میں دوسری ربیع الثانی کو براہ دریا مکہ کا سفر کیا اور المحی الدین عبدالقادر المالکی سے بھی کچھ پڑھا یہاں اسے ہمارے دوست ابن فضل اور دیگر لوگوں کی مدد سے بھی فیض پہنچا نیز ایک سے زیادہ لوگوں نے اسے پڑھانے اور تعلیم دینے کی سندات عطا کیں العالم البلقینی اس کی اس وقت تک بہت زائد مدد کرتے رہے جب تک کہ اسے مسجد شیخونیہ میں علم فقہ کی پروفیسری کی کرسی ملی یہ کرسی ان کو ان کے والد کی طرف سے ملی تھی اور اکثر مباحثوں اور مکالموں میں بھی العالم البلقینی اس کی مدد کرتے رہے۔

پھر السیوطی نے گوشہ نشینی اختیار کی[۲] اور شیخوں کی وضع قطع اختیار کر لینے کے بعد ایسے علوم میں مشغول ہوا جو اس حالت کے لئے زیبا تھے اس کے ماسوا جب یہ اکثر میرے پاس آیا جایا کرتا تھا تو اپنے ساتھ اکثر میری کتابیں بھی مندرجہ ذیل کے ماسوا مثلاً الخصال المحیہ لضلال الاسماء النسویہ۔ الصلوۃ علی النبی۔ موت الوبنا لایا کرتا تھا۔ ان دوسری کتابوں کے گنانے کی میں ضرورت نہیں محسوس

---

[۱] حافظ ہیں اور ایک کتاب کے مصنف بھی جس کا نام ورد السنیہ والبہیہ ہے یہ شرح محمدی پر ایک کتاب ہے جو ۸۵۵ھ میں لکھی گئی۔

[۲] عربی کے الفاظ انجمع عن الناس ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں سے الگ ہوگیا۔

Marfat.com

کرتا اور صرف یہی نہیں بلکہ محمودیہ کالج اور دوسرے مقامات سے بھی لایا کرتا تھا
بہت سے مختلف علوم پر ایسی کتابیں جن کا علم اُس کے ہمعصروں کو نہ تھا اس میں کچھ
تھوڑی سی تبدیلی یا اس طرح تقدیم و تاخیر کردیا کرتا تھا کہ گویا اسی کی ہے اور اس میں ایسے
چھوٹے دیباچے اور مقدمے لکھدیا کرتا تھا جس سے جہلا بہت کچھ فائدہ حاصل کرنے کی
امید رکھا کرتے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان میں کتاب کے ایک جزو کا مضمون بھی پورا نہ
ہوتا۔ اُس نے جو پہلی کتاب لکھی وہ علمِ منطق کے ناجائز قرار دینے پر ایک کاغذ تھا جسے
کتاب ابن تیمیہ سے نکال کر لکھا اور اس کے سب بڑے حصے میں وہ میری مدد کا ممنون
تھا۔ اس بات پر بہت سے لائق علما نے اُس کی مخالفت اور العالم البلقینی تک نے
اُس کی تردید کی اور اس مسئلہ پر العالم البلقینی نے جو کچھ اپنے لکچرس میں اُس کو لکھایا
تھا وہ سارے نوٹس اُس سے لے لئے کاش میرے کتب خانہ میں یہ نہ ہوتے۔ مثلاً
الانباسی[1] ابن القلاقی ابن القاسم[2] ورنہ السیوطی کے لئے اس کا نتیجہ نہایت مصیبت ناک
اور آفت خیز ہوتا۔"

اس نے احمد ابن طولون کی مسجد میں عام لوگوں کے مجمع میں لکچرس بھی دیئے اور اس کے
ماسوا بعض بیکار و عوید اسعد پر بسبقت بھی حاصل کی اور اپنے اوپر اپنے ناظر شہاب الدین ابن
الطباخ کو بھی مہربان بنایا جس نے اُسے برسابائی[3] دار و غہ یا محاسب خانہ کے تحت میں
تربیت حاصل کرنے کیلئے سپرد کردیا اس کے بعد اُس نے اتابک العساکر[4] کے ساتھ بھی تعلق پیدا

---

[1] عبدالرحیم بن ابراہیم بن حجاج زین الدین الانباسی الشافعی [illegible]ھ میں پیدا ہوئے اور [illegible]ھ میں انتقال کر گئے [2] محمد ابن القاسم بن علی شمس الدین المقسی الشافعی [illegible]ھ میں پیدا ہوئے اور [illegible]ھ میں انتقال کر گئے
[3] غالباً یہ لفظ برسابائی البجاشی ہے [4] اتابک العساکر انفاہری اس کے متعلق ہم کو ویل (Weil) کے ذریعہ سے یہ معلومات بہم پہنچی ہے کہ یہ اولاً سلطان خوشقدم کے زمانہ [illegible] مطابق [illegible] میں تھا اور اس وقت یہ اتابک (Alappo) کا اتابک تھا پھر ملک الشرف کیتبائی کے زمانہ میں اس وقت گورنمنٹ ملاتیہ نے گورنمنٹ الپو میں اسے تبدیل کردیا تھا۔ ویل (Weil) صفحات ۲۰ و ۳۳۔

Marfat.com

جو سفر کے دفتر یا بندوبست سفر کا ناظر یا داروغہ تھا۔ یہاں تک کہ اس آخر الذکر شخص نے اسے شیخ عثمان المتقی کے انتقال کے بعد شیخونیہ کالج میں علم حدیث کا پروفیسر، باوجود اس کے کہ شیخ عثمان المتقی کا ایک لڑکا بھی پس ماندہ تھا مقرر کر دیا۔ اس کو صحیحین یعنی البخاری اور مسلم کا لکچرار بھی مقرر کیا گیا۔ اگرچہ اس میں اُن شرائط کے پورا کرنے کی قابلیت نہ تھی جو اس کالج کے معاونین نے اس کرسی کے لئے مقرر کی ہوئی تھیں اور بیبرس کے گورنر برکوک کے مقبرہ میں جو قاہرہ کے پھاٹک القرافہ کے پہلو میں ہے علم تصوف پر بھی لکچرار مقرر کیا گیا۔ اسے یہ اور دوسری جگہیں اُس شہر کے باشندے ابو طیب السیوطی کی مہربانیوں سے ملی تھیں یہ سارا سفارشی معاملہ تھا کیونکہ نہ یہ پوری طرح ان تمام جگہوں کے لائق تھا اور نہ ان جگہوں کے سنبھالنے کی اس میں کچھ بھی قابلیت تھی اس کے متعلق تمثیلاً کہا گیا ہے کہ "اس نے وہ باتیں اختیار کیں جن کے کرنے کی اس میں لیاقت نہ تھی"۔ اس کے بعد اس نے اپنے شیخوں کی مخالفت میں بھی زبان کھولی جو اس کے لئے ہر طرح واجب التعظیم تھے یہاں تک کہ قاضی عضد کے متعلق یہ کہا کہ اس کی منزلت اس کی نظر میں آنی بھی نہیں ہے جتنی ابن الصالح کے پیر کے گودن کی عزت اور اسی وجہ سے ایک حنبلی عالم پریسیڈنٹ (نائب الصدر) نے اپنے قاضی کے سامنے اس کی سرزنش بھی کی اس نے علم صرف اور نحو میں السید اور المازری کی بھی اپنے ایک سوال کے ذریعہ سے باوجود اس کے کہ اسے اس علم میں کوئی ملکہ نہ تھا ہتک اور بے عزتی کی بات یہ تھی کہ

علاوہ کیا شرائط اور حالتیں تھیں؟ حسن المحاضرہ میں امیر شیخونیہ کے اساس کے متعلق بالتفصیل لکھا ہوا ہے۔ کالج کی بنیاد ابتداءً محرم ۷۵۶ھ مطابق جنوری ۱۳۵۵ء میں پڑی ہر چہار مذاہب (حنفی شافعی مالکی حنبلی) کی درسگاہیں یا کرسیاں مقرر ہوئیں ایک الگ درسگاہ علم حدیث قرأت قرآن کے لئے صحابیین پر لکچروں اور شفاخانہ کے جراحی کے لئے مقرر ہوئی۔ علم نحو کا پروفیسر لکچرار مذہب حنفی کا شخص اور مصر کا بہت بڑا مذہب حنفی کا علامہ علم التفسیر کا بہت بڑا ماہر اور اصول فقہ کا بہت بڑا کامل ہونا چاہئے تھا مگر اس کے ساتھ یہ بھی شرط تھی کہ یہ قاضی نہ ہو اور یہ آخر الذکر شرط تمام آن افسران کے لئے رکھی گئی تھی جو تنخواہ پاتے تھے۔ (السید نمبر ۲ کا حاشیہ صفحہ ق میں ملاحظہ فرمائیے)

اسے ایک اجنبی ملا اور اُس کے سامنے اس نے یوں کہا "بیشک آپ کا دعوٰے ہے کہ سید الجرجانی کا یہ مذہب ہے کہ حرف[1] کے کوئی معنی نہیں نہ تو اصلی اور نہ کوئی اس کے خلاف سید کا یہ بیان تو خود ہی آپ کے جھوٹ کی تردید کرتا ہے" اُس شخص نے جواب دیا "بیشک اس کے متعلق میں نے ایک تحریر دیکھی ہے اور جب میں مکہ میں تھا تو مجھ سے ایک ممتاز شخص سے اس مضمون پر بحث ہوئی جو کچھ میں نے کہا ہے یہ اُسی سے سنا ہے اور اُس پر مجھے کافی بھروسہ ہے" پھر اُس نے جواب دیا "یہ تو ایک بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک ایسا شخص جو خود بھی مصنف ہے ایسے علامہ کے متعلق ایسی بات کا کیونکر اعتبار کر سکتا ہے[2] اس لئے یہ ادعا بالکل بعید ہے اُس نے یہ بھی کہا کہ "جس نے الرضی کے ساتھ تعلیم جاری رکھی اور اس کی صرفی و نحوی تعلیم سے فائدہ اٹھایا پھر بھی علمی کمال کے اس درجہ تک بھی نہیں پہنچا کہ اس کو اوسط درجہ کا گرامر جاننے والا کہا جا سکے"

وہ ہمیشہ اس طرح کی قرین قیاس و عقل باتیں کرتا رہا یہانتک کہ ساتوں علموں میں کامل ہونے کا دعوی کر دیا[3] اس کا یہ بھی دعوی تھا کہ اگر زمانہ کے تمام علما اُس سے ہزار ہا سوالات کریں تو وہ صرف تنہا بلا مدد غیرے اُن سب کا جواب اپنی مدللانہ اور دماغی طاقت سے دیدیگا اور اگر وہ اس قسم کے سوالات کا دسواں حصہ بھی پوچھ بیٹھے تو تمام علما اُن کے حل کرنے میں ناکامیاب رہیں گے۔ اُس نے بڑی محنت سے ایک کتاب بھی تیار کی تھی تاکہ اُس کے ذریعہ اسے مجتہد[4] کی ڈگری حاصل کرنیکی سہولت حاصل ہو جائے اور طرفہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ص) ۲؎ ابوالحسن علی ابن محمد زین الدین الحسینی الجرجانی السید الشریف کے نام سے مشہور ہیں ۸۱۶ھ میں انتقال کیا (حاشیہ صفحہ ق) ۱؎ حروف کے دو معنی ہیں ایک تو حرف تہجی اور دوسرے حرف جر یعنی وہ حرف جو کسی معنے کے ظاہر کرنے کیلئے بولا جائے اور نہ اسم ہو نہ فعل ۲؎ یہاں السیوطی کے کلام کے ٹکڑے کا پھر ذکر ہے جس کا اس کی خود نوشتہ سوانح عمری میں ترجمہ کیا جا چکا ہے ۳؎ یہ لقب اس علامہ کو دیا جاتا ہے جو ذہنی طاقت سے کسی مسئلہ شرعیہ کے متعلق خاص درست رائے قائم کرتا ہے ۴؎ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ ایک عام لقب تھا اور بڑے بڑے علما اپنے ذاتی اندازہ سے کچھ مسائل شرعیہ میں اجتہاد کر کے خاص باتیں مقرر کر لیا کرتے تھے اس کے بعد مسائل شرعیہ میں اپنی ذاتی رائے (بقیہ حاشیہ صفحہ ق صفحہ پر ہے)

یہ کہ باوجودیکہ اس میں اقتباسات تھے مگر پھر بھی تصنیف کی نسبت اپنی طرف کی ہوئی تھی ایک ارتھمیٹک کے پروفیسر نے کیا خوب کہا ہے " اس نے جن کتابوں کی طرف اپنی تصنیف کی مصنفانہ حقداری کی نسبت کی تھی یہ اس کی کند ذہنی اور ناسمجھی کا ثبوت ہے اور اُس علم کے جاننے والے ہی اپنی تیزیٔ طبع سے اسے پہچان سکتے ہیں " اور ایسا ہی بعض لوگوں کا یہ بھی قول ہے کہ " اس نے مجتہد ہونے کا دعوے اپنی غلطیوں کے چھپانے کیلئے کیا ہے " اس کے متعلق اُس کے خود الفاظ ہیں واقعہ یہ ہوا کہ ایک ممتاز شخص اسے ملا اور خواہش کی کہ اُسے بعض مسائل میں رائے دے اس نے (السیوطیؒ) جواب دیا " یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کیونکہ میرے پاس مذہبی درسی کتابوں کے علم کا ذخیرہ بہت تھوڑا ہے " ایک اور شخص نے ان الفاظ میں اُس سے دریافت کیا " مجھے ان ذرائع سے مطلع کیجئے جن سے آپ نے مجتہد کی ڈگری حاصل کی ہے اور کیا کوئی شخص زندہ ہے جس کو ان ذرائع کی واقفیت ہو؟ " اس نے جواب دیا " ہاں ایسے لوگ ہیں جن کو ذرائع معلوم ہیں لیکن تمام ذرائع ایک شخص نہیں جانتا بلکہ بہت سے لوگوں میں منتشر ہیں " پھر اس شخص نے سوال کیا " مجھے بتاؤ کہ وہ کون لوگ ہیں تاکہ اُن سب کو جمع کر کے تمہارے پاس لاؤں اور ان کی تم سے گفتگو ہو اگر ان میں سے ہر ایک شخص اس بات کا اقرار کرے کہ تم ایک مجتہد کی لیاقت رکھتے ہو اور تم کو اس امر میں ممتاز سمجھ لیں تب ممکن ہے کہ ہم تمہارے دعوے اجتہاد کو تسلیم کر لیں؟ " وہ اس بات پر خاموش رہ گیا اور ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالا۔

السخاوی کہتا ہے کہ اس کی بنائی ہوئی کتابیں تین سو جلدیں ہیں لیکن اُن میں سے بعض آپنی چھوٹی نظر سے گذریں جو صرف ایک صفحہ کی تھیں اور ایسی تو بہت ہیں جو ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ق) دینی موقوف ہو گئی اور اس پر عمل بند ہو گیا اسی لیے بہت متاخرین علامہ مثلاً السیوطی وغیرہ نے مجتہد کے لقب اور حقدار ہونیکا دعوی کیا مگر عوام نے انکار کر دیا مد اس سے السیوطی کی اس علم کی طرف بے رغبتی کو سمجھ

Marfat.com

گرشتہ کی ہیں وہ (السخاوی) لکھتا ہے کہ ان میں سے ایک تو شاطبیہ[2] پر حاشیہ ہے اور دوسری الفیہ قرأت قرآن میں اور اس کا ذکر تو پہلے ہی کیا جا چکا ہے کہ ان علوم کو اس نے (السیوطی نے) کسی شیخ سے نہیں پڑھا۔

اس کی تصنیفات میں سے مندرجہ ذیل کتابیں ہمارے شیخ[3] کی تصنیف ہیں جن کو اس نے دھوکہ دہی اور دغابازی سے اپنی تصنیف قرار دیا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول عین الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ. النکت البدیعات علی الموضوعات المدرج الی المدرج تذکرۃ المؤتسی بمن حدث ونسی تحفۃ النابہ بالتلخیص المتشابہ ما رواہ الواعون فی اخبار الطاعون الاساس فی مناقب بنی العباس جزء فی اسماء المدلسین کشف النقاب عن الالقاب نشر العبیر فی تخریج احادیث شرح الکبیر

یہ تمام ہمارے شیخ کے رسائل ہیں جب اپنی طرف ان کی تصنیف کی نسبت کی ہوگی تو کوئی ترمیم و تبدیلی بھی کی ہوگی اس لیے کہ اگر یہ جیسے تھے ویسا ہی ان کو پبلک کے سامنے لایا جاتا تو ظاہر ہے کہ زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتے اس کے ماسوا اور دوسرے مصنفین کی بھی بکثرت و تعداد کتابیں ہیں جن کی نسبت اس نے اپنی طرف کی ہوئی ہے افسوس کہ ان کی فہرست پیش نظر نہیں ہے ورنہ ان کی تعداد کا اندازہ ہو سکتا بہرکیف ہر حالت میں اس کو نہایت متکبرانہ شیخی مارنے کا موقع ملتا رہا اور دیا گیا وہ ایک مرتبہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ الشافعی کی مسند القماسی کے ساتھ پڑھی ہے اس کا اتفاق رائے خود مجھے یہ بتلا رہا ہے کہ اس کے ہر حصہ میں کیسی غلطیاں بھری ہوئی ہیں

---

[1] متوسط طریقہ پر بیس صفحات کا ہوتا ہے۔ [2] قصیدۃ الشاطبیہ قرأت قرآن میں ایک نظم مصنفہ ابی القاسم الشاطبی شاطب یا شاطبیہ (Xativa) کا رہنے والا تھا۔ میورسنج (Meursinge)۔ [3] ہمارے شیخ سے البلقینی کو مراد لیا گیا اور السخاوی نے بھی اپنی سوانح عمری میں شیخنا سے اسی کو مراد لیا ہے۔

Marfat.com

ایسا ہی اُس نے بروایت الکمال الجلال محلی کے بھائی کے ایک خواب کا ذکر کیا ہے جس کی الکمال نے خود تکذیب کر دی البدر ابن حنبلی قاضی نے مجھ سے کہا "اگرچہ میں اپنے شیخ کی خدمت میں برابر بلا ناغہ حاضر ہوتا رہا لیکن میں نے اسے کبھی اپنے شیخ کے ساتھ جامع الجوامع پڑھتے نہیں دیکھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ خیر الدین الرشی نقیب سے اُس نے ضرور پڑھا ہے" میں نے کہا "غالباً وہ اُس وقت آیا کرتا تھا؟" اُس نے جواب دیا "مجھے کبھی نہ علم ہوا۔"

السخاوی کہتا ہے کہ السیوطی نے کہا میں نے جب میں مکہ میں تھا ایک کراسہ میں کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام نفحۃ المسکیہ والتحفۃ المکیہ ہے اس کتاب کا طریقہ ابن المقری کی کتاب عنوان الصرف[1] کا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اس کتاب کو میں نے صرف ایک دن میں تصنیف کیا نیز یہ کہ اُس نے علم حدیث پر کتاب الفیہ لکھی جو الفیۃ العراقی[2] سے بہتر ہے اور دوسری کتابیں بھی ہیں جن کے ذکر کا طول ایک فضول پریشانی ہے اس کی ان حالتوں کے مطابق خود اس کا قول ہے (جو کہ اس مثل کی تصدیق کرتا ہے کہ بھولنا جھوٹ کا نہ بولنا ہے) ایک جگہ پھر السیوطی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ مجھے اصول فقہ میں منہاج کا ایک حصہ زبانی یاد ہے اور پھر دوسری جگہ کہتا ہے کہ ساری منہاج ازبر ہے پھر دوسری جگہ دعوی ہے کہ ہمارے شیخ کے انتقال کے بعد لکھانے کا سلسلہ اس وقت تک منقطع رہا جب تک کہ اُسے پھر نہ شروع کیا گیا اور اسی طرح اس کا یہ بھی کہنا کہ پہلا شخص جو شیخونیہ کالج میں مقرر کیا گیا الکافیاجی تھا۔ اس قسم کی باتیں وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو غور اور یادداشت کے ساتھ اس کی لائف کا مطالعہ کریں گے۔ اُس نے بارہا مجھ سے یہ الفاظ کہے کہ "خدا کی قسم اگر ترک افسر

---

[1] عنوان الصرف الوافی ایک کتاب مشتمل بر علم فقہ صرف و نحو اور علم عروض ہے حاجی خلیفہ نے اس کے متعلق بہت مختصر سا بیان کیا ہے شائقین وہاں دیکھ لیں۔

[2] الفیۃ العراقی فی اصول الحدیث مصنف حافظ زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی جس نے ۸۰۶ھ مطابق ۱۴۰۳ء میں انتقال فرمایا اس کتاب پر بہت سی شرحیں ہیں کہ متعلق حاجی خلیفہ نے بہت ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

اعلیٰ نے اُسے نہ مقرر کر دیا ہوتا تو اس معاملہ کو میں تنہا انجام دیتا اور جہاں تک میں اپنے ارادہ کے متعلق جانتا ہوں دوسرے کا حق ہوتے ہوئے اُسے کبھی نہ پسند کرتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الکافیاجی نہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص مقرر کیا گیا ان تمام الٹی بلٹی اور خلاف بیانیوں کو اُس کی اُن باتوں کے ساتھ جو اُس کے مُنہ سے نکلی ہیں تطابق دو تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان کے درست مطالب و معانی نہ سمجھنے سے کیا سے کیا ہو گیا مندرجہ ذیل باتیں صاف طریقہ سے اُس کے متعلق ثابت ہوتی ہیں نہ تو برابر اس کا علماء کے لکچروں میں جانا اور نہ ہی ان کی صبح یا شب کی مجلسوں میں شامل ہونا اور پھر تن تنہا اُن کے رسائل اور ضخیم کتابوں میں گہرائی کے ساتھ کچھ نہ کچھ کرتے رہنا نیز لائق علماء نے جس کی تصدیق نہیں کی اس کو اختیار کئے رہنا اور اس پر بھروسہ رکھنا اور پھر اس کے ماسوا جب اُس نے مجتہد کی ڈگری حاصل کرنے کا اپنا استحقاق ظاہر کیا تو تمام لوگوں کا عالمگیر مخالفت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

السیوطی نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھی ہیں:-

اللفظ الجوھری فی رد خباط الجوجری، الکر علے عبد البر، غضب الجبار علی ابن الابار، الصارم الصقیل فی قطع الطویل، القول المجمل فی رد علی المھمل،

یہ تمام کتابیں اُس کے مکہ کے قیام میں موجود تھیں جن میں حجاز کے لوگوں کے ساتھ بہت ہی بدخلقانہ اور بے مروتانہ برتاؤ کیا گیا ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے ان کتابوں کی وجہ سے بھی یہ بہت ہی سخت سزاؤں کا مستحق ہو چکا ہے ان میں سے بعض مطابقتاً دوسری کتابوں سے نہایت بیہودہ ہیں پہلی کتاب میری نظر سے گذری ہے جس میں الجوجری کی نہایت بے عزتی کی گئی ہے اور بہت زیادہ تکبر و غرور سے مملو ہے یہ بظاہر اُس کی نہایت حماقت و بے توفی پر ہی نہیں بلکہ اُس کے وحشیانہ غصہ اور تیزی پر دلالت کرتی ہے اور چوتھی البرہان النعمانی کی تردید پر جو امام

ؔ (حاشیہ صفحہ ۵۶ پر دیکھئے)

Marfat.com

وہ شفا کے آخر میں قاضی عیاض کے الفاظ دہراتا ہے اور صیغہ تثنیہ سے یخصنا بخصیصی لکھا ہے اس کے بعد السیوطی نے اس کو ایک اور کاغذ لکھا جس میں نہایت ناتراشیدہ اور کمینی زبان تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے علماء تو کیا کسی جاہل کو بھی اس طرح لکھنا کسی حالت میں مناسب نہیں اس تحریر میں البرہان کو اس امر کی ترغیب دلائی اور رجوع کرایا کہ اس پر عالمانہ رائے قائم کی جائے اور جن لوگوں نے السیوطی کی اس تحریر کے پڑھنے پر رضامندی کا اظہار کیا وہ الامین الاقصرائی العبادی البامی الدین قاسم الحنفی الفخر الدیمی اور ان واقعات کا لکھنے والا (السخاوی) تھا البرہان نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام القول المفصل فی رد للمفضل رکھا اس کے ماسوا الجوجری کے ایک طالبعلم نے بھی اس کی تائید میں ایک رسالہ لکھا مگر الجوجری اس پر بہت غضبناک ہوا یہ غضبناکی اس وجہ سے تھی کہ اس کتاب میں اس شخص کی بہت نامور تعریف و توصیف بھی کی گئی تھی السیوطی نے الکمال ابن ابی شریف کو ایک خط بھی لکھا اور اس کو الکرمانی پر بہت سے ناجائز حملوں سے بھرا الخطیب الوزیری نے الروضہ میں اس کے پاس اپنے لڑکے کو بھیجا تاکہ وہ اس (السیوطی) کے علوم و لیاقت

حاشیہ صفحہ ث) ؁۱ الامام حافظ ابوالفضل عیاض ابن موسیٰ یحصبی السبتی کے نام سے نامور ہیں کیونکہ مقام سیوٹا (Ceuta) کے رہنے والے تھے ؁۴۷۶ھ مطابق ؁۱۰۸۳ء میں پیدا ہوئے اور ؁۵۴۴ھ مطابق ؁۱۱۴۹ء میں انتقال کیا ان کی مشہور کتابوں میں سے ایک تو کارڈووا (Cordova) کی تاریخ ہے اور دوسری نہایت نفیس کی کتاب اظہار الریاض اور پھر شفا یعنی الشفا فی تعریف حقوق المصطفےٰ ہے جس کے متعلق ذکر ہو چکا ہے الفاظ جو کہ الشفا کے آخر میں ہیں وہ یہ ہیں یخصنا بخصیصی زمرۃ نبینا و جماعتہ یہاں پر لفظ خصیصی خص کا اسم مصدر ہے جس طرح دلیلی اور فخیری برہان الدین نے اس کا شمار صیغہ تثنیہ میں کیا ہے مگر اس کی تردید علماء ادب یورپ تک نے بھی کر دی ہے کہ اس کا شمار تثنیہ میں نہیں کیا جا سکتا۔

حاشیہ صفحہ خ) ؁۱ محمد بن عبدالمنعم شمس الدین الجوجری القاہری الشافعی ؁۸۲۱ھ مطابق ؁۱۴۱۹ء میں پیدا ہوئے اور ؁۸۸۹ھ مطابق ؁۱۴۸۴ء میں انتقال کیا یہ ایک کتاب کے مصنف تھے جس کے خلاف پہلی تردید لکھی گئی جس کا ذکر اوپر کیا ؁۲ ابوالنہا محمد الکمال الدین بن ابی شریف الشافعی ؁۸۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔

؁۳ میرسنج (Meursinge) کے مطابق ایک جگہ کا نام ہے جہاں پر کہ السیوطی کی ریاست تھی۔

کے کمال کا اندازہ کرے لیکن اُس نے اُسے یہ اعتراف کرتا ہوا واپس کیا کہ اپنے باپ کے اُن احکام کے ایفا کرنے میں جو السیوطی کے متعلق تھے ناکام رہا یعنی ثبوت بہم نہ پہنچا سکا اس لئے السیوطی کا خط جس کا ذکر سطور بالا میں ہو چکا ہے کچھ دوسرے وجوہات پر مبنی ہوگا اور اس طرح یہ بات بھی اُس کے لئے تسلی بخش نہ ثابت ہوئی۔

جب طلبا میں سے کسی نے السیوطی سے ابن عربی[1] کی بیدینی کے متعلق کہا تو اُس نے جواب دیا "بیشک اللہ تعالیٰ نے اس سے جنگ[2] کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جو اُس کی طرف سے ہوگی اگرچہ ایک منصف یا جج کو اس (ابن عربی) کے خلاف کچھ نہیں مل سکتا اور وہ خود بھی اُن مسائل کی تحریروں کی پڑتال سے نفرت کرتا ہے جن کو اُس نے درست سمجھا ہوا ہے اور حال یہ ہے کہ اُن پر سچے دین پر عقیدہ رکھنے اور جاننے والا ابن عربی کے ساتھ کبھی متفق نہیں ہو سکتا"۔ اس کے ماسوا ابن عربی کے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ وہ کہتا ہے "یہ ممنوع ہے کہ میرے الفاظ کی پڑتال کی جائے۔ السیوطی اُن لوگوں میں سے تھا جس نے ابن عربی کے اصول کو عبداللہ محمد ابن عمر والمغربی سے اختیار کیا ہے یہ شخص یعنی مغربی کرا کہ الحسنی کالج کے پاس رہا کرتا تھا السیوطی

---

[1] محی الدین ابن علی علم تصوف و معرفت پر بہت زیادہ ضخیم کتابیں لکھنے والے ہیں یہ مرشیہ (Murcia) کے رہنے والے تھے ۵۶۰ھ مطابق ۱۱۶۵ء میں پیدا ہوئے ۶۳۸ھ مطابق ۱۲۴۰ء میں انتقال کیا انکے لئے حاجی خلیفہ اور السیوطی کی طبقات مفصل دیکھو آخر الذکر یعنی السیوطی نے اس کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ اس کے بہت سے خیالات بالکل موافق شرع نہ تھے اگرچہ بظاہر ان سے دین کی اعانت ہوتی تھی اس کی قرآن شریف کے متعلق بھی خاص قسم کی ہدایت تھیں لیکن الذہبی کہتا ہے کہ علم معرفت پر کتابیں لکھنے اور ریاضات نے اس کے دماغ میں کچھ پراگندگی پیدا کر دی تھی اس لئے اس قسم کی باتوں کے لئے قابل معافی ہے نیز یہ ایسی باتوں کا بھی خیال کیا کرتا تھا جن کا کوئی وجود نہیں۔

[2] اس میں قرآن کی اس آیت کی طرف حوالہ ہے فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ (پس اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو خبردار اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے ہوشیار رہو) (سورہ بقرہ اڑتیسواں رکوع) مراد یہ ہے کہ اس نے اُن کو اللہ سے مقابلہ کرنیکی دھمکی دی اس کی ناخدا ترسی کی وجہ سے تباہی ہے اگرچہ دنیاوی انصاف کے لحاظ سے اس سزا کی کوئی ضمنی وجہ نہیں مرتب ہوتی اور وہ بات خود اپنی تحریروں کی جانچ اور امتحان کو بہت ہی ناپسند کرتا تھا کہ اگر اس کے الفاظ کے ٹھیک معانی کا لحاظ کیا جائے تو ان سے اس کا (ابن عربی کا) اپنے خیالات پر خواہ کتنا ہی جتنا نہیں ہو اور جس کی عین قابل مدد و مینخاب ہو چکی ہو۔ بہرحال یہ کسی طرح سے متن میں بھی عبارت بنا دی ہے۔

Marfat.com

نے اس کے لکچرس بھی کچھ زمانہ تک سُنے ہیں اور اس کا بیان بھی کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس وقت میں اس شخصیت کے متعلق کچھ بحث کروں تو مجھے اپنی حد سے گذر جانا پڑیگا اس لئے میں اختصار کے خیال سے بعجلت کسی قسم کا انعکاس یا اثر ڈالے بغیر اس بات کو لکھدینا کافی سمجھتا ہوں کہ میرا اس (السیوطی) کے متعلق ماسوا اس کے اور کوئی امر پیش کرنے کا ارادہ نہیں کہ وہ ایک مغرور متکبر اور خود بین شخص تھا یہانتک کہ اپنی ماں سے بھی خود تراشیاں کیا کرتا تھا کیونکہ اس بیچاری نے بہت مرتبہ اس امر کی شکایت کی ہے کہ اس کا برتاؤ اُس کے ساتھ اچھا نہیں ہے اللہ برتر اسے اپنی درستی کا حوصلہ عطا فرمائے۔

خلیفہ نے اس پر الطافات کئے اور اسے بے برسیہ کالج کا الجر البکری[1] کی جگہ پر پرنسپل یا شیخ مقرر کر دیا اس کے بعد اس کا جوش تعصب گھٹ ہی نہیں بلکہ بالکل سرد اور ٹھنڈا پڑ گیا تھا یہاں تک کہ اُس نے دنیا سے قطع تعلق اختیار کر لیا جیسا کہ خود کہتا ہے "میں نے لکچرس دینے شرعی قانونی مقدمات کا فیصل کرنا چھوڑ دیا اور اللہ برتر سے لو لگائی" اس سے پہلے اس (السیوطی) نے یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ مجھے ملامت کر رہے ہیں اور خلیفۃ الصدیق نے مجھے ایک سال جیل میں رہنے کی سزا دی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں پھر لکچرس دینا اور قوانین شرعیہ کی تشریح جبکہ ان کو ترک کر دیا ہے شروع کر دوں میں نے معافی چاہی اور اس بات سے دستکشی اختیار کر لی" پھر اُس کے بعد یہ حالت بھی تھی کہ جب کوئی اُس کے پاس کسی قسم کا مقدمہ لیکر آتا تو اگرچہ اس (السیوطی) میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ اُسے دبا دیتا مگر اُسے لیکر اس پر

---

1. عبد البقا محمد بن عبد الرحمن الدہروتی جلال الدین البکری کے نام سے مشہور ہیں ۸۰۵ھ مطابق ۱۴۰۲ء میں پیدا ہوئے اور ۸۹۱ھ مطابق ۱۴۸۶ء میں انتقال کیا۔ جس خلیفہ نے ان کو مقرر کیا تھا وہ غالباً المتوکل علی اللہ ابو العز عبد العزیز تھا جس کا ۹۰۳ھ میں انتقال ہوا۔

اپنا فیصلہ لکھ دیتا چنانچہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اُس کی وہ دستکشی کی حالت بہت دنوں تک نہ رہی۔ جب محی الدین مغربی نے اپنے ساتھ اس کا بہت بُرا برتاؤ دیکھا تو اسے چھوڑ دیا اور حال یہ ہے کہ اس کے مابعد والے واقعہ سے پہلے محی الدین المغربی نے اس کے ساتھ نہایت فراخدلی کا برتاؤ کیا تھا جس کا اُسے ممنون ہونا چاہیئے تھا اور اس (السیوطی) نے خود بہت سے واقعات بیان کئے ہیں جن میں بہت زیادہ اشتیاق ظاہر کیا ہے اور ان واقعات سے اُس کے مغربی کے ساتھ اشتیاق کے وجوہات ظاہر ہوتے ہیں مثلاً المغربی نے البرہان الدین الکرکی سے اس امر کی التجا کی کہ السیوطی کو ایک عدالتی مقدمہ کے فیصل کرنے کیلئے مقرر کریں جو ان (مغربی) کے تحت میں تھا آخرالذکر یعنی کرکی نے مان لیا اور اپنی طرف سے اصل شل کی ایک نقل تیار کی السیوطی العلام الدین سلیمان الخلیفتی کے ساتھ ان کے پاس اُسے لینے گیا۔ نہ تو اُس نے ہرگز کسی قسم کا شکریہ ہی ادا کیا اور نہ کسی قسم کا ایسا لفظ ہی کہا جس سے اُس (السیوطی) کا احسان مند ہونا پایا جاتا ہو۔ ایک موقع پر السیوطی نے محی الدین المغربی سے السنباطی کے انتقال کے بعد ایک ایسا واقعہ بیان کیا۔ جو آخرالذکر کی بے انصافی کو ظاہر کر رہا تھا۔ المغربی نے کہا: "تو نے اُس کی موت ہی کے بعد مجھ سے یہ کیوں بیان کیا"۔ السیوطی نے جواب دیا "تاکہ تم کو لوگوں کے قلوب کے متعلق معلوم ہو جائے" اور باوجود اس کے السنباطی السیوطی پر بہت مہربان تھا۔ خصوصاً السیوطی کا خود بیان ہے کہ السنباطی مجھے اُس زمانہ میں ایک دینار ہفتہ وار دیا کرتا تھا جبکہ شیخونیہ میں قحط سالی روٹی اور کھانے کی بہت قلت تھی اسی طرح ایک ترک سے اس کے نہایت گہرے تعلقات تھے یہاں تک کہ اُس نے اسے حنفی المذہب سے شافعی المذہب بنا لیا تھا مگر اس ترک نے بھی اُسے چھوڑ دیا لیکن اس کے بعد پھر اُس نے اُس ترک کے ساتھ مہربانی اور خوش خلقی شروع کر دی تھی اسی طرح المغربی نے بھی اُسے چھوڑ دیا تھا یہ مغربی وہی شخص ہو

Marfat.com

جو اسے (السیوطی کو) بہت زاہد متقی اور متورع بتلایا کرتا تھا اور اسی طرح الفتح القرنی نے بھی اُس سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔

اس کے غرور و تکبر کی ایک مثال خود اُس کا ایک قول ہے جو اُس نے اپنے ہم جلیسوں میں سے ایک سے کہا تھا۔ "جب مجھے قاضی کا عہدہ مل جائیگا تو میں تجھے اس اس عہدہ پر مامور کردوں گا۔ یہی نہیں بلکہ تجھے سب کچھ بنا دوں گا"

اس کے بعد ۸۹۵ھ میں شیخ خلف کے لڑکے ابو النجا نے اس کی مخالفت کی اور اُس کے نقص اور غلطیاں عوام کے سامنے ظاہر کر دیں اس کا اثر یہ ہوا کہ یہ بہت عاجزانہ اور ذلیل حالت میں ہو گیا۔ ابو النجا کے متعلق امام الکرکی نے نہایت اچھے اور بڑے خیال ظاہر کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو النجا کوئی ایسا شخص نہ تھا جو خواہ مخواہ السیوطی کی مخالفت کر بیٹھتا ان خیالات کا میں نے تمام و کمال حوادث میں ذکر کر دیا ہے اس سے پہلے السیوطی نے ایک کتاب لکھی تھی جس کے نام کا ترجمہ یہ ہے "السخاوی کی تردید کا سوختہ (دماغ یا جلانے والا) اس کتاب میں جو کچھ صحیح میں وثوق کے ساتھ لکھا گیا ہے اس کی مخالفت کی ہے حقیقت یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے میں نے اس مضمون کو کبھی چھوا تک نہیں نہ تو کبھی میرا ارادہ اُس کی تائید میں بولنے کا تھا اور نہ اُس کی تردید میں اب ہم اللہ کی حمد کریں جو فہم کا تقسیم کرنے والا ہے۔

مؤلف کہتا ہے سلطان العادل طومانی بائی نے اس کو بے برسیہ کی پروفیسری

علامہ میورسنج (Meursinge) یہاں پر اپنی رائے ظاہر کرتا ہو کہ تمام واقعات اُن شخصوں کے تھے کہ جن کا السیوطی سے پہلے تعلق تھا اور بعد میں اس کے ظلم اور سخت جیبی نے اُنہیں بھگا دیا تھا ابو النجا خلف المصری الشافعی [illegible] میں پیدا ہوئے اکثر مسجدوں اور اُن مقامات پر جہاں علم لوگ جمع ہوا کرتے ہیں مجلسیں منعقد کیا کرتے تھے یہانتک کہ لوگوں کو بہت تعداد اپنی جمع کر لیتے اور وہاں سے بھی لوگ کھچے چلے آتے تھے جہاں السیوطی درس دیا کرتا تھا نیز بہ اوقات السیوطی کے بے برسیہ کا لج میں بھی لکچر دیا کرے مٹلا میورسنج (Meursinge) خیال کرتا ہے کہ یہ ایک کتاب کا نام ہے جسے السخاوی نے تصنیف کیا تھا مگر حاجی خلیفہ نے اس کے متعلق کچھ بھی ذکر نہیں کیا ہے مٹلا غالباً صحیح سے یہی معتبر (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۴ پر دیکھو)

سے بارہ ماہ رجب ۹۰۶ھ مطابق یکم فروری ۱۵۰۱ء کو علیحدہ کر دیا وجہ یہ تھی کہ
کہ طوبانی بائی مستحقین کو اخراجات وغیرہ کے دینے میں بڑا تساہل کیا کرتا اُن کے پیٹ
کاٹا کرتا اور اُن کو کھانے کے خرچ اور وظائف وغیرہ سے محروم رکھا کرتا تھا پھر اسی طرح
اُن کے حقوق مار کر دوسرے آدمیوں کو مقرر کر دیا کرتا چنانچہ اس سازش کی وجہ سے السیوطی
کو بہت سی ناموسیاں اور خفتیں اٹھانی پڑیں مثلاً اُس کے خلاف عدالتی فرامین جاری
ہوئے بدنامیاں اور ذلتیں اٹھائیں فوائد مذہبی سے محروم رہا اور بھی اسی قسم کی بہت سی
باتیں واقع ہوئیں اس کے بعد اس پروفیسری کی جگہ پر لیشتنی البلیسی جو ابن البلان کے
نام سے مشہور ہیں ماہ مذکور کی چھبیس تاریخ کو دوشنبہ کے دن مقرر ہوئے اگرچہ ان سے
زائد بھی خوبی میں لوگ موجود تھے مگر یہ مثل کہ "قسمت کمالات پر غالب رہتی ہے" ان کی تقرری
پر صادق آتی ہے۔ لیشتنی البلیسی کا یہ حال تھا کہ اُن کو کسی طرح چین نہ تھا ڈرتے رہتے تھے
کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جلال الدین (السیوطی) پھر کسی قسم کا آزار پہنچائے بات یہ تھی کہ جلال الدین
نے ایک مرتبہ یہ تحریک پیش کی تھی اگرچہ اس کے کرنے پر اصرار نہ کیا تھا کہ العادل اُسے
ایک حکمنامہ لیکر روانہ کر دے کہ موجودہ پروفیسر اپنے حقوق سے مجمع عام کے سامنے دست
بردار ہو جائے اس طرح البلیسی کا عہدہ نہایت خطرہ میں پڑ گیا تھا اس کے بعد جلال الدین
کی حالت بہتر ہو گئی وہ اس کام سے دست بردار تو ہو ہی گیا تھا اب شیخونیہ کالج کی حدیث
کی پروفیسری سے بھی اس ارادہ سے کہ دنیاوی معاملات سے بالکل قطع تعلق کر لیگا علیحدہ
ہو گیا اور روضہ پر رہنا اختیار کر کے تمام مجلسوں اور صحبتوں سے اپنے تعلقات منقطع کر
لئے میں نے سنا ہے کہ اس حالت میں خاص شرفاء کی ایک جماعت اُس سے ملنے جایا

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲) معتبر احادیث مراد ہیں جو اس نام سے مشہور ہیں۔ ۵۹ یہاں عربی میں قلت کے معنی سے السخاوی
کا ہی قول معلوم ہوتا ہے جسے مصنف نے نقل کیا ہے۔ ۶۰ سرکیشیا کے (Circassian) ۔ مملوکوں
میں سے ایک مملوک جو چھ سال ساڑھے تین سال حکومت کی ہے ۹۰۶ھ مطابق ۱۵۰۱ء تک

Marfat.com

کرتی تھی لیکن اُس نے کبھی ان کی کوئی آؤ بھگت نہ کی جب البلقینی کا انتقال ہو گیا تو بیبرسیہ
کالج کی پروفیسری اس کے لیے ۵ ذی الحجہ ۹۰۹ھ میں پیش کی گئی لیکن اُس نے
نامنظور کی پھر الکمال الدین الطویل نے جو اس کے لیے پہلے بھی بہت کچھ کوشش کر رہے
تھے اور خرچ بھی کیا تھا، ۲ ماہ مذکور کو دوشنبہ کے دن منظور کر لیا جلال الدین برابر گوشہ
نشین رہا یہاں تک کہ منگل کے دن ۸ جمادی الاول ۹۱۱ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۵۰۵ء
کے اُس کا انتقال ہو گیا اللہ اُس پر رحم فرمائے ؎

اب السیوطی کے متعلق السخاوی کا تذکرہ ختم کر کے میں اس بات سے دستکشی نہیں
کر سکتا کہ آخر الذکر کے عیب و ثواب بینی کے متعلق ذکر نہ کروں اس کے لیے میں علما و محققین
مغربی خصوصاً میورسنج (Meursinge) کا نہایت ممنون ہوں جس سے میں نے
مندرجہ ذیل عبارت لی ہے اور یہ اُس کی عبارت ایک مورخ کی کتاب میں ہو جس کا
نام اعیان الاعیان وابناء الزمان ہے کوڈکس (جلد ۱۶۴ صفحہ ۹۴) چنانچہ السخاوی
کا تذکرہ یہ ہے ؎

محمد ابن عبد الرحمن بن محمد ابی بکر بن عثمان بن محمد السخاوی شمس الدین محدث مورخ
الملقب بہ بدگوئی کنندہ وہ تھی ۸۳۱ھ مطابق ۱۴۲۷ء کے پیدا ہوا اور حافظ ابن حجر کی
کے تحریر (اگلے زمانہ میں دستور تھا کہ نہایت اچھی اور مفید کتابیں خواہ وہ اسی پر تفسیر
کی ہوں یا غیروں کی متقدمین کی ہوں یا متاخرین کی لکھا یا کرتے تھے) کرانے میں جبکہ
ابھی بچپن ہی کا زمانہ تھا جانے لگا جنہوں نے اس کے دل میں علم حدیث کی محبت جاگزین
کر دی یہ برابر ان کی درسگاہ میں جاتا رہتا تھا اور ان کی بہت سی کتابیں خاص اپنے ہاتھ
سے لکھیں نیز مصر سے یا اور حجاز کے بہت سے احادیث جمع کرنے والوں سے بھی پڑھا
ساتھ ہی اپنے اور دوسروں کے لیے علوم میں سے بہت کچھ چنا اور نکالا۔ دوسرے
مضامین اگرچہ اُس نے پڑھے تھے مگر بہت ناقص اور تمام علموں سے معرا تھا اس لیے

Marfat.com

یہ کہنا بیکار نہ ہوگا کہ ماسوا علم حدیث کے اور دوسرے علموں میں محض فضول شخص تھا پھراس کے بعد علم التاریخ کیطرف جھکا لیکن اپنی ساری کوشش اور زندگی اس امر میں برباد کردی ہے کہ لوگوں کی شہرت کے پرخچے اڑائے ہیں اوراس علم کی کتابوں کو تمام اُن کی خطاؤں یا نقائص سے بھر دیا اب جو کچھ اُن پر محمول کیا گیا ہے یا تو وہ صحیح ہوگا یا جھوٹ مگراس کا دعوٰے تھا ہے کہ اس طرح اُس نے ایک فرض منصبی انجام دیا ہے یعنی یا تو یہ اُن پر الزامات ہیں یا ان کی تعریف مگر ظاہر ہے کہ یہ ایک مانی ہوئی حماقت اور غلطی ہے اور اس قسم کا کام خدا کے حکم کے خلاف کفر گوئی ہے۔

اس کے ماسوا وہ نہایت خوبصورتی اور موثرانہ طریقہ سے اسکے باوجود کہ اُس کے سر پر بہت سے گناہوں کا بار تھا ایک حق شکستگی کا بھی گنہگار تھا جیسا کہ میں نے اس کتاب کے دیباچہ میں بیان کردیا ہے میں یہ صرف اس لئے کہتا ہوں کہ کوئی شخص اس کے اغوا کرنے میں نہ آجائے اور جو کچھ آدمیوں کی بے عزتی کرنے کے بارے میں لکھا ہے اُن تاریخی باتوں پر کہیں بھروسہ نہ کرلے خصوصًا علماء اور محققین تو اُن پر وہیان ہی نہ دیں اس کا انتقال شعبان ۹۰۲ھ مطابق اپریل ۱۴۹۷ء میں ہوا۔

لیڈن (Leyden) کا نسخہ جس سے یہ لیا گیا ہے اس کے متعلق میورسنج (Meursinge) کی تو یہ رائے ہے کہ یہ سارے یورپ میں صرف ایک ہی نسخہ ہے ہندوستان میں اس کتاب کے متعلق آجتک کوئی نشان نہ ملا ہاں ممکن ہو کہ بانکی پور کے کتب خانہ میں ہو تو ہو دوسرے ریکرڈس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ میورسنج (Meursinge) نے اس امر کا بھی وعدہ کیا تھا کہ اس نسخہ میں السیوطی کے زمانہ کے جو اور مشاہیر اور ممتاز لوگ ہیں اُن کے متعلق پھر کسی موقع پر کم وبیش سارے لوگوں کا ذکر کریگا مگر آجتک یہ علم نہ ہوا کہ اُس نے اپنے ارادہ کو پورا کیا یا نہیں اس لئے میں مندرجہ

سابقی کتاب اعیان الاعیان وانبار الزمان میں۔

بالا اقتباس کے آخر میں جو بے ضابطگیاں دی ہوئی ہیں اُن کے متعلق اور کوئی دوسری بات نہیں بیان کر سکتا اور پھر یہ بات اہمیت بھی کم رکھتی ہے کیونکہ مصنفین کا الزام کے عوض الزام دینا اُن پر اعتبار بھی کم رکھتا ہے اور نہایت بے پرمعانی اور سرد مہری سے پڑھا جاتا ہے اور یہ امر اُس وقت واقع ہوتا ہے جب وہ اذیتیں اور جلنیں جنھوں نے انھیں تحریک دی تھی فرو ہو جاتی اور بھول جاتی ہیں اب میں خود السخاوی کے قول سے کہ اپنے لوگوں پر الزامات اُن کی تعریف ہے استدلال لاتا ہوں کہ اُس کی تحریر کا ضمیمہ السیوطی کی بزرگی کا ایک قابل تسلیم ثبوت پیش کرتا ہے خصوصًا اس وقت سے جبکہ اُس نے دنیاوی جھگڑوں سے قطع تعلق کر لیا تھا اس وقت تک جبکہ بغیر استدعا و درخواست یا اس کی خواہش کے بڑے بڑے لوگ اُس سے ملنے جایا کرتے تھے مثلاً برہان الدین کے شفار قاضی عیاض پڑھنے کے متعلق مورخین کی انصافانہ نکتہ چینی کے بارے میں اُس کا چرچا الوشح اور اس کی الطر من الشمس حلبن یا اخر جس نے علما مختصر علیہ یا تصفیہ اور فیصلہ کنندگان کو اس امر کی ترغیب دی تھی کہ وہ برہان کے طرفدار نہ جائیں اس کے تسلیم نہ کرنے کے متعلق اشارات جس کی وجہ سے ہمارے مصنف (السیوطی) کا بلقینی اور مناوی نے بھی لحاظ نہ کیا تسپر بھی اُس نے اپنی حسن المحاضرہ میں اُن کے متعلق کوئی جاہلانہ اور بیہودہ سخت کلامی نہیں کی یہ سارے دلائل ہیں جن سے السخاوی کی غیر صفائی اور ناراستی کا ثبوت ملتا ہے غالبًا السیوطی کے خلاف مورخ کا سخت بغض آخر الذکر کی نکتہ چینی سے پیدا ہوا ہوگا جو اُس نے اُس کی السخاوی کی کتاب ذوا اللامع پر اپنے رسالہ "جلانے والا" (جس کا ذکر ہو چکا ہے) میں کی ہے اب رہی یہ بات کہ اس کتاب کے نام کا یہ مفہوم ہے کہ لوہا خوب لال کیا گیا اور اُس سے داغا گیا سو اس کا تو کوئی دھندھلا اشارہ بھی نہیں ہے امکان ہے کہ پہلی ناموافقتوں کے بعد کچھ باتوں نے اسے ممنون بنا دیا ہو اور یہ شکر گذار رہنے لگا ہو پھر نکتہ چینی سے جسے پہلی مخالفتوں کے فرع کہنی چاہیے یہ حالت آن پڑی ہو۔ بہرکیف یہ تمام و کمال نامناسب

اور خلاف انصاف ہو اُس کے ناراضگی سے صبر کے بدلے میں جیسا اُس پر زخم لگا تھا ویسا ہی لگا یا بھی تھا۔ اس کے بعد ان گہرے زخموں کی ٹانکے والی باتوں کے گذر جانے پر ظاہری اطمینانی حالت کا رونما ہونا اور پھر اُسی مخالفت سے نکتہ چینی کرنا یہ ایک ایسی آگ تھی جو اندر ہی اندر لگتی رہی اور ایک سخت دشمن کے نہایت ہی بُرے حملے سے بھی سخت ہے جو اس کی تحریر سے ہمیشہ قائم و دائم رہیگی۔

ان نادر جزئیات کے طول نے جنھیں لوگ بہت کم جانتے ہیں اور جن پر اب تک السیوطی کی لائف نے میری رہنمائی کی جن کا چھوڑنا میرے لئے ناممکن تھا وہ بھلا مجکو اس امر سے کیونکر باز رکھ سکتی ہیں کہ میں اس کتاب کے بارے میں جسے عوام کے سامنے پیش کر رہا ہوں کچھ زیادہ بیان نہ کروں مگر وہ ذرائع جن سے مصنف نے تاریخ لکھی ہے انہیں خود ہی اپنی کتاب میں تبلا دیا۔ اب اُن کے ماسوا رہی یہ کمی کہ واقعات کے بیان کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں برتا گیا؛ مگر کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ یہ کتاب اس صفت سے خالی نہیں کہ ایک محدود مطالعہ میں ساری باتیں جمع کر دی گئی ہیں نہ صرف خاص واقعات ہی جو ہر خلیفہ کے زمانہ میں ہوئے ہیں بلکہ وہ تفصیلات بھی ہیں جو اُنکی شخصیت سے متعلق اور انکی درباریانہ زندگی اور طرز معاشرت کا خاکہ بھی ہیں تاریخ ابوالفدا میں یہ باتیں بالکل معدوم ہیں لیکن انھوں نے المسعودی کی زندہ تحریر کو اپنی دلچسپی ضرور قرض دی ہے اہل یورپ کے نزدیک تاریخ کی اصطلاح سے جو کچھ سمجھا جاتا ہے اسے السیوطی سے تطابق دیکر اس کو اس بڑے درجہ میں رکھنے کیلئے کسی کو کوئی بھی پس و پیش نہیں ہو سکتا۔ مثلاً تاریخی تحقیق واقعات کے متعلق آغاز اور انجام سبب اور اثر کے ساتھ ہونا چاہیئے رعایا یا سلطنتوں کا نشو و نما یا ترقی اُن کے انحطاط و تنزل کے وجوہات معاشرتی یا تمدنی سیاسی اور مذہبی سوالات پر بحث جو آرام و آسائش یا ملک کی خوش قسمتی پر خلل انداز ہوا کرتے ہیں۔ رعایا میں سے خاص لوگوں یا اُن کے لیڈروں کے

Marfat.com

رنگ ڈھنگ کا بیان اور اُن کے چال چلن سے جو اثر پڑتا ہے اس کا ذکر مناظر جنگی کی صاف صاف تفصیلات اور ملک کی حشمت یا وہوم دھام صنعتوں اور صناعوں کی دیکھ بھال ملک کی تجارتیں اور پیداوار اُس کی قومی زندگی کے تمام بناؤ سنوار رزمیہ نظموں اور فلسفہ کے کمالات ان تمام باتوں پر کوئی مشرقی ماسوا السیوطی کے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے نہیں ہے جس نے قصد کیا ہو محقق ڈی سلین (De Slane) بھی کہتا ہے کہ مسلمانوں میں علم تاریخ ایک بچہ ہے جو صرف زبانی روایتوں سے شروع ہوا ہے اور ایک حافظ نے دوسرے کو بتا دیا پھر ہر ایک مطلق اصل بات کو انھوں نے چند راویوں سے روایت کر دیا۔ یہ اس وقت تک ہوتا رہا جب تک اُن کے حافظہ کے خزانہ میں گنجائش رہی پھر وہ بیانات مجموعہ کی صورت میں لکھے جانے لگے اب ایسی صورت میں سطریں کی سطریں راویوں کی ہونے لگیں اور سلسلہ اس وقت منقطع ہوا جبکہ اصلی راوی بیان کر دیا گیا اکثر حالتوں میں تو یہی ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں اس کے عینی شاہد ہوتے ہیں ایک مابعد کا لکھنے والا راویوں کے بہت لمبے سلسلے کو بٹھا تا اصل باتوں کو ٹھیک بیان کرتا اور غیر متعلق راویوں کو چند ضخیم مسلسل تاریخوں سے ملاتا ہے اس قسم کے لوگ ابن الاثیر اور الطبری تھے۔

پھر ایک تلخیص یا اختصار کرنے والا آیا جس نے اپنے سے پہلے لوگوں کی کتابوں کو ٹھوس ملخص اور ایک چھوٹی جلد میں بنایا اس صورت میں بڑی کتابوں کی حالت یا تو یہ تھی کہ وہ کسی پبلک لائبریری میں نہایت عزت کی نظر سے صرف دیکھی ہی جا رہی ہیں یا برباد ہو چکی ہیں اس قسم کے ملخص کرنے والے لوگ ابوالفدا اور السیوطی تھے ڈی سلین (De-Slane) کے اپنے عام خیال کے لحاظ سے جو کچھ کہا ہے اُس کے متعلق میں اتنا ضرور کہوں گا کہ آخر الذکر مصنفین کے لئے اُس نے بالکل بیکار اور خلاف مخالفت کی ہے غالباً یہ خیال کرتا ہے کہ ان مصنفین یا مؤرخین نے اپنے متقدمین کو تقریباً بہت زیادہ ضرر

Marfat.com

پہنچایا ہے جیسا کہ یورپ میں جسٹن (Justin) اور فلارس (Flo-
rus) نے لوی (Livy) اور ٹیکٹس (Tactus)
کو پہنچایا ہے مگر میرے نزدیک اُس کی یہ رائے نہ تو کچھ اور نہ بالکل چسپاں ہی جسٹن
(Justin) کی تاریخ جو بجائے ایک تلخیص کے ہے ٹراگس پامپیس (Tro-
gus Pompieus.) کی گمشدہ کتابوں کے اقتباسات کی ایک تالیف
ہے جس کا رہنما محض یونانی تھا جس نے اصل میں بلکہ بہت سی تجاویز سے سلطنت متعددہ
کی ترقی تنزل اور بربادی کا ذکر کیا ہے اگرچہ جسٹن (Justin) پر
یہ الزام یا عیب بھی لگایا گیا ہے کہ اس کی جو باتیں درحقیقت لکھنے کے قابل تھیں
اس اصل میں سے بہت کچھ نہیں لکھا اور چھوڑ دیا ہے۔ مگر یہ بات تو تسلیم کردہ ہے
کہ وہ اصل ٹیکٹس (Tactus) نہ تھا تاریخیں یا سیر جو اس زمانہ سے متعلق ہیں
وہ گالبہ (Galba) اور ڈومیشین (Domitian) کے دلچسپ جن کے
زمانہ کا درمیانی حصہ تھا اور اغطس (Agustus) کے انتقال سے نیرو
(Nero) کے انتقال تک کا زمانہ یہ بات بالکل درست ہے کہ فلارس
(Floras) کے اڈیشیو پرنسپس (Editio Princeps)
کا زمانہ تقریباً ۱۴۷۱ء میں تھا اس وقت اسے ٹیٹسلیوا پی تھامہ (Titi
Livii Epithoma) کا خطاب ملا تھا۔ لیکن موجودہ علما نے اسے لیوی
(Livy) کی تلخیص نہیں سمجھا ہے بلکہ یہ سمجھا ہوا ہے کہ اُس نے مختلف مورخین کی
روایات سے مختصر کر کے شہر کی بنا سے سلطنت سے ترقی تک کے حالات بیان کر دیئے
ہیں لیوی (Livy) کی کتابوں کے اختصارات فلارس (Florus)
پر محمول کیئے گئے ہیں اور لوی (Livy) نے جو کچھ لکھا ہے کامل طریقہ پر اس پر
راست گوئی بھی محمول کی گئی ہے ان دونتیجوں میں سے کسی ایک پر بھی اندرونی ثبوت تو پایا

Marfat.com

ہی نہیں جاتا اور بیرونی ثبوت پورے طریقہ پر اور کلاً معدوم ہے اس لئے اس بات کا معلوم کرنا مشکل ہے کہ اس طریقہ پر مفروضہ اور رائی ہوئی باتوں سے مصیبت و تکلیف کا اٹھانا اور موثر ہونا کب ہوا یہ بات جو اہل یورپ پر ثابت ہو رہی ہے مشرقیوں کیلئے بھی بالکل درست ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حقیقتاً جس طرح وہ کامیاب ہوئے ہیں اسی طرح مشرقی بھی اب چاہے وہ لوگ جن کے متعلق بیان کیا گیا ہے یا ان کی صفات معمولی ہی ہوں یا سوچنے اور خیال کرنے میں محدود رہی ہوں یا ایک ہی امر کے متعلق چاہے کسی قدر پر ضابطہ ہی کیوں نہ ہوں بات یہ ہے کہ معاملہ حقیقی سے ان باتوں نے بہت دور جا گرایا ہے۔ ابو الفداء نے اپنی تاریخ میں چودہ مصنفین سے کم کا ذکر نہیں کیا ہے جس طرح السیوطی اُن بارہ کا شکر گذار ہے جنکے صحیح صفحات سے اُس نے اپنی کتاب کے لئے مصالحہ نکالا ہے ان مصنفین نے جو کتابیں لکھی تھیں اُن کی بہت بڑی تعداد اب برباد ہو چکی ہے جن کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ ان کی کتابوں میں سے بہت سا حصہ آج اقتباسات کی صورت میں محفوظ ہے اور جس سے لوگ متمتع ہو رہے ہیں۔ ورنہ یہ ایسا گم ہو گیا ہوتا کہ اتنے کا ملنا بھی کسی صورت سے ممکن نہ ہوتا اور یہ امر بھی لاعلاج ہوتا ریسکی (Reiske) کی فصیح و بلیغ ابو الفدا کی تعریف اور منصفانہ الفاظ میں اس کی سفارش اس کی برتری کا ایک کافی ثبوت ہے اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ اسی کے منتجہ اور آخری الفاظ مجھے السیوطی کی تعریف و توصیف کے لئے کافی و وافی ہونگے "اس نے جطرح واقعات کو مسلسل بیان کیا اور ان پر روشنی ڈالی ہے یہ اس کی تعریف اور شہرت کیلئے منصفانہ طریقہ پر سزاوار ہے

"ipse ususeu me commendabit, quare landib ejus celebrandis Parcam"

عطاء الرحمٰن صدیقی
دہلی ۱۰ برن بیسٹین روڈ

کچھ عرض

سیر الخلفاء کے ساتھ یہ ضمیمہ مصطلحات الحدیث پورے طریقہ پر اسی بات کو مدنظر رکھکر نہیں لگایا گیا ہے۔ کہ اس کتاب کے دیکھنے والے ہی صرف اس سے فائدہ حاصل کریں بلکہ کچھ عموماً مستفید ہونے کا شائبہ بھی ملحوظ خاطر ہے۔

اے۔ آر۔ صدیقی

۱۷۔ برن بیسٹن روڈ۔ دھلے

Marfat.com

مصطلحات الحدیث

حدیث وہ ہے جو خواہ رسول اللہ کا قول ہو صحابی کا یا صحابہ کے متبع کا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

حدیث فعلی وہ ہے جس میں رسول اللہ وغیرہم کے کسی فعل کا ذکر ہو کہ انہوں نے ایسا کیا۔ او

حدیث قولی وہ ہے جو حکم فرمانے پر دلالت کرتی ہو (اکثر فعل اور قول دونوں جمع ہوتے ہیں

سند۔ عبارتِ حدیث کے ذکر کرنے کے ذرائع کا نام ہے

اسناد۔ حدیث کا کہنے یا فعل کرنے والے تک منسوب کرنا ہے

حافظ حدیث۔ وہ شخص ہے جس کو ایک لاکھ حدیثیں معلوم ہوں

حجت۔ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس کو تین سو ہزار (تین لاکھ) حدیثیں یاد ہوں

حاکم۔ وہ ہے جس کا علم تمام حدیثوں کے متن۔ اسناد۔ جرح۔ تعدیل۔ اور تاریخ پر حاوی ہو

اعتبار۔ حدیث کی حالت پر نظر کرنے کا نام ہے کہ آیا اس کا کوئی راوی منفرد ہے یا نہیں۔ اور وہ معروف ہے یا اسے کوئی نہیں جانتا۔ جاننے اور نہ جاننے کی بھی کئی قسمیں ہیں

نوٹ۔ راویوں کے لحاظ سے احادیث قوی اور ضعیف ہوتی ہیں کسی کی اسناد مسلسل کسی کی منقطع۔ کسی کی مضطرب وغیرہ وغیرہ۔

متن پر لحاظ کر کے حدیث کی تین قسمیں ہیں۔ صحیح۔ حسن۔ ضعیف کیونکہ جن راویوں سے روایت کی گئی ہو وہ یا تو ثقہ۔ عادل۔ اور ضابط ہوں گے یا اس کے برعکس۔ راویوں میں سے ایسے بھی ہوں گے جو مجہول ہیں یا جن میں صفت کذب پائی جاتی ہو۔

اسلئے راویوں کے ناموں۔ نسبوں۔ تشخیص۔ اور ذاتوں وغیرہ کی تحقیق کی نہایت ضرورت ہے۔

Marfat.com

حدیث صحیح۔ وہ ہے جس کی اسناد آخری راوی سے لیکر رسول اللہؐ تک عدل اور ضبط کے ساتھ ہوں۔ کسی قسم کی شاذیت اور نقص نہ پایا جائے یعنی متصل ہو کسی وجہ سے منقطع نہ ہو۔

(نوٹ۔ حدیث صحیح کے راویوں کی قوت اور قوت میں کسی قسم کے ضعف کے بنا پر کئی درجے ہیں۔ صحیح احادیث کی نسبت اول درجہ پر امام بخاری کی طرف ہے اور پھر دوسرے درجہ پر امام مسلم کی طرف بسلمانوں کے یہاں قرآن کے بعد ان دونوں کتابوں کا درجہ مانا گیا ہے۔

امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ قرآن کے بعد موطا امام مالک کا درجہ ہے کیونکہ امام بخاری اور مسلم کے مجموعہ حدیث سے پہلے امام مالک کا مجموعہ حدیث تھا۔ اور اسی پر سب کا اتفاق ہے اس کے بعد امام بخاری اور مسلم کا درجہ ہے)

یعنی سب راوی سچے اور یاد کے پکے ہوں نہ روایت کا ان میں اختلاف ہو اور نہ پوشیدہ اسباب طعن رکھتے ہوں۔

حدیث حسن۔ وہ حدیث ہے جس کے راویوں میں کسی پر جھوٹ کی تہمت نہ لگی ہو نہ روایت میں نہ روایت کے اختلاف میں اور وہی حدیث دوسرے راوی سے بھی روایت کی گئی ہو۔

(نوٹ حدیث صحیح اور حسن میں یہ فرق ہے کہ اول الذکر میں ایسی عدالت کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو ظاہر ہو اور کامل طریقہ پر اس پر یقین کیا گیا ہو)

حدیث مرفوع۔ وہ ہے جو آنحضرتؐ کا قول یا فعل یا مقرر کرنا ہو (عام ہے کہ متصل ہو یا منقطع کیونکہ متصل عام ہے کہ مرفوع ہو یا غیر مرفوع۔ اس واسطے کہ مرفوع کبھی متصل ہوتی ہے اور کبھی غیر متصل۔ مگر متصل مرفوع زیادہ قابل اعتبار ہے)

حدیث متصل وہ ہے جس کی سند برابر ملی ہوئی ہو اور کوئی راوی چھوٹا ہوا نہ ہو۔ (خواہ

Marfat.com

وہ رسول اللہ صلعم تک مرفوع ہو یا موقوف)

حدیث مسند۔ وہ ہے جس کے راویوں کے نام مذکور ہوں۔

حدیث مشہور۔ وہ ہے کہ خاص اہلحدیث کے نزدیک شایع ہو یعنی ہر زمانے میں بہت سے راویوں نے روایت کیا ہو۔

حدیث ضعیف وہ ہے جس میں صحیح اور حسن کی شرطیں نہ پائی جائیں (اس کے ضعف کے بھی ویسے ہی درجے ہیں جس طرح صحیح اور حسن کے قوت میں درجے) یعنی راویوں میں سے کوئی دروغ گو۔ فاسق۔ یا کسی اور طرح مطعون نہ ہو۔

(نوٹ۔ حدیث حسن کا جاننا حدیث صحیح اور ضعیف میں فرق جاننے پر موقوف ہے۔ حدیث ضعیف وہ ہے جس میں صحیح کی صفتیں پائی جائیں (اور یا تو سچ اور جھوٹ دونوں کے احتمالات ہوں یا بالکل صدق پایا ہی نہ جائے)

حدیث موقوف وہ قول و فعل ہے جو کسی صحابی سے متصلاً یا منقطعاً روایت کیا جائے کہ ہم رسول اللہ کے زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے یہ حجت نہیں ہوتا۔

حدیث مرسل وہ ہے۔ جسے تابعی روایت کرے کہ رسول اللہ نے ایسا کہا۔ یا کیا۔ (اس کا اعتبار علم فقہ (قوانین و قواعد شریعت کا علم) اور اصول فقہ میں کیا جاتا ہے اس کے حجۃ ہونے میں اختلاف ہے امام شافعی کیطرف سے آخر الذکر (اصول فقہ) علم میں اس کے متعلق نہایت شرح و بسط کے ساتھ بحثیں ہیں)

حدیث مقطوع وہ ہے جسمیں تابعین کے اقوال اور افعال کا موقوفاً ذکر ہو (یہ حجۃ نہیں ہو سکتی)

حدیث منقطع وہ ہے جس کی اسناد برابر نہوں۔ خواہ شروع خواہ بیچ۔ خواہ آخر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو (اس کا اعلان اکثر ایسی روایت پر ہوتا ہے جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے۔ اور تابعی کو چھوڑ جائے)

حدیث معضل وہ ہے جس کی سند میں سے دو راوی چھوٹے ہوئے ہوں۔ مثلاً امام مالک

Marfat.com

کا قول کہ رسول اللہ نے فرمایا یا شافعی کا قول کہ ابن عمر نے ایسا کہا۔

حدیث الشاذ والمنکر اس میں دو رائیں ہیں امام شافعی تو یہ کہتے ہیں کہ شاذ یا منکر وہ حدیث ہے جب ثقہ راوی عام لوگوں کے خلاف روایت کرے (عام لوگ کچھ اور کہتے ہوں) اور ابن صلاح کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی ایک شخص نے مخالفت کی ہے یعنی وہ تن تنہا کسی دوسرے ایسے راوی سے روایت کرتا ہے تب تو اس کا نام شاذ اور مردود ہے۔ اور اگر شخص مفرد نے مخالفت نہیں کی ہے اور بہت عادل وضابط ہے۔ تو صحیح ہے۔ اور اگر کسی غیر ضابط نے روایت کی ہو مگر اسے درجہ ضابط میں رکھ سکتے ہیں۔ پس یہ حدیث حسن کے حکم میں ہے۔ اور اگر درجہ ضابط میں نہیں رکھ سکتے تو حدیث منکر ہے ابن صلاح کے عربی الفاظ اَحْفَظُ و اَضْبَطُ اسم تفضیل کے صیغے ہیں جن کا میں نے سطور بالا میں بہت عادل اور ضابط ترجمہ کیا ہے ان کے معنی یہ ہیں۔ کہ اگر اس شخص واحد کا کوئی مثل ہوتا تو مخالفت کرتا اس لئے یہ مردود قسم میں نہیں داخل ہو سکتی۔ پس اسے منکر کی قسم میں رکھنا چاہیے

حدیث مضطرب وہ ہے۔ جس میں روایت مختلف ہو۔ کوئی کسی طرح روایت کرے اور کوئی کسی طرح۔

نوٹ۔ اگر اس اختلاف روایت میں ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے۔ تب اسکو مضطرب نہ کہیں گے ورنہ مضطرب ہے۔

حدیث غریب اور عزیز غریب وہ ہے جس حدیث کا صرف ایک ہی راوی ہو۔ اور اس کی حدیث بلحاظ اس کی عدالت اور ضبط کے ریکرڈ کی گئی ہو۔

عزیز اس وقت کہیں گے جب دو یا تین راوی روایت کرنیوالے ہوں۔

Marfat.com

نوٹ حدیث غریب صحیح اُس وقت ہو جاتی ہے جب اس کا مخرج حدیث صحیح کے افراد میں سے ہو. مگر اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ غریب حدیثیں غیر صحیح ہوتی ہیں

حدیث مصحف وہ ہے جس میں کسی راوی کے نام یا حدیث کے الفاظ میں تصحیف یا تغیر کیا گیا ہو. مثلاً یحییٰ بن معین نے مراجم راوی کے نام کو بدل کر مزاحم کیا ہے یا رسول اللہ کے اس قول من صام رمضان واتبعہ ستا میں بعض لوگوں نے آخر والے لفظ میں تصحیف کر کے ستا کو شیئاً کہا ہے

حدیث مسلسل وہ ہے جس میں ایک حالت پر رسول اللہ تک اسناد کا سلسلہ چلا جائے. خواہ قولاً ہو جس کی دو صورتیں ہیں کہ میں نے فلاں سے سنا وہ کہے کہ میں نے فلاں سے سنا یہاں تک کہ رسول اللہ سے سنا آجاوے یا یوں کہا جائے ہمیں فلاں نے خبر دی پھر سلسلہ چلے کہ ہمیں فلاں نے خبر دی اور رسول اللہ تک چلا جائے اور یا فعلاً مثلاً تشبیک بالید کی حدیث یا اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک کی حدیث یا ابی داؤد. احمد. اور النسائی کی روایت میں کہ راوی نے یہ الفاظ کہے اخذ رسول اللہ صلعم بیدی فقال انی لاحبک. فقل اللھم اعنی الخ یا ایک فقیہ دوسرے فقیہ سے کسی مسئلہ فقہ کے متعلق روایت کرے اور صورت یہ ہے کہ اسمائے رواۃ اسمار آبار ان کی کنیتیں آن کے نسب اور آن کے شہر مسلسل طریقہ پر مذکور ہوں مثلاً امام النووی کا قول انا اروی ثلثہ احادیث مسلسلۃ بالدمشقیین.

حدیث متواتر وہ ہے کہ اس کے راوی کثرت سے ہر زمانہ میں ہوں اور ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عادتہً محال ہو.

Marfat.com

حدیث معلق وہ ہے جس کے اسناد کے شروع میں سے ایک یا زیادہ راوی چھوڑ دیے جائیں۔ اس فعل کا نام تعلیق ہے

(نوٹ) اس طرح اگر درمیان میں راوی چھوڑ دیے جائیں تو حدیث منقطع کہلاتی ہے اور اگر آخر میں چھوڑ دیے جائیں تو مرسل کہلاتی ہے۔ صحیح بخاری میں اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں)

حدیث مدلس وہ ہے۔ کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اس سے ملاقات کی ہو یا اس کا ہمعصر ہو۔ مگر اُس سے روایت کو سنا نہ ہو لیکن طرز بیان ایسا ہو جس سے وہم ہوتا ہو کہ سنا ہے۔

(نوٹ) ایسا تدلیس کرنے والا شخص یہ نہ کہے کہ ہم سے حدیث بیان کی بلکہ فلاں نے کہا یا فلاں سے کہے۔ تدلیس کرنے والا اپنے استاد کا تو ذکر کرتا ہے مگر استاد کے بعد والا شخص چھوڑ جاتا ہے۔ جو یا تو ضعیف ہوتا ہے یا صغیر سن ہوتا ہے مثلاً الاعمش اور الثوری وغیرہ ایسا کیا کرتے ہیں۔

حدیث معلل وہ ہے کہ ظاہر میں تو عیوب سے پاک معلوم ہوتی ہو۔ لیکن کسی راوی پر طعن وغیرہ کیا گیا ہو۔ محقق شخص ان قبائح سے مطلع ہو سکتا ہے ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ کہ ایسی حدیثوں کو پڑتال کر کے حدیث کے کسی دوسرے درجہ پر رکھ سکے

حدیث مدرج وہ ہے کہ حدیث میں کسی راوی کا کلام درج ہو جائے اور گمان ہو کہ یہ کلام بھی حدیث ہی ہے۔ یا دو متن جو دو اسناد سے مروی ہوں اور ان کو ایک اسناد سے روایت کیا جائے۔

حدیث مقلوب وہ ہے کہ کسی غریب حدیث کو مشہور اسنادوں سے بدلکر مرغوب بنا لیا جائے۔

حدیث موضوع وہ ہے جو کسی نے خود بنا کر رسول اللہؐ یا صحابہؓ کی طرف منسوب کر دی ہو

(نوٹ) ابن جوزی نے موضوع حدیثیں جمع کر کے کئی جلدیں تیار کی ہیں مگر

Marfat.com

ابن صلاح کہتے ہیں کہ اس میں ضعیف احادیث بھی بہت سی ہیں)

(نوٹ) وہ حدیث موضوع جس کی تصدیق ضروری ہے وہ وہ ہے جس کو اماموں نے صحیح کہدیا ہے اور تکذیب اس حدیث موضوع کی ضروری ہے جس کی وضع کی اماموں نے شہادت دے دی ہو یا اس حدیث کی تصدیق واجب نہیں جس میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہو مثلاً تمام خبریں۔

کسی عالم کے لئے یہ امر جائز نہیں کہ حدیث کو موضوع کہہ سکے تاوقتیکہ اس کا بیان اس امر پر نہ دلالت کرے یا اُس کے وضع کرنے والے نے خود نہ اقرار کر لیا ہو یا اس امر پر رکاکتہ الفاظ دلالت کرتی ہو یا اُس کے غلط ہونے پر واقفیت تامہ ہو جیسا کہ حدیث میں ثابت بن موسیٰ زاہد کا قول من کثرت صلوٰتہ باللیل حسن وجہہ بالنہار بات یہ تھی کہ شیخ درس حدیث فرما رہے تھے کہ ایک خوبصورت شخص اس جماعت میں آپہنچا پس آپ نے اثنار حدیث میں یہ من کثرت ..... الخ فرمادیا ثابت سمجھ گئے کہ میرے شیخ یا استاد نے حدیث فرمائی ہو۔ بس روایت کر دیا۔

حدیث گھڑنے والوں کی بہت سی قسمیں ہیں سب میں زیادہ ضرر رساں وہ گھڑنتی ہے جس کی طرف زہد کی نسبت کی گئی ہو۔

کفار نے بھی بہت سی حدیثیں گھڑ لی تھیں مگر پہچاننے والوں نے اُن کے عیبوں کو کھول دیا اور لوگوں کو کھلم کھلا تبلا دیا کہ وہ کیا ہیں۔

مسلمانوں کا کرامیہ اور مبتدعہ گروہ کہتا ہے کہ نیکی کی رغبت اور بدی سے خوف دلانے کیلئے حدیثوں کا گھڑ لینا جائز ہے مثلاً عصمہ نوح ابن ابی مریم سے لوگوں نے کہا کہ تم نے فضائل قرآن کے سورۃ سورۃ کے متعلق جو حدیثیں عکرمہ سے بعنایت ابن عباس بیان کی ہیں۔ وہ کہاں سے بیان کیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ بات یہ تھی کہ لوگ قرآن سے پھر گئے اور ابی حنیفہ کی فقہ اور مغازی محمد بن اسحاق

میں مشغول ہو گئے تھے اس لیئے میں نے یہ حدیثیں گھڑ لیں۔

اسی طرح قرآن کے مفسرین نے بھی قرآن کے مطالب و معانی بیان کرنے

میں ماسوا اُن کے جن کو اللہ نے محفوظ رکھا۔ غلطیاں کھائی ہیں۔

اس لیئے علم اصول حدیث والے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ

"اگر میری حدیث کلام اللہ کے موافق ہو تو اسے مان لو ورنہ رد کر دو"

دیگر فوائد ضروریہ متعلق باغاز مصطلحات الحدیث

حدیث کی جرح اور تعدیل شریعت کی حفاظت کیلئے جائز اور ضروری ہے۔ اسلیئے صرف اسکے جاننے تیں ایک حصہ اور تبلا دینے میں دو حصے نیکی ہے۔ پہلی چیز۔ عدالۃ اور ضبط ہے

عدالۃ کے لئے ضروری ہے کہ روایت کرنے والا۔ بالغ۔ عاقل۔ مسلم ہو۔ فسق اور مروۃ کی منقطع کرنے والی باتیں اسمیں نہ ہوں اور

ضبط کے یہ معنی ہیں کہ جاگتی ہوئی طبیعت والا ہو۔ مادہ حفظ ٹھیک ہو۔ یادداشت اور حدیث کے بیان کرنے کے وقت غفلت۔ سہو اور شک میں پڑنے والا نہ ہو اسلیئے

حافظ کہنا اسے اس وقت زیبا ہو سکتا ہے جبکہ یادداشت پر بیان کیا ہو اور

ضابط کہنا اس وقت زیبا ہے۔ جبکہ اسے لکھ رکھا ہو

عارف اس وقت کہا جائیگا جبکہ جو درست معنی ہوں وہ بیان کر دے

نوٹ راوی خواہ مرد ہو یا عورت یہ بھی ضروری نہیں کہ بہت بڑا دانا ہی ہو اور نہ روایت کیلئے دو عدلوں ہی کی ضرورت ہے صرف ایک ہی کافی ہے

ضبط کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ ثقہ اور ضبط میں مشہور راویوں سے حدیث روایت کیجائے۔ اگر غالبیت میں تمام موافق ہیں۔ اور اُن میں مخالفۃ نادرہ ہے اس وقت یہ ایسا ضبط ہوگا جسے مانا جائے۔

Marfat.com

جرح حدیث کی صورت

نیند یا کسی کام میں لگے ہونے کی حالت میں جو حدیث سنی سنائی جائیگی وہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتی یا اصل راوی صحیح طریقہ پر روایت کرنے والا نہو یا اصل صحیح راوی سے روایت کے وقت بھولنا زیادہ ہو یا حدیث میں شاذ اور نا تسلیم کردہ راوی زیادہ ہوں اور جب حدیث کی غلطی تبلادی گئی تب بھی اسے نہ درست کیا اور غلطی پر اصرار کیا ایسی صورتیں عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ یہ بات اُس وقت تو ٹھیک ہے جبکہ عناد کی وجہ سے ہو اگر بحث میں حق تک پہنچنے کے لئے کسی قسم کی مخالفت ہو تو عدالت نہیں ساقط ہوتی۔

تنذیبیل

یہ ہے کہ لوگ تمام مذکورہ شروط حدیث سے اعراض کرلیں۔ اور عدالتہ راوی پر اکتفا کرلیں کہ وہ بڑا ضابط اور اس کا سماع مثبت اور واثق ہے۔ اور اس کی روایتہ کی اصلیت اس کے شیخ کی روایت کی اصلیت کے موافق ہے اسی عدالت کی برکت ہے کہ آج احادیث صحیح اور حسن ائمہ کی کتابوں میں جمع ہیں اور ان میں سے کوئی بات بھی تلف نہ ہو سکی۔

سماع

یا سنے سے یہ فائدہ ہے کہ اس امتہ کیلئے اسناد مخصوص کے اتصال کا سلسلہ باقی رہتا ہے

حدیث کا تحمل یا خیال رکھنا

جس طرح اسلام لانے سے پہلے تحمل جائز ہے اسی طرح بالغ ہونے سے پہلے۔ چنانچہ امام حسنؑ اور حسینؑ ابن عباس ابن زبیر بالغ ہونے سے پہلے حدیثوں کو یاد اور خیال رکھا کرتے تھے چنانچہ لوگ ان بچوں سے سنا کرتے۔

نوٹ۔ اس میں اختلاف ہے کہ بچہ سے سنا کب تک صحیح مانا جا سکتا ہے۔ کچھ تو کہتے ہیں ۵ برس کی عمر اور کچھ کہتے ہیں جب بات سمجھ لے اور جواب دیدے چاہے پانچ سال سے زائد ہی عمر کیوں

Marfat.com

اگر یہ بات صحیح نہیں تو اُس سے سننا صحیح نہیں۔

حدیثوں کے یاد اور خیال رکھنے کے کئی طریقے ہیں :۔

پہلا استاد سے حدیث کو سننا۔ یہ نہایت اعلیٰ اتم ہے۔

دوسرا اُستاد یا شیخ کے سامنے حدیث پڑھنا۔

تیسرا اجازۃ اس کی چند قسمیں ہیں۔

ا معین کی معین کے لئے اجازۃ۔ مثلاً۔ جیسے مینے تجھے کتاب بخاری کی اجازۃ دی یا کسی کتاب میں جو کچھ ہے اس کی اجازت دی۔ اور

ب معین کو غیر معین کے لئے اجازۃ۔ مثلاً تجھے میری تمام سنی ہوئی اور روایت کی ہوئی کی اجازت ہے اور

ج اجازۃ العموم۔ مثلاً میں نے تمام مسلمانوں اور اپنے ہمعصروں کو اجازت دی (نوٹ ان تمام طریقوں سے روایت جائز ہے) اور

د اجازۃ المعدوم۔ مثلاً میں نے فلاں کی اولاد کو اجازت دی جب وہ پیدا ہو (نوٹ۔ اجازۃ المعدوم مذکورہ صورت میں تو نا جائز ہے ہاں بیشک اگر یہ کہا جائے کہ فلاں اور اس کی اولاد۔ تیرے یا تیرے پس ماندہ کے لئے اجازت ہے تب جائز ہو سکتا ہے یعنی مسئلہ وقف کی سی صورت) اور

ھ۔ لڑکے کو ایسی صورت میں اجازۃ جبکہ اسے اس کی صحۃ کی بھی تمیز نہیں کیونکہ اباحت سماعت کے لئے اور روایت کا مباح ہونا عاقل اور آسکے ماسوا دونوں کیلئے جائز ہے اور

و اجازۃ المجازۃ۔ یعنی جس کی مجھے اجازت ہو اُس کی میں تجھے بھی اجازۃ دیتا ہوں۔ (نوٹ۔ اجازۃ کے لئے درست یہ ہے کہ اجازت دینے اور لینے والا دونوں اہل علم ہوں اور اجازۃ دینے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ تحریری اجازۃ ہو۔ اگر زبانی دی تب بھی جائز ہے)

چوتھا مناولۃ۔ ہے یعنی جو کچھ استاد نے شاگرد کو سنانے کیلئے پڑھا ہو اُس کی اجازۃ دو

Marfat.com

یا فرعاً کسی شیخ کے سامنے سننا۔ اس وقت روایت کرنے کے لئے یہ کہنا پڑیگا یہ میرا سنا ہے یا فلاں سے یوں مروی ہے۔ میں تجھے اس کے روایت کرنیکی اجازت دیتا ہوں اب شیخ کو اختیار ہے چاہے اس کی ملکیت اپنے قبضہ میں رہنے دے یا نہ رہنے دے اسکے لئے مناسب یہ ہے کہ جس وقت شیخ اپنی ساعۃ شاگرد کو عطا کرنے لگ جائے تو وہ نہایت بیداری سمجھ اور غور و خوض کے ساتھ اُسے سنے۔ استاد کہیگا کہ میں اس حدیث کو بیان کرتا ہوں یا میں نے سنا ہے۔ اور تجھے اسکے روایت کرنیکی اجازت دیتا ہوں۔ اس کا نام عرض مناولہ ہے اور اس کی دوسری بھی کئی قسمیں ہیں۔

پانچواں مکاتبہ ہے۔ یعنی شیخ اپنی سنی ہوئی احادیث کسی غائب یا حاضر کیلئے لکھے یا اُس کے لئے لکھنے کی اجازت دے۔

(نوٹ) چاہے وہ اجازت ان الفاظ کے ساتھ ہو۔ کہ میں تجھے اجازت دیتا ہوں چاہے نہ ہو دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔

چھٹا۔ اعلام ہے۔ یعنی طالب شیخ کی تحریر میں کسی دوسرے کی روایت پائے اور اجازت نہ ہو کہ تو مجھ سے روایت کرنے ایسی صورت میں روایت کرنا ناجائز ہے کیونکہ اس امر کا احتمال ہو کہ شیخ اس میں کوئی خلل پائے اور اجازت نہ دے۔

ساتواں۔ وجادہ ہے یعنی کوئی ایسی کتاب عمل کے لئے پانا اور اس پر ٹھیر جانا جسے شیخ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہو۔ اور اس میں ایسی حدیثیں ہوں جنکے لئے کوئی روایت نہ ہو۔ ایسی حادث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کرنا چاہیئے۔ میں نے پایا۔ فلاں کے دست خاص سے لکھا ہوا پڑھا۔ یا فلاں کتاب میں اُس نے لکھا ہے کہ ہم سے فلانے نے حدیث بیان کی پھر اس کے بعد باقی اسناد اور متن ہو۔ یہ طریقہ اگلے اور پچھلے دونوں زمانوں میں چلا آتا ہے۔

(نوٹ) اس قسم کی حدیثیں مرسل میں سے ہیں۔ اور کچھ کچھ انمیں اتصال کی بھی خوبو پائی جاتی ہے

Marfat.com

صحابی۔ وہ مسلمان ہے جسنے رسول اللہ کو دیکھا ہو۔ مگر اصول حدیث والے کہتے ہیں جو رسول اللہؐ کی مجلس میں بیٹھا ہو

تابعی۔ وہ مسلمان ہی جو صحابی کی صحبت میں رہا ہو۔ اور یہ بھی کہتے ہیں جو ملا ہو۔ یعنی یادہ اچھا ہے

(نوٹ ان کے نام۔ کنیت۔ القاب۔ مراتب علمی۔ پرہیزگاری کے بہت سے درجات ہیں یہاں طول دینا بہت زیادہ بیکار معلوم ہوتا ہے)

مشاہیر یہ ہیں

نام	سال پیدائش	سال وفات	مقام وفات
مالک	سنہ ۹۰-۷-۴-۳۰۱ھ ان کی پیدائش میں اختلاف ہے جیسا ظاہر کیا گیا	سنہ ۱۷۹ھ	مکہ
ابوحنیفہ	ستر سال کی عمر پائی	سنہ ۱۵۰ھ	بغداد
شافعی	سنہ ۱۰۵ھ	سنہ ۲۰۴ھ	مصر
احمد بن حنبل	سنہ ۱۶۴ھ	سنہ ۲۴۱ھ	بغداد
بخاری	جمعہ ۱۳ شوال سنہ ۱۹۴ھ	شب عید الفطر سنہ ۲۵۶ھ	بخارا موضع خرتنگ
مسلم	پچپن سال کی عمر پائی	سنہ ۲۶۱ھ	نیشاپور
ابوداود		سنہ ۲۷۷ھ	بصرہ
الترمذی		سنہ ۲۷۹ھ	ترمذ
النسائی		سنہ ۳۰۳ھ	
دارقطنی	سنہ ۳۰۶ھ	سنہ ۳۸۵ھ	بغداد
الحاکم	سنہ ۳۲۱ھ	سنہ ۴۰۵ھ	نیشاپور
البیہقی	سنہ ۳۸۴ھ	سنہ ۴۵۸ھ	؍
الخطیب	جمادی الاخری سنہ ۳۹۲ھ	سنہ ۶۳ھ	بغداد

Marfat.com

سیر الخلفاء

پہلا حصّہ

سیرۃ الصدیقؓ

Marfat.com

باسمہ سبحانہ

چونکہ اللہ تعالیٰ نے جو امید دلائی پوری کی۔ اور جس غلطی یا نافرمانی سے دلمیں دہشت وہیبت جمائی پچھتانے کے بعد اُسے مبدل باطمینان قلبی کردیا اس لئے صرف وہی لائق حمد ہے۔ اور ہمارے سردار پر رحمت وسلامتی ہو جو شرفاء کے سردار اور خلفاء کے مورث ہیں۔ اور اُن کی آل واصحاب پر بھی جو بخشائش وبزرگی اور اہلِ وفا ہیں: یہ ایک خلفاء کی تاریخ ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر اپنے زمانہ تک اُن خلیفوں کا بیان کیا ہے جنھیں ایمانداروں نے اپنا سردار بنایا تھا۔ یہ بیان بالترتیب ہوا اور اُن کے زمانہ میں جو واقعات غریبہ ہوئے ہیں اُن کا ذکر بھی معہ اُن کے ہمعصروں کے جو ان دین کے اماموں اور اُمت کے خاصوں کے زمانہ میں تھے۔

اُن لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے مجھے بہت سی باتوں کو ملحوظ رکھنا پڑا۔ اول تو اُن بزرگان دین کی سوانح عمریاں۔ اور دوسرے اُن ائمہ کے سچے ساتھیوں کا ذکر۔ اگرچہ اس موضوع پر بہت سے لوگوں نے نہایت جانفشانی سے خامہ فرسائیاں کی ہیں مگر چونکہ وہ خلاف طریقہ تھیں اس طرح کہ عبارت طولانی اور پھر بھی حالات ضروریہ چھوٹے ہوئے۔ اُس پر طرفہ یہ کہ بے ترتیبی جس سے ماسوا اس کے کوئی فائدہ حاصل کیا جائے موجب پریشانی ہوتے تھے پس میں نے یہ التزام کیا کہ ہر درجہ کے لوگوں کے حالات جداگانہ رقم کئے جائیں جس سے ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ ہر درجہ کے اشخاص کے حالات کا مطالعہ کرنے والا اُس سے آسانی سے مستفید ہو سکے اور معلومات کے لحاظ سے مطابقت کر سکے گا۔ اس وجہ سے میں نے ایک کتاب تو حالات انبیا علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں لکھی اور دوسری صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین میں۔ آخر الذکر شیخ الاسلام ابی الفضل ابن ابی حجر کی کتاب اصابہ کا خلاصہ ہے۔ اور تیسری مفسرین قرآن کے متعلق۔ اور چوتھی طبقات

Marfat.com

ذہبی سے خلاصہ کر کے حافظان[1] حدیث کے متعلق تالیف کی۔ دوسرے ایک اور بہت بڑی کتاب سے بھی ملخص کیا ہے جو طبقات ذہبی کے مانند صرفیوں نحویوں اور علم اللغات جاننے والوں کے متعلق تھی۔ یہ کتاب اپنی عمدگی اور خوبی میں اس قدر بے نظیر تھی کہ آج تک ویسی نظر سے نہ گذری۔ تیسرے ایک اور کتاب سے ملخص کیا جو اولیا اللہ کے بارے میں تھی چوتھے ایک اور کتاب سے بھی ملخص کیا جو علم فرائض کے علماؤں کو متعلق تھی۔ پانچویں اس کتاب سے بھی ملخص کیا ہے جس میں فصحا و بلغا کا حال تھا اور چھٹے اس کتاب سے ملخص کیا جس میں منشیوں کا حال تھا یعنی مصنفین نثر۔ اور ساتویں ایک اور کتاب کی تلخیص کی جو خوشنویسان خط منسوب[2] کے متعلق تھی۔ اور آٹھویں ایک کتاب کی تلخیص کی جو مشاہیر شعرائے عرب کے متعلق ہے جسے اہل عرب از روئے سند اقتباس ازبانداني میں بربنائے دلائل پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ تمام اذکار مشتمل بر اعداد مشاہیر قوم ہیں۔

پھر میں نے طبقات فقہا پر اکتفا کی جس پر لوگوں نے کثرت سے کتابیں تالیف کیں اور اس مضمون سے مستغنی رہے ہیں اور اسی طرح میں نے قرا پر بھی اکتفا کی جو طبقات ذہبی میں

ما حافظ حدیث وہ ہے جس نے احادیث پڑھی یا سنی ہوں اور کم از کم ...... ۳ احادیث اسے اس طرح از بر ہوں کہ راویوں اور احادیث کی ایک ایک سطر زبانی یاد ہو اس قسم کے محدثین کی پانچ قسمیں ہیں زیادہ تشریح کے لئے ابن صلاح کا علم حدیث میں مطالعہ کرو۔

مع خط منسوب ایک قسم کا خط ہوتا ہے جس کو موجد ابن خل تھے (ابو البواب کے حالات زندگی دیکھو) انہی عبد اللہ بن ابن المقلع کے بھائی کو سکھایا تھا الذہبی (تاریخ الاسلام) میں ذکر کرتے ہیں کہ آخر الذکر نے اسے درجۂ کمال کو پہنچایا۔۱۲ اس خط پر ڈی سلین (De Slanes) کا نوٹ دیکھو جو اس نے ابن العادی خذعی کے صنائع پر لکھا ہے۔

مسلہ ابو عبد اللہ محمد مذہب شافعی کے ایک علامہ تھے اس کا لقب شمس الدین تھا دمشق میں ۷۴۸ھ ہجری دشت ۱۲ میں پیدا ہوئے مگر اجداد ترکمان قوم کے تھے۔ یہ حافظوں کے امام اور شہر یا کے قرآن کے قاریوں میں سے تھے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور طبقات قرآن کے قاریوں کا ایک تذکرہ ہے۔ (ابن الخل) ۱۲

Marfat.com

قرآن کے قاریوں کے متعلق مذکور ہیں۔ اور قاضیوں کا ذکر مذکورین میں شامل ہے جن پر لکھا جاچکا ہے۔ اس لئے اب خاص لوگوں میں صرف خلفار کی تاریخ باقی رہتی ہے جس کا کوئی مذکور نہیں۔ چونکہ اُن کے حالات کے جاننے کا لوگوں کو بہت شوق تھا اس لئے میں نے اس کتاب میں ان لوگوں کا ذکر شروع کیا اور کسی ایسے کا ذکر نہیں کیا جو بذریعہ جنگ و جدل خلافت کے دعویدار بننا چاہتے ہوں اور کامیاب نہ ہوئے ہوں اس قسم کے بہت سے لوگ علوی ہیں اور کچھ عباسی۔ اور نہ میں نے اس کتاب میں عبید اللہ[1] کے خاندان والوں کا ذکر کیا ہے کیونکہ بہت سے وجوہ سے ان کی خلافت ٹھیک نہ تھی۔ پہلی بات یہ کہ وہ قریشی نہ تھے اور عام جاہلوں نے ان کا نام فاطمی رکھ چھوڑا تھا ورنہ ان کا جد آتش پرست تھا۔ قاضی عبدالجبار بصری کہتے ہیں کہ خلفائے مصر کا ایک یہودی لوہار تیروں کا بنانے والا سلمیہ[2] کا رہنے والا تھا۔

قاضی ابوبکر باقلانی[3] کہتے ہیں کہ القداح عبید اللہ المہدی کا دادا آتش پرست تھا اور عبید نے افریقہ میں جاکر علوی ہونے کا دعوی کیا۔ مگر علمائے علم الانساب میں سے کسی نے بھی اُس کا دعوی تسلیم نہ کیا۔ البتہ جاہلوں نے اُسے فاطمیون میں سے ہونے کا خطاب دیدیا۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ اکثر اہل علم خلفائے مصر کے مورث المہدی عبید اللہ کے نسب کو صحیح نہیں تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ جب العزیز باللہ المعز کے بیٹے کا شروع ہی زمانہ خلافت تھا جمعہ کے دن ممبر پر چڑھا تو ایک کاغذ کے ٹکڑے پر یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے۔

---

[1] عبید اللہ المہدی اس خاندان عبیدیہ کا بانی تھا جو ۲۹۷ھ مطابق ۹۰۹ء میں خلیفہ ہوا۔ اس زمانہ میں عبداللہ اسپین کے خلیفہ تھے۔ اور المقتدر بغداد کا۔ گبن (Gibbon) کہتا ہے کہ دسویں صدی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کے متعلق بغداد کے خلفار میں نزاع ہوا کہ کون جانشین ہو۔ قاہرہ اور کارڈووا والوں میں نزاع کا اس شرط پر فیصلہ ہوا کہ ایک مخالف جتھے اور فرقہ کا بانی نہایت قابل نفرت اور مجرم بہ نسبت ایک رسالت پر ایمان نہ لانے والے کے ہے ۱۲۔ [2] سلمیہ ضلع اناسہ میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہو جہاں پر ابن خلکان کے مطابق المہدی پیدا ہوا تھا ۱۲۔ [3] اس کا لقب باقلانی یا بقلی زیتے والا تھا۔ اگرچہ بصری تھا مگر ایک عرصہ تک بغداد میں رہا۔ بقیہ حاشیہ صفحہ

Marfat.com

"ہم نے ایک مجہول النسب شخص کے بارے میں سنا ہے؛ جو جامع مسجد میں ممبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا، اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے، تو اپنے اجداد کی ساتویں پیڑھی تک نام لے ڈال۔ اور اگر جو تو نے کہا ہے اُس کی تحقیق تجھے ہے، تو بس طائع کی طرح اپنا نسب بتلا۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو اپنے نسب نامہ کو تاریکی کے گڑھے میں ڈال دے؛ اور ہم عام لوگوں کے وسیع نسب نامہ کے ساتھ رشتہ جوڑ دے، اسلئے کہ بنی ہاشم کے نسب نامے تو ایسے ہیں، جنسے بڑے بڑے طامعوں کا دست طمع کوتاہ رہتا ہے۔"

العزیز نے ایک خط اسپین میں اموی خلیفہ کے نام بھی لکھا تھا جس میں خوب گالیاں اور ہجو تھی۔ اُس کے جواب میں اموی خلیفہ نے بھی یہ لکھا "بعد از مراسم ضروریہ تجھے میری تحقیق تھی اس لئے تو نے ہجو کی۔ اگر ہم تیرا نسب جانتے تو تجھے (اسی طرح) جواب دیتے"

عزیز کو یہ جواب ایسا شاق گذرا کہ جواب ہی سے چپ سادھی۔ اس سے مراد یہ تھی کہ وہ ایک مجہول النسب اور گمنام خاندان تھا۔

الذہبی کہتا ہے کہ محققین اس امر پر متفق ہیں کہ عبیداللہ المہدی علوی نہ تھا۔ اور اس کے پوتے المعز حاکم قاہرہ نے کیا ہی خوب جواب دیا تھا جبکہ ابن طباطبا علوی نے اس کا نسب پوچھا۔ اس نے (عبیداللہ المہدی نے) نصف تلوار میان سے کھینچکر کہا کہ "یہ میرا نسب ہے"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲) یہ علم دین کا ایک بہت بڑا علامہ اور پروفیسر تھا اور بہت ضخیم کتابوں کا مصنف ۔۔۔ھ مطابق ۔۔۔ء کو انتقال کر گیا ۔۱۲ ابن خل) ۱ حاشیہ صفحہ ہم۔ بما تاسابع کے بجائے رابع ہونا چاہیے کیونکہ ابن خلکان کہتا ہے کہ العزیز المہدی سے پانچواں تھا ۱۲ ۲ یہ شخص عزیز کا ہمعصر تھا اس کا نام الطائع الی اللہ تھا یہ بغداد کا خلیفہ تھا ایام خلافت ۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ ہے ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا سے اسکا نسب نامہ ملتا تھا نہایت صحیح النسب شخص تھا ۱۲ ۳ یہ خلیفہ یا حکم ہوگا؟ جیسے مستنصر کہتے تھے۔ حکم عزیز کی تخت نشینی سے ایک سال بعد مر گیا اور اس کے بعد اس کا جانشین ہاشم المؤید ہوا۔۱۲

۴ ابو محمد عبداللہ کا لقب ہے جو حضرت علیؓ کے بعد فواں خلیفہ ہوا ہے۔ اگرچہ حجازی تھا مگر مصر میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ یہ اپنے چال چلن کے لحاظ سے ایک نہایت ممتاز شریف سمجھا جاتا تھا اس کا طرز معاشرت عمدہ تھا اور مملکت بہت وسیع ۲۸۶ھ ۹۹۵ء میں پیدا ہوا اور قاہرہ میں چہارم رجب ۳۸۶ھ دسمبر ۹۹۶ء میں انتقال کر گیا (ابن خل) ۱۲

Marfat.com

اور کچھ امرار اور حاضرین کی طرف جو موجود تھے اشرفیاں پھینک کر کہا کہ "یہ مرے حب کا ثبوت ہے"

امامت نہ صحیح ہونے کے مذکورہ اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُن میں سے اکثر آتش پرست خارج از اسلام تھے اور انھیں میں سے ایسے بھی تھے جنھوں نے انبیا علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیں اور انھیں میں سے ایسے بھی تھے جنھوں نے خود اپنی پرستش کا حکم دیا اُن میں سے بہترین رافضی خبیث اور لئیم تھے۔ جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دینے کا حکم کیا کرتے تھے۔ اس قسم کے لوگوں کے ہاتھوں پر نہ تو بیعت ہی صحیح ہے اور نہ ان کی امامت ہی جائز ہے۔ قاضی ابو بکر باقلانی کہتے ہیں کہ عبیدالمہدی ایک خبیث باطنی[۱] تھا جو ہمیشہ ملت اسلام کے زائل کرنے کی فکر میں رہا کرتا تھا۔ اس نے عالموں اور فقیہوں کے معدوم کرنے پر کمر باندھی ہوئی تھی۔ تاکہ اُسے لوگوں کو بہکانے کا موقعہ مل سکے۔ اس کی اولاد بھی اسی کے قدم بقدم چلی۔ اس نے حرام کاری اور شراب کو جائز کر دیا تھا۔ اور رافضیت کو خوب پھیلایا۔ ذہبی کہتا ہے کہ المہدی کا لڑکا القائم اپنے باپ سے بھی زیادہ بدچلن تھا۔ ایسا زندیق اور ملعون تھا کہ ظاہر نبیوں کو گالیاں دیتا تھا۔ اور عبیدی تاتاریوں[۲] سے بھی زیادہ اسلام کے لئے ضرر رساں ثابت ہوئے ہیں۔

ابوالحسن[۳] قابسی کہتا ہے کہ عبیداللہ اور اسکے لڑکے نے چار ہزار علماء اور عابد قتل کئے ہیں بات صرف اتنی تھی کہ وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ مگر انھوں نے

۱؎ تاریخ صلیبی میں اکثر آساسنیس کا قصہ آتا ہے یہ فرقہ باطنی بھی ویسا ہی ہے اس فرقہ کا بانی حسن سبا تھا جو کہ پُرانے پہاڑی آدمی کے لقب سے مشہور تھا۔ باطنی کے معنی ہیں۔ وہ جو کہ پوشیدہ علم اور معرفت رکھتا ہو۔ ۱۲

۲؎ تاتاری ایک گروہ ہے جن کی سرحد ترکوں کی سرحد سے متصل ہے۔ ۱۲

۳؎ ابوالحسن قابسی مذہب مالکی کا ایک بڑا علامہ اور محدث تھا۔ قابس طرابلس اور سفاقس کے درمیان مغرب میں ایک شہر ہے۔ یہ شخص سنہ ۴۰۳ھ مطابق ۱۰۱۲ء کے انتقال کر گیا۔

(ابن خلکان)

Marfat.com

اپنے عقیدہ پر قتل ہونے کو ترجیح دی۔ کاش یہ رافضی ہی ہوتا۔ لیکن کمبخت زندیق ہی تھا۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ابو احمد القیروانی الکیرانی عالم مذہب مالکی سے دریافت کیا گیا کہ اگر عبیدی یعنی خلفائے مصر کسی کو اپنے عقائد اختیار کرنے پر مجبور کریں تو وہ انھیں اختیار کرے یا موت کو؟ جواب دیا کہ قتل کو اختیار کرے اور اس خاص امر میں کوئی عذر نہ سُنا جائے پہلے پہل ان لوگوں کے عقائد اگر نہ معلوم ہوں۔ لیکن جب معلوم ہو جائیں تو وہاں سے بھاگ جانا واجب ہے۔ اور اگر کوئی رہ گیا تو پھر خوف کا عذر سننے کے قابل نہیں اسلئے کہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں پر احکام شرعیہ کو معطل کیا جاتا ہے پس ٹھہرنا جائز نہیں۔ اور یہاں پر جو فقیہ رہے وہ اسلئے رہ پڑے تھے کہ مسلمانوں کو اُن کے عقائد سے بچائیں۔ لیکن وہ خود ہی اُن کے فریب میں آگئے؛

اور یوسف رعینی کہتے ہیں کہ علماء قیروان کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عبیدیوں کا حال مرتدا ور زندیقوں کا سا ہے۔ کیونکہ وہ ظاہر طریقہ پر امورات خلاف شرع کے مرتکب ہوتے تھے۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے علم غیب کا دعویٰ کیا اور اس کے متعلق ان کی باتیں عام طور پر مشہور ہیں۔ کیونکہ جب ایکدن العزیز ممبر پر بیٹھا تھا وہاں ایک کاغذ کا ورق دیکھا جس میں لکھا ہوا تھا۔ شعر

بیشک ہم جور اور ظلم کی وجہ سے راضی ہو گئے ہیں ؛ نہ کہ کفر اور حماقت کی وجہ سے

اگر تجھکو علم غیب عطا کیا گیا ہے ؛ تو ہمیں اس تحریر کا لکھنے والا بتلادے۔

ایک مرتبہ ایک عورت نے اُس کے پاس عرضی میں لکھکر بھیجا۔ تجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے یہودیوں کو بذریعہ میشا کے اور عیسائیوں کو ابن نسطور سے عزت دی۔ اور صادق مومنین

؎۱ زندیق کا لقب صرف اُن لوگوں کے لئے تھا جو دو خدا مانتے تھے مثلاً آتش پرست کہ یزدان اور اہرمن یعنی فاعل شر اور خیر کو مانتے ہیں لیکن ان لوگوں کے لئے بھی یہ لقب ہے جو خدا کے قائل نہیں ہیں۔ آخرت کے منکر اور عالم کو قدیم مانتے ہیں۔ ۱۲ ؎۲ ابوالفضل عیاض ایک محدث تھے اپنے زمانہ میں اہل مغرب کی تاریخ اور ادب میں مستند سمجھے جاتے تھے آپ نے قرطبہ میں تعلیم حاصل کی اور مراکو میں ۵۴۴ھ مطابق ۱۱۴۹ء میں انتقال فرما گئے (ابن خلکان)

Marfat.com

کو بڑی ذلت کے ساتھ بہت زیادہ ذلیل کیا تو میسرے مقدمہ میں غور کر۔ اور میشا یہودی ملک شام میں حاکم مال تھا اور ابن نسطور ملک مصر کا حاکم مال۔

دوسرے وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ان کا بیعت کرنا ایسے زمانہ میں صادر ہوا جبکہ ایک عباسی خلیفہ موجود تھا اور اس سے پہلے بیعت کر چکے تھے۔ پس یہ جائز نہ ہوئی کیونکہ دو اماموں سے ایک وقت میں بیعت جائز نہیں اور پہلے ہی سے بیعت صحیح ہو اور اس امر کے متعلق ایک اور حدیث ہے کہ جب بنی عباس پر خلافت پہنچ جائے گی تو پھر اس خاندان سے نہ نکلے گی یہانتک کہ وہی لوگ عیسٰے ابن مریم یا مہدی[1] کو سونپ دیں۔ پس ظاہر ہو کہ بنو عباس کے ہوتے ہوئے جس نے خلافت کا دعوی کا کیا وہ خارجی اور باغی ہے

یہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے میں نے عبیدئین کا کوئی ذکر نہ کیا۔ اور نہ دوسرے خارجیوں کا بلکہ صرف انہیں خلفاء کا ذکر کیا ہے جنکی خلافت اور بیعت کے صحیح ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

شروع کتاب میں کچھ فصلیں لکھی ہیں جن میں کچھ ضروری فوائد ہیں اور جو واقعات غریبہ اور حادثات عجیبہ لکھے ہیں انہیں تاریخ حافظ ذہبی سے مختصر کر کے لکھا ہے وہ خود اپنی تحریر کا ذمہ دار ہے ہم صرف خلاصہ مرد چاہتے ہیں۔

فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نہ بنانے کی بابت میں اور اسکا بھید[2]

البزار[3] اپنی مسند (احادیث کا مجموعہ) میں حذیفہ[4] سے نقل کرتا ہے کہ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ "یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں کوئی خلیفہ نہ بنائینگے؟" آپ نے فرمایا "اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر

---

[1] ملا مہدی عقیدہ ہے کہ آخری امام ہیں قیامت قائم ہونے سے پہلے ظاہر ہونگے اور دجال کو نیست و نابود کر دینگے۔ ۱۲ [2] چونکہ تمام راویوں کا ذکر کرنا عام مطالعہ کرنے والوں کیلئے بے سود ہے اسلئے صرف پہلے اور آخری راوی پر اکتفا کی جاتی ہے [3] ابوبکر محمد ابن الحسن کا لقب قاضی دار القضا تھا ایک بہت بڑے محدث تھے انکی ولادت ۲۹۲ھ میں ہوئے ہیں کتابیں البزار کا جو لفظ ہے اس نام کا کوئی محدث تو نہیں ہے لیکن ایک معلم قرات قرآن ضرور ہے۔ ایک دوسرا بزار ہے اسکا نام ابوبکر محمد عبداللہ بن ابراہیم ہے یہ مذہب شافعی کا ایک بہت بڑا فقیہ اور غیلانیات کا مصنف ہے ۳۵۴ھ میں انتقال کر گیا ۱۲ ابو عبداللہ بن الیمن صحابی تھیں ہر تھے ۳۶ھ میں انتقال کر گئے (ابن حجر)

Marfat.com

کروں اور تم میرے خلیفہ کی نافرمانی شروع کرو تو تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا"

(اسے حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے۔ اور ابوالیقضان ضعیف راوی ہے)

شیخان[1] (بخاری و مسلم) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے جب اُن پر طعنہ کیا گیا کہ کسی کو خلیفہ مقرر کر جائیے پس فرمایا کہ "جو مجھ سے بہتر ہیں خلیفہ ہیں" یعنی ابا بکرؓ "اگر تم نے اُن کا انکار کیا تو جو مجھ سے بہتر ہیں اُن کو چھوڑا" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

احمد اور بیہقی[2] نے دلائل النبوۃ میں بسند حسن عمرو بن ابی سفیان سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت علی کو یوم جمل[3] میں فتح حاصل ہوئی۔ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ "اے لوگو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امارت کے لئے ہم سے کوئی عہد نہیں لیا تھا یہانتک کہ ہم خود اندازہ کرلیں کہ حضرت ابا بکرؓ کو خلیفہ بنائینگے پس وہ خلیفہ بنا دیئے گئے اور حضرت علی اپنے ارادہ پر قائم رہے یہانتک کہ ابا بکر اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ پھر ابوبکرؓ نے اندازہ کیا کہ حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے جائیں۔ پس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت کی اور علی کرم اللہ وجہ اپنی بات پر قائم رہے۔ یہانتک کہ دین اسلام نے استحکام پکڑا۔ پھر لوگوں نے دنیا طلبی کی تو خدا نے جو کچھ چاہا کیا۔" اور حاکم[4] نے مستدرک میں نقل کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں ابی وائل سے استحکام بخشا ہے کہ لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے عرض کی "کیا آپ بھی ہم میں کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے"؟ آپ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ بنایا اب کیا میں اس کا

---

[1] بخاری اور مسلم بڑے محدثین میں سے دو محدث ہیں دوسرے ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ اور ابن ماجہ ہیں۔

[2] ابوبکر ابن الحسین بیہقی کہلاتے ہیں کیونکہ ان کا جائے پیدائش نیشاپور کے پاس ہے ایک ممتاز محدث ہیں ۳۸۴ھ مطابق ۹۹۴ء کو پیدا ہوئے اور ۴۵۸ھ مطابق ۱۰۶۶ء میں انتقال کر گئے (ابن خل)

[3] یوم جمل: اس جنگ کا نام اسلئے ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹ پر چڑھی ہوئی تھیں جبکہ حضرت علیؓ نے بصرہ کی شہر پناہ کے نیچے شکست دی اور قید کیا۔ ۳۶ھ [4] ابو عبد اللہ محمد نیشاپور میں ۳۲۱ھ مطابق ۹۳۳ء میں پیدا ہوئے اور سامانیوں کے عہد حکومت میں قاضی کا عہدہ سنبھالا اور وہیں ۴۰۵ھ مطابق ۱۰۱۴ء انتقال فرما گئے اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدث تھے مستدرک علی الصحیحین انکی کتاب ہے اور دوسری تصانیف بھی علم حدیث کے متعلق ہیں۔ (ابن خل)

Marfat.com

مرتکب ہوں گا؟ لیکن اگر خدا کو لوگوں کی بھلائی منظور ہے۔ تو میرے بعد اپنے سے بہتر پر اتفاق کر لیں گے۔ جیسا کہ انھوں نے اپنے نبی کے بعد بہتر پر اتفاق کر لیا!

ذہبی کہتے ہیں کہ رافضیوں کے پاس کچھ باطل حدیثیں ہیں۔ کہ رسول اللہ نے حضرت علیؓ سے خلافت کا وعدہ کیا تھا" اور بیشک ہزیل بن شرجیل بھی یہی کہتے ہیں کہ "کیا یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ اپنے وصی حضرت علی کرم اللہ وجہ کے لئے عہد لیتے اور حضرت ابو بکر باوجود اس عہد کے رسول اللہ کی مرضی کے خلاف فعل کرتے؟ تب تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خلیفہ بننے پر مجبور کرتے"

ابن سعد[۲] حسن سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہو رہی تھی۔ آپ نے ہماری طرف کچھ حکیمانہ ڈھنگ سے دیکھا۔ بس ہم نے دیکھا کہ آپ نے ابو بکر کو نماز میں امام بنایا اسلئے ہم امورات دنیاوی کے لئے بھی اس شخص کو انتخاب کرنے پر راضی ہو گئے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے انتخاب فرمایا تھا بدیں وجہ ہم نے ابو بکر ہی کو مقدم کیا"

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ابی سفینہ[۳] سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے حضرت ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ یہ میرے بعد خلفاء ہیں۔ لیکن امام بخاری کہتے ہیں کہ اس حدیث کی تائید نہیں ہوئی۔ کیونکہ حضرت علیؓ۔ عمرؓ اور عثمانؓ نے یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں مقرر فرمایا۔ حدیث مذکور کو ابن حبان[۴] نقل کرتے ہیں اور ابی سفینہ

عہ۱ قبیلہ عود کا تھا تابعی کہلاتا ہے (النووی)

عہ۲ عبداللہ محمد بن سعد بصری جن کو کاتب الواقدی کہا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے واقدی کی تاریخوں کو نقل اور مکمل کیا ہے طبقات کبیر کے مصنف بھی ہیں ۲۳۰ھ میں انتقال کر گئے (ابن خل)

عہ۳ ابو عبدالرحمٰن مہران۔ لقب سفینہ۔ ان کو رسول اللہ نے آزاد کر دیا تھا کیونکہ چند صحابہ کے ساتھ رسول اللہ سفر فرما رہے تھے یہ ایک منجدھار کو تیر کر عبور کر آئے۔ آپ نے انھیں سفینہ یعنی کشتی کا لقب دیدیا (النووی)

عہ۴ ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ بن حبان ۱۲۹ھ میں ۷۴ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے (النووی)

Marfat.com

سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہؐ نے مدینہ میں مسجد نبوی کا بنیادی پتھر رکھا اور ابوبکرؓ سے کہا کہ "میرے پتھر کے پہلو میں تو بھی پتھر رکھ" پھر عمرؓ سے کہا کہ "ابوبکرؓ کے پتھر کے پہلو میں تو پتھر رکھ" پھر عثمانؓ سے کہا کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں تو پتھر رکھ" پھر کہا کہ یہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے"

ابو زرعہ کہتا ہے کہ "راوی قابل اعتماد نہیں ہیں" اور بلاشبہ حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں اس کی صحت بیان کی ہے۔ اور ان کے ماسوا لوگوں نے بھی۔ میرے خیال میں اس قول اور حضرت عمرؓ اور علیؓ کے اقوال میں کوئی منافات نہیں کہ رسول اللہؐ نے خلیفہ کا نام نہیں لیا۔ کیونکہ ان دوسے مراد آپ کی زمانہ وفات پر تھی آپ نے کوئی خاص جملہ کسی کی خلافت کے بارے میں نہیں فرمایا۔ اور یہ اشارہ اس سے قبل کا ہے۔ یہ رسول اللہؐ کے اس قول کے مانند ہے جو حدیث میں ہے۔ کہ "تم میرے اور میرے خلفائے راشدین ہدایت یافتگان کی سنت پر چلو" اسے حاکم نے حدیث عرباض بن ساریہ سے نقل کیا ہے۔ اور اس قول رسول اللہ کے مانند: "اے لوگو میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتدا کرنا" اور ان کے ماسوا بہت سی احادیث ہیں جن سے حکم خلافت ثابت ہوتا ہے۔

فصل اس بیان میں کہ امامت اور خلافت قریش کیلئے ہے

ابوداؤد طیالسی[1] نے اپنی مسند میں ابی برزہ[2] کی روایت پر لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "امامت قریش کیلئے ہے کیونکہ جب وہ حکومت کرتے ہیں عدل کرتے ہیں وعدہ وفا کرتے ہیں اور جب اُن سے رحم طلب کیا جائے تو رحم کرتے ہیں" اور ترمذی[3] نے

---

[1] ابو داؤد سلیمان کی پیدائش ملک فارس کی تھی مگر بود و باش بصرہ میں اختیار کرلی تھی ۲۰۴ھ میں انتقال فرما گئے۔

[2] ابو برزہ نضلہ بن عبید رسول اللہ کے صحابی تھے جو آپ کے ہمراہ سات غزوں میں گئے اور جنگ خراسان کو ... میں فوت ہوئے

[3] ابن عیسیٰ محمد اپنی جائے ولادت کی طرف منسوب ہو کر جو ترمذ تھی ترمذی کہلاتے ہیں یہ مقام دریائے جیحوں کے کنارے ہے منجملہ چھ جلیل القدر محدثین مشہور کے ایک یہ بھی ہیں ۲۹۲ھ میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حکومت قریش کے لئے ہے اور جمی یا قضا انصار کے لئے اور اذان اہل حبشہ (عباسیوں) کے لئے ہے اس کی اسناد صحیح ہیں امام احمد نے اپنی مسند میں عتبہ بن ابدان سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا۔ "خلافت قریش میں۔ اور حکومت انصار میں۔ اور اذان حبشہ (عباسیوں) میں رہیگی۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ البزار علی ابن ابی طالب سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "امراء قریش میں سے ہونگے۔ اُن میں سے جو نیکوکار ہوں گے وہ نیکوکاروں کے امیر ہوں گے اور بدکار بدکاروں کے حاکم"

امام احمد[2] بیان کرتے ہیں کہ سفینہ[1] نے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسولخدا سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خلافت تیس سال تک رہیگی پھر بادشاہت ہوجائیگی"۔ اسے اصحاب سنن نے نقل کیا ہے اور ابن حبان وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ تیس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چاروں خلفاء اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورے ہو گئے۔ اور البزار نے بسند ابوعبیدہ[3] بن جراح روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تمہارے دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے ہوئی ہے۔ پھر خلافت اور رحمت سے ہوگی۔ پھر بادشاہت اور جبر کا زمانہ آئیگا" حدیث حسن ہے۔ عبداللہ بن احمد جعفر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسولخدا نے فرمایا کہ "یہ حکومت اس وقت تک مسلسل رہیگی اور اس کے حاکم تمام مخالف غالب آنے والوں کو مغلوب کرتے رہیں گے جب تک کہ

---

[1] رسول اللہ کے مشہور صحابی ہیں ان کے نام میں بہت بڑا اختلاف ہے اسلئے فروگذاشت کیا جاتا ہے ابن حجر نے لکھا ہے کہ ۹۰ھ میں انتقال فرمایا۔ [2] امام ابوعبداللہ احمد الشیبانی المروزی محمد بن حنبل کے صاحبزادہ تھے بغداد میں ۱۶۴ھ مطابق ۷۸۰ء کے پیدا ہوئے اول درجہ کے محدث مانے گئے ہیں کہا جاتا ہے کہ انھیں ایک کرور حدیثیں از بر تھیں امام بخاری اور مسلم ان کے شاگرد تھے۔ یہ بات ان کی مشہور ہے کہ قرآن کے مخلوق ہونے کے بارہ میں صاف انکار کر دیا تھا۔ بغداد میں ۲۴۱ھ میں مطابق ۸۵۵ء کے انتقال کر گئے۔ [3] ابوعبیدہ عام طریقہ پر ابن الجراح مشہور ہیں لیکن ابن حجر اور النووی نے اس تعلم پر غلطی کھائی ہے کہ ان کے والد عبداللہ اور دادا جراح تھے۔ ۱۲

قریش میں سے بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں"۔ شیخین وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ لیکن اُن کی عبارت دوسری ہے اور الفاظ یوں ہیں "یہ نیک حکومت ہمیشہ رہیگی"۔ اور "یہ حکومت ہوتی رہیگی"۔ اور امام مسلم کے نزدیک یہ الفاظ ہیں کہ۔ "لوگ گذرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان پر بارہ آدمی حکمران ہوں گے"۔ انھوں نے یوں بھی روایت کی ہے۔ کہ "اس حکومت کا اختتام نہ ہوگا جب تک ان لوگوں میں سے بارہ خلیفہ نہ ہو جائیں۔ نیز یہ کہ "اسلام بارہ خلفاء کے گذرنے تک غالب وبلند رہیگا"۔ اور بزار نے یوں روایت کی ہے کہ "میری امت کی حکومت قائم رہیگی جب تک کہ اس پر بارہ خلفاء نہ گذر جائیں۔ اور وہ سارے قریش ہوں گے"۔ اور ابوداؤد کے نزدیک کچھ اور زیادہ الفاظ ہیں کہ۔ جب آپ اپنے مکان پر تشریف لائے۔ وہاں پر قریش آئے اور انھوں نے کہا کہ پھر کیا ہوگا؟ آپ نے جواب دیا کہ پھر قتل اور فتنہ (Sedition) ہوگا"۔ انہیں کے نزدیک ایک اور روایت یوں بھی ہے۔ کہ "یہ دین قائم رہیگا یہاں تک کہ اس پر بارہ خلیفہ گذریں۔ کہ جن پر تمام امت کا اجماع واتفاق ہوگا"۔ اور احمد اور البزار نے بسند حسن بیان کیا ہے کہ ابن مسعود سے لوگوں نے پوچھا کہ "ان لوگوں پر کتنے خلیفہ حکمرانی کرینگے؟ انھوں نے جواب دیا "ہم نے اس کے متعلق رسولخدا سے دریافت کیا تھا۔ آپنے فرمایا کہ "بنی اسرائیل کے نقیبوں کے مانند بارہ"۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اس حدیث یا اِن کے مثل کی حدیثوں میں بارہ خلفاء سے یہ مراد ہوگی کہ وہ غلبۂ خلافت اور اسلام کی قوت اور استقامت کے زمانہ میں گذرینگے۔ اور یہ بات پائی بھی جاتی ہے جبکہ تمام لوگ ایک شخص واحد کے گرد جمع ہو جاتے ہیں یہانتک کہ ایام حکومت بنی امیہ میں۔ ولید ابن یزید کے زمانہ میں فتنہ پیدا ہوا۔ اور بنی عباس کے قیام خلافت تک قائم رہا پھر اسی پر خلفاء عباسیہ کا استیصال ہوگیا۔

شیخ الاسلام ابن حجر شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ "قاضی عیاض نے جو کچھ اس کے متعلق فرمایا ہے ان کا قول حسن ہے اور حدیث صحیح کے بہت سے طریقے اُن کی تائید بھی کرتے

Marfat.com

اور اُن کے قول کو ترجیح بھی دیتے ہیں کہ تمام لوگوں کا ان پر اجتماع ہو گیا" اور واضح طریقہ پر لفظ اجتماع سے مراد یہ ہے کہ لوگوں نے بے چون وچرا ان کی بیعت کر لی۔ یہ بات اس طریقہ پر واقع ہوئی کہ لوگوں نے ابی بکرؓ پر اجتماع کیا۔ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ اور پھر علیؓ پر یہاں تک جنگ صفین میں دو حاکموں والا معاملہ[1] پیش آیا۔ اور اُسدن سے معاویہ نے خلافت اختیار کر لی۔

پھر حضرت امام حسنؑ کے صلح کے زمانہ تک لوگوں نے معاویہ پر اجتماع رکھا اور بعد ازاں یزید پر متحد رہے اور امام حسینؑ پر کوئی اجتماع نہ ہوا بلکہ آپ اس سے قبل ہی شہید کروا دیے گئے۔ پھر جب یزید مرا تو اختلاف پڑ گیا یہاں تک کہ ابن الزبیر کے قتل کے بعد عبد الملک بن مروان پر اجتماع ہو گیا۔ پھر اُس کے چاروں بیٹوں پر۔ الولید۔ سلیمان۔ یزید۔ اور ہشام اور سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبد العزیز کا زمانہ آگیا۔ پس خلفاء راشدین کو چھوڑ کر یہ سات خلیفہ ہوئے اور بارہواں ولید ابن یزید ابن عبد الملک تھا کہ اس کے باپ کے بھائی (چچا) کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس پر اجتماع کیا۔ اس نے قریب چار برس کے حکومت کی۔ پھر لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور اُس کے خلاف ہو کر قتل کر ڈالا اُس دن سے فتنے پھیل گئے اور حالات میں تغیر واقع ہو گیا۔ نیز اس دن کے بعد پھر کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ لوگوں نے کسی خلیفہ کے لئے اجتماع کیا ہو کیونکہ یزید بن ولید نے اپنے چچا کے بیٹے (بھتیجے) کے خلاف ہتھیار اٹھائے لیکن یہ بھی بہت دن نہ رہا۔ کیونکہ اس کے چچا کے لڑکے نے مدت سے قبل ہی اس پر چڑھائی کر دی تھی۔ اسکا نام مروان ابن محمد ابن مروان تھا جب یزید مر گیا تو اسکے بھائی ابراہیم نے حکومت کی لیکن مروان نے اسے قتل کر ڈالا پھر بنی عباس نے مروان پر چڑھائی کی یہاں تک کہ اس کو قتل کر ڈالا بعد ازاں بنی عباس کا پہلا خلیفہ السفاح ہوا لیکن اس کا زمانہ حکومت بھی لوگوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے محفوظ نہ رہا پھر اُس کا بھائی منصور تخت خلافت پر بیٹھا زمانہ نے ایک مدت تک اس کا ساتھ دیا لیکن

۱۔ حکمین کا معاملہ یہ تھا کہ خلافت کے معاملہ میں ابو موسیٰ اشعری تو چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ خلیفہ ہوں اور عمرو ابن العاص معاویہ کے طرفدار تھے میدان صفین کے متعلق گبن (Gibbon.) ڈی انول (D'Anville.) کی تحقیقات کے مطابق کہنا ہے کہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ اور بہت بڑا میدان جنگ رہا ہے۔

Marfat.com

مغرب الاقصی مروانیوں کے غلبہ سے جنگ اسپین کے وقت اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اور وہ اُن کے قبضہ و تصرف میں ایک مدت مدید تک رہا۔ یہانتک کہ اُس کے بعد انہوں نے اُسے سلطنت سے خلافت کا لقب دیدیا اور پھر کچھ ایسے واقعات گذرے کہ ان صوبوں میں صرف خلافت کا نام ہی نام باقی رہگیا۔ اس کے بعد عبدالملک ابن مروان کی اولاد کے زمانہ میں روئے زمین کے تمام حصوں میں شرق اور مغرب داہنے اور بائیں جہاں مسلمان غالب ہوتے تھے۔ خلیفہ ہی کے لئے خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اور ان صوبوں میں کوئی بھی ایسا صوبہ نہ تھا جس میں کوئی بھی اُس کا اخراج خلیفہ کے حکم سے نہ معتبر کیا جاتا ہو۔

اور طوالانی خرابیوں کے واقع ہونے سے یہانتک ہوا کہ پانچویں صدی میں صرف اسپین (اندلس) میں چھ شخص تھے جو سب کے سب دعویدار خلافت ہو رہے تھے۔ ایک تو مصر کا حاکم عبید اللہ کی اولاد میں سے تھا۔ اور ایک بغداد کے عباسیوں میں سے یہ ان لوگوں سے علیحدہ تھے جو روے زمین پر علویوں اور خوارج میں سے دعویدار خلافت تھے" فرمایا کہ "غالباً" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کی کہ "ملک میں پھر فتنہ و فساد ہوگا یہ تاویل ہوگی کہ لگاتار ناحق فتنہ و فساد سے قتل ہوتے رہیں گے اور یہی ہوا بھی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیامت تک بارہ خلفاء کا اسلام میں ہونا اس سے مراد ہے کہ وہ حق پر عمل کرینگے۔ چاہے اُن کے ایام حکومت پے در پے ہوں اور اس تاویل کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے جسے مسدد نے اپنی مسند الکبیر میں ابی الخلد سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ امت اُس وقت تک نہ ہلاک ہوگی تاوقتیکہ اس میں ایسے بارہ خلیفہ نہ گذرلیں جو راہ ہدایت اور دین حق پر چلنے والے ہوں اور اُس میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے ہوں گے" اس لحاظ سے آپ کے ان الفاظ کے معنے کہ "پھر فتنہ و فساد ہوگا" یہ ہونگے کہ قرب قیامت میں دجال کے خروج تک اور اس کے مابعد بہت سے فتنے ہوں گے۔ انتہی" میرے نزدیک اس لحاظ سے بارہ خلیفہ

Marfat.com

یہ ہیں۔ خلفائے اربعہ۔ امام حسن۔ معاویہ۔ ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز۔ یہ آٹھ ہیں اور احتمال ہے کہ ان کے ساتھ اور بھی شامل کر دیئے جائیں۔ المہتدی عباسیین میں سے اسلئے کہ وہ اُن میں ایسے ہیں جیسے بنی امیہ میں عمر بن عبد العزیز اور اسی طرح ظاہر کو بھی ان میں شامل کرنا چاہیئے کیونکہ وہ بڑا عادل خلیفہ گذرا ہے۔ اب دو باقی رہے ہیں جن کا انتظار ہے ان میں سے ایک المہدی ہوں گے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے ہیں۔

فصل اُن احادیث میں جو بنی امیہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں

ہم سے ترمذی نے بروایت یوسف بن سعد بیان کیا ہے کہ ایک شخص امام حسنؓ حضرت علیؓ کے صاحبزادہ کے سامنے کھڑا ہوا جبکہ انھوں نے معاویہ سے بیعت کرلی تھی۔ اور کہا "تو نے مومنین کے منہ کالے کر دیئے" انھوں نے جواب دیا۔ "مجھے ملامت مت کر تجھ پر خدا رحم کرے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ممبر پر بنی امیہ کو (خواب میں) دیکھا۔ آپ پر یہ بہت شاق گذرا پس انا اعطیناک الکوثر (بیشک ہم نے تجھے کوثر عطا کیا) نازل ہوئی انا انزلناہ فی لیلۃ القدر، وما ادراک ما لیلۃ القدر، لیلۃ القدر خیر من الف شھر (ہم نے قرآن کو طاقت والی رات میں نازل کیا۔ اور تو طاقت والی رات کے بارے میں کیا جانتا ہے۔ طاقت والی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے) اے محمد ہزار مہینوں میں بنی امیہ مالک خلافت ہو جائینگے" القاسم کہتے ہیں "ہم نے ان کو گنا پس نہ ہزار مہینوں سے زیادہ تھے اور نہ کم" الترمذی کہتے ہیں کہ "یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف قاسم راوی کی وجہ سے جانتے ہیں وہ ثقہ ہے۔ لیکن اس کا استاد نہیں معلوم کون ہے اور الحاکم نے

ما انظا ہر بامر اللہ۔ ۱۰ ما الکوثر جنت میں ایک چشمہ ہے۔ لفظ کے معنی عطیات نا متناہی ہی ہیں۔ مگر یہاں پر عطیہ عقل مسے ۱۱۲ سورہ القدر یا انا انزلنا کا شروع ہے۔

Marfat.com

اپنے مستدرک میں اس حدیث کو دیا ہے۔ نیز ابن جریر نے اپنی تفسیر میں لیکن حافظ ابو الحجاج اور ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ ناقابل اعتماد ہے۔

ابن جریر[1] نے اپنی تفسیر میں بروایت اپنے دادا ابو سہل کے لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد الحکم ابن العاص کو دیکھا کہ وہ آپ کے ممبروں پر بندروں کی طرح چڑھتے تھے یہ بات آپ پر شاق گذری پھر آپ اپنی وفات تک کبھی نہ مسکرائے اور اس امر کے متعلق خداوند تعالیٰ نے وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس (ہم نے تجھے جو ایسا خواب دکھلایا ہے کسی لئے نہیں دکھلایا مگر یہ کہ لوگوں میں نزاع پیدا ہو گی)[2] اس کے راوی ضعیف ہیں لیکن عبداللہ بن عمر۔ یعلی بن مرہ۔ اور حسین ابن علی وغیرہ کی حدیثیں اس کی شاہد ہیں۔ میں نے اس حدیث کو مع راویوں کے تفسیر اور مسند میں نقل کیا ہے اور اسباب النزول میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فصل اُن احادیث میں جنمیں بنی عباس کی خلافت کی خوشخبری ہے

البزار ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا تم لوگوں میں نبوت اور مملکت رہیگی۔" اس حدیث کے راویوں میں عامری ضعیف ہے اور سے ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں۔ ابن عدی نے کامل میں نقل کیا ہے اور ابن عساکر نے ابن فدیک سے کئی طرح نقل کیا ہے، نیز امام ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ

---

[1] ابو جعفر محمد بن جریر الطبری قرآن کی ایک بہت بڑی تفسیر اور ایک مشہور تاریخ کے مصنف ہیں، یہ علوم کے مختلف شعبوں کے ایک بہت بڑے امام تھے مثلاً حدیث فقہ وغیرہ ۲۲۴ھ مطابق ۸۳۸ء آمل میں طبرستان میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۳۱۰ھ مطابق ۹۲۳ء میں انتقال کر گئے (ابن خلکان)

[2] یہ ٹکڑہ سورہ بنی اسرائیل کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے اور وہ یہ ہو واذ قلنا لك ان ربك احاط بالناس وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس والشجرة الملعونة فی القرآن ونخوفهم فما یزیدهم الا طغیانا کبیرا عموماً اس آیت کا جو مفہوم سمجھا جاتا ہو وہ یہ ہو کہ آنحضرت کے معاملہ میں آپ کے معراج میں جانیکے متعلق بہت اختلاف اور فتنہ و فساد ہوا پھر آخر کار ابو بکر نے اس کا تصفیہ کر دیا۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ "کل صبح تم مع اپنے بیٹے کے میرے پاس آؤ تاکہ میں تمہاری اولاد کے لئے دعائے خیر کروں۔ جو تمہارے اور تمہارے بیٹے کے لئے نافع ہو" پس میرا بیٹا اور میں دوسرے دن صبح کو گئے ہم چادر اوڑھے ہوئے تھے آپ نے دعا فرمائی کہ اے خدا عباس اور اُس کے بیٹے کے ظاہر و باطن پر مغفرت اور رحم فرما اور اُسے کسی گناہ میں مت رکھ الٰہی اسے اس کی اولاد میں محفوظ رکھ" اسی طرح ترمذی نے اپنی جامع میں لکھا ہے اور رزین العبدری[1] نے اس کے آخر میں اور الفاظ زیادہ کئے ہیں وہ یہ ہیں "اور اس کی اولاد میں خلافت کو باقی رکھ" میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اور اس کے پہلے کی اس مضمون پر بہترین ہیں۔

الطبرانی[2] ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ "میں نے بنی مروان کو اپنے ممبر پر (خواب میں) قبضہ کرتے ہوئے دیکھا اور ایک کے بعد دوسرا قابض ہو رہا تھا یہ مجھے بہت شاق گذرا۔ نیز میں نے دیکھا کہ بنی عباس یکے بعد دیگرے میرے ممبر پر قبضہ کر رہے ہیں اس بات سے مجھے مسرت ہوئی" ابونعیم[3] حلیہ میں ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا تشریف لائے اور حضرت عباسؓ سے ملے۔ فرمایا کہ اے ابالفضل کیا میں تجھے خوشخبری نہ سناؤں؟ آپ نے جواب دیا۔ "ہاں یا رسول اللہ" آپ نے فرمایا کہ "بیشک حکومت

---

[1] ابوالحسن رزین بن معاویہ بن عمار قبیلہ عبد الدار کے ایک ممبر تھے اور اسپین میں بمقام سرقسطہ کے باشندہ ہیں۔ مکہ میں مالکی مذہب کے امام تھے ان کی عام مشہور تصنیف کتاب رزین ہے جس میں اُس نے تمام ان چھوں کی احادیث جمع کی ہیں جو بخاری و مسلم موطاء امام مالک جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں ہیں مکہ میں ۵۲۵ھ مطابق ۱۱۳۰ء میں انتقال فرمایا (ابن خل)

[2] ابوالقاسم سلیمان بن احمد قبیلہ لخم کے اپنے زمانہ کے خاص حفاظ میں سے تھے ۲۶۰ھ میں بمقام عکہ پیدا ہوئے اور اصفہان میں بود و باش اپنے انتقال ۲۸ ذوالقعدہ ۳۶۰ھ مطابق ستمبر ۹۷۱ء تک اختیار کئے رہے قریب سو سال کے عمر پائی ان کی محدثین کے متعلق ایک لغتہ المعجم بہت مشہور ہے۔ کبیر، صغیر اور اوسط مطبوعات اس کی عام طریقہ پر ملتی ہیں (ابن خل)

[3] حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ حلیۃ الاولیاء کے مصنف ہیں جو مشہور اولیاء اللہ کا تذکرہ ہے ماہ رجب ۳۳۶ھ مطابق ۹۴۸ء کے پیدا ہوئے اور اصفہان میں صفر ۴۳۰ھ مطابق ۱۰۳۸ء کے انتقال فرمایا۔ (ابن خل)

Marfat.com

خداوند تعالیٰ نے مجھ سے شروع کی ہے اور تمہاری اولاد پر ختم کرے گا" اس کی اسناد ضعیف ہیں حضرت علیؑ سے بھی ایک حدیث مروی ہے جس کی اسناد اس سے بھی بہت ضعیف ہیں جیسے ابن عساکرؒ نے محمد ابن یونس کریمی سے نقل کیا ہے۔ اور یہ حدیثوں کو حضرت علیؑ تک گھڑ لینے میں کمال رکھتا تھا۔ یہ ابراہیم سے بروایت علیؑ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ "بیشک خداوند تعالیٰ نے یہ حکومت مجھ سے شروع کی ہے اور تیری اولاد پر ختم کریگا" اور ایسا ہی ابن عباسؓ کی حدیث میں جیسے الخطیبؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں کہ "تمہیں سے یہ حکومت شروع ہوگی اور تمہیں پر ختم ہوگی" اور قریب ہی ہے کہ مہتدی باللہ کے تذکرہ میں اس کی سند ذکر کی جائے اور ایسا ہی عمار ابن یاسر سے مروی ہے جیسے الخطیب نے نقل کیا ہے۔ انھوں نے اپنی حلیہ میں بروایت محمد بن منظر اور وہ بروایت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اولاد عباسؓ میں سے بادشاہ ہوں گے جو میری امت کے حاکم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعہ دین کو عزت دے" اس حدیث میں عمرو ابن راشد ضعیف راوی ہے۔ ابو نعیم اپنے دلائل میں ام الفضل سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے فرمایا کہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہو جائے تو میرے پاس لائیو" جب وہ پیدا ہوا تو میں رسولِ خدا کے پاس لائی آپ نے اُس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان

۱؎ ابوالقاسم علی الملقب بثقۃ الدین۔ دمشق کے رہنے والے اور سیریا کے خاص محدث تھے آپ نے علم حدیث میں ایسی فضیلت حاصل کی تھی کہ کسی کو نہیں نصیب ہوئی ۴۹۹ھ مطابق ۱۱۰۵ء میں پیدا ہوئے اور دمشق میں ۵۷۱ھ مطابق ۱۱۷۶ء میں انتقال فرما گئے (ابن خل) ۲؎ حافظ ابوبکر احمد بن علی المعروف بخطیب۔ بغداد کے باشندے اور اسی شہر کی تاریخ کے مصنف ہیں۔ اس کے ماسوا تقریباً سو کتابیں تصنیف کیں اگرچہ علامہ فقیہ تھے مگر علم حدیث سے خاص دلچسپی رکھتے تھے اور اس کے مطالعہ میں مشغول رہا کرتے تھے ۳۹۲ھ مطابق ۱۰۰۲ء میں پیدا ہوئے اور ۴۶۳ھ مطابق ۱۰۷۱ء میں انتقال فرما گئے (ابن خل) ۳؎ حضرت عباس کی بیوی اور ان کی لڑکی کا بھی نام ہے مگر یہاں اُن کی بیوی مراد ہیں ۱۲

میں اقامت[1] اور اپنا تھوک نگلایا۔ اس کا نام عبد اللہ رکھا اور مجھ سے فرمایا کہ "جا خلفاء کے باپ کو لیجا"۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر عباس رضی سے کیا اور انھوں نے اس کے متعلق رسول خدا سے فرمایا آپ نے فرمایا کہ "وہ ہی ہے جیسی کہ تجھے خبر دی گئی ہے۔ وہ خلفا کا باپ ہے جس کی اولاد میں سفاح اور مہدی ہوگا یہاں تک کہ اُن میں وہ شخص بھی ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا"۔

اور دیلمی[2] نے اپنی مسند الفردوس میں فرمایا ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ رسول خدا فرماتے تھے کہ "قریب ہے کہ بنی عباس کا جھنڈا اکھڑا ہو اور وہ اس وقت تک اُن کے ہاتھ سے نہ نکلے گا جب تک کہ وہ حق پر قائم رہیں"۔ اور دار قطنی[3] نے افراد میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت عباس سے فرمایا کہ "جب تیری اولاد سواد[4] میں رہیگی اور سیاہ کپڑے پہنے گی اور ان کا گروہ اہل خراسان ہوں گے اُس وقت تک اُن کے ہاتھ سے حکومت نہ جائے گی یہاں تک کہ وہ خود عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھ میں دیدیں"۔ اس حدیث میں احمد بن ابراہیم کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور اس کے استاد کو کوئی نہیں جانتا۔ نیز حدیث اس قدر ناقابل

---

[1] اقامت ایک کلام ہے جو اذان کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہونے کے وقت کہا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز شروع ہو رہی ہے۔ یہ رسول اللہ کا طریقہ بائیں کان میں اقامت کہنے کا اب بھی جاری ہے مگر کوئی ضروری نہیں۔ [2] ابو الشجاع شیرویہ بن شہردار بن فناخسرو۔ ہمدان کی تاریخ کے مصنف ہیں اور مسند الفردوس کے بھی۔ حافظ یحییٰ بن منده کہتے ہیں کہ اگرچہ بہت خاصے عالم شخص تھے لیکن حدیث کا علم نامکمل تھا۔ احادیث حسن اور ضعیف میں فرق نہ کر سکتے تھے اس لئے ان کی فردوس بس فضول قصوں ہی سے بھری ہوئی تھی۔ ۵۰۹ھ میں انتقال ہوگیا (بستان المحدثین)

[3] ابو الحسن علی ابن عمر و حافظ علامہ اور شافعی مذہب کے بڑے فقیہ تھے۔ بغداد کے باشندے ہیں۔ دار قطنی کو مراد دار القطن (روئی کا گھر) ہے جو بغداد کا ایک محلہ ہے ۳۰۶ھ میں مطابق ۹۱۹ء میں پیدا ہوئے اور ۳۸۵ھ مطابق ۹۹۵ء کو انتقال کر گئے۔

[4] عراق بیبیلونی (Babylonian Irak) کے قصبات اور مضافات کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

اعتبار ہے کہ ابن جوزیؒ[1] نے اسے اپنی موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کے لئے شاہد بھی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اسے طبرانی نے اپنی کبیر میں احمد ابن داؤد مکی سے بروایت ام سلمہ[2] مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ "خلافت میرے چچا کی اولاد اور میرے باپ کی قوم میں اس وقت تک رہیگی جب تک وہ خود مسیح کو نہ سونپ دیں۔" دیلمی نے اسے دوسرے طریقہ سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نقل کیا ہے۔

عقیلیؒ[3] نے اپنی کتاب الضعفاء میں لکھا ہے کہ ہم سے احمد بن محمد النصیبی نے بروایت ابی بکر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ "بنی عباس ایک دن میں وہ کر ینگے جو بنی امیہ نے دو دن میں کیا۔ اور ایک مہینہ میں وہ جو انھوں نے دو مہینوں میں کیا۔" یہ حدیث ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں لکھی ہے اور بکار راوی کے ضعیف ہونے کی وجہ سے موضوع کہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جیسا اس کے متعلق کہا گیا ہے وہ بات نہیں ہے کیونکہ بکار نہ تو جھوٹ کے ساتھ متہم ہے اور نہ احادیث کے گھڑنے کے ساتھ۔ اس کے ماسوا ابن عدی اس کے متعلق یہ کہتا ہے کہ "وہ ایسے ضعیف راویوں میں سے ہے جس کی حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔" پھر کہتا ہے کہ "میں امید کرتا ہوں کہ اس راوی میں کوئی مضائقہ نہ

---

1. ابو الفرج ابن الجوزی مذہب حنبلی کا ایک مشہور علامہ اور واعظ ہے اس کی اس قدر تصنیفات ہیں کہ مبالغۃً کہا جاتا ہے کہ ۱۰۰ صفحے ایک دن میں لکھا کرتا تھا اور قلم کی چھیلن کا ڈھیر لگ جاتا تھا آخر کار اس نے حکم دیا تھا کہ جب مرے تو انھیں چھیلنوں سے پانی گرم کر کے غسل میت دیا جائے۔ تقریباً ۵۰۸ھ مطابق ۱۱۱۴ء کے پیدا ہوا اور بغداد میں ۵۹۷ھ مطابق ۱۲۰۰ء میں انتقال کر گیا۔ اس کی کتاب احادیث الموضوعات چار جلدوں میں ہے (ابن خل) سعدی شیرازی گلستاں میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے انھیں سماع سننے سے منع کیا تھا آخر کار انھوں نے نصیحت کی سنی ان سنی کر دی اور محفل سماع میں جا کر شریک ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں ایسے معاملات پیش آئے کہ نصیحت کے نہ ماننے پر بہت پچھتائے اور پھر کبھی اس طرح بزرگوں کی نصیحتوں کو پس پشت نہ ڈالا۔

2. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ایک یہ بھی ہیں۔

3. فرانسیسی محقق ڈی سلین (De Slane) اس نام کا تلفظ عُقَیل۔ لکھتا ہے۔ لیکن ایک نوٹ (جلد چہارم صفحہ ۱۹۹) میں لکھتا ہے کہ ابن ضرید کے موافق عقیل کا تلفظ عَقِیل ہونا چاہئے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ پر)

Marfat.com

سمجھا جائے۔" اور میری زندگی میں اس حدیث کا مدعا تو خلاف صداقت ہوا ہی نہیں اسلئے کہ عباسیوں کا زمانہ حکومت اپنے عروج اور وسعت مملکت کے لحاظ سے روئے زمین کے تمام ملکوں میں آفتاب کے نکلنے کے مقام سے لیکر ڈوبنے کے مقام تک پھیلا ہوا تھا بجز مغرب اقصے کے۔ یہ زمانہ ۱۳۲ھ سے لیکر ۲۹۰ھ تک ہی یہاں تک کہ مقتدر تخت پر بیٹھا اور اُس کے زمانہ میں نظام سلطنت میں خلل آگیا۔ اور تمام ملک مغرب قبضے سے نکل گیا نتیجہ بایں جا رسید کہ اُسکے ایام سلطنت اور مابعد میں جو فساد اور خلل واقع ہوا اس کا قریب ہی بیان ہوگا۔ اس طرح اُن کی سلطنت اور مملکت کے عروج کا زمانہ تقریباً ۱۶۰ سال رہا اور یہ زمانہ بنوامیہ کے زمانہ عروج سے دوگنا ہے کیونکہ وہ صرف ۹۲ سال رہا جس میں سے ۹ سال گھٹا دیئے جائیں۔ جو ابن زبیر کی حکومت کا زمانہ ہے تو تراسی سال اور کچھ کسر رہجاتی ہے۔ پس یہ ٹھیک ہزار مہینے ہوتے ہیں پھر اس حدیث کے لئے مجھے شاہد بھی مل گیا ہے۔

زبیر ابن بکار[1] نے اپنی موفقیات میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے معاویہ سے کہا "تم ایک دن بھی نہ سلطنت کروگے اور ہم دو دن کرینگے اور تم ایک مہینہ بھی نہ کروگے اور ہم دو مہینہ کرینگے اور تم ایک سال بھی نہ کروگے اور ہم دو سال کرینگے اور زبیر نے موفقیات میں علی ابن مغیرہ سے بروایت ابن عباسؓ ذکر کیا ہے۔ کہا کہ "ہمارے سیاہ اہلبیت کے نشانات ہوں گے اور اُن پر کسی طرف سے زوال نہ آئیگا مگر مغرب کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۔) یہ نام ابوطالب کے لڑکے کے نام اور عقیل ابن مقارن صحابی کے نام کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے لیکن عقیل ایک قبیلہ کا نام ہے جو شاخ ہوازن کے اجداد اور قبیلہ قیس کے لوگ تھے (منتھی الارب دیکھو) سے احادیث کے راویوں میں سے ایک راوی کا نام ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۲۱) [1] ابو عبداللہ الزبیر قبیلہ قریش کا ایک ممبر تھا۔ یہ مکہ کا قاضی تھا اور قریش کا نسب نامہ بھی تیار کیا تھا جو اس کے قریش ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ علم حدیث کی تعلیم بھی دیا کرتا تھا مکہ میں ۸۴ سال کی عمر میں ۲۵۶ھ مطابق ۸۷۰ء میں انتقال کر گیا۔ (ابن خلکان) اس نے کتاب کا نام الموفق اپنے بیٹے کے نام پر رکھا جس کا نام بھی الموفق تھا اور اسی کے نام پر معنون بھی کی تھی۔

Marfat.com

طرف سے"؛ اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ ہم سے ابوالقاسم بن بنان نے بروایت عبد اللہ بن عباس[1] انھوں نے اپنے والد سے سنا ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے میرے اللہ عباس اور ابن عباس کی مدد کر"۔ اسے آپ نے تین مرتبہ فرمایا اور پھر فرمایا کہ "اے چچا کیا آپ کو معلوم نہیں ہے المہدی آپ ہی کی اولاد ہوگا۔ خدا کی طرف سے مدد پایا ہوا۔ راضی اور پسندیدہ۔ اس حدیث کے راویوں میں سے مکی[2] بڑا حدیثوں کا گھڑنتی ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے۔ ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ عباس بن عبد المطلب کے پاس نہ بھیجے گئے پس انھیں اپنے پاس بلوایا۔ اور ان کے نزدیک حضرت علیؓ وہ درجہ رکھتے تھے کہ ان میں کوئی بھی نہ رکھتا تھا۔ پس عباسؓ نے فرمایا کہ "اے میرے بھائی کے لڑکے مجھے تم سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی رائے بغیر تمہارے مشورہ کے قائم کروں پس علیؑ نے فرمایا۔ "وہ کونسی بات ہے؟" کہا کہ "تم نبی کریمؐ کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ آپ کے بعد حکومت کس کیلئے ہے۔ اگر ہمارے لئے ہو تو خدا کی قسم ہم آپ اس وقت تک نہ چھوڑینگے جب تک روئے زمین پر ہم میں سے ایک بھی حاکم باقی رہیگا اور اگر ہمارے ماسوا کسی اور کے لئے ہے تو ہم اسکے بعد کبھی بھی نہ پروا کرینگے"۔ علیؑ نے کہا کہ اے چچا بیشک حکومت آپ ہی کیلئے ہے اور اس حکومت کے متعلق ہم میں سے کوئی بھی نہ جھگڑے گا"۔

---

[1] ابوالعباس عبد اللہ حضرت عباسؓ رسول اللہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے یہ اپنے زمانہ میں مطالب قرآن کے جاننے میں بہت اعلیٰ سمجھے جاتے اور بہت بڑے محدث بھی گنے جاتے تھے پہلے تین خلفاء کے مانند قانون داں نجح اور علم حساب اور عروض نہایت خوب جانتے تھے حضرت علیؑ نے ان کو بصرہ کا گورنر بنادیا تھا۔ ۷۰ سال کی عمر میں طائف میں ۶۸ھ مطابق ۶۸۷ء کو انتقال ہوگیا۔ (ابن خل)، [2] المکی اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہے۔

Marfat.com

فصل

الدیلمی نے اپنی مسند الفردوس میں ایک حدیث ابو منصور سے بروایت مرفوع انس ابن مالک سے روایت کی ہے کہ "جب خداوند تعالیٰ مخلوق میں سے کسی کو خلافت کے لئے بناتا ہے. تو وہ اپنی پیشانی اُس کے داہنے ہاتھ میں رگڑتا ہے" اس میں سے میسرہ حدیث کا راوی متروک ہوا اور ابی ہریرہ سے جو حدیث روایت کی گئی ہے اُسے دیلمی نے تین طرح سے نقل کیا ہے. ابی ذنب سے وہ صالح التوأم کے غلام سے اور وہ ابی ہریرہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اس حدیث کو بروایت ابن عباس نقل کیا ہے

فصل

رسول اللہ کی چادر کا بیان جو خلفاء میں آخر وقت تک چلی آئی ہے

السلفی[1] اپنی طوریات میں بسند الاصمعی[2] بیان کرتے ہیں اور وہ عمرو بن العلاء سے روایت کرتے ہیں کہ جب انھوں نے اپنا قصیدہ بانت سعاد[3] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

---

[1] ابو طاہر محمد سلفی اپنے دادا کی طرف نسبت کے لحاظ سے مشہور تھے. یہ فارسی کے لفظ سہ لبی کا معرب ہے ان کے دادا اسلئے مشہور رہے کہ ان کا ایک ہونٹ ایسا دوہرا اور بھدا تھا کہ وہ تین ہونٹ معلوم ہوتے تھے یہ حافظ تھے اور علم حدیث کی تعلیم دیا کرتے تھے. ایک دار العلوم (کالج) کے پریسیڈنٹ ہوگئے آخرکار وہ کالج انہیں کے نام سے موسوم ہوگیا اس کالج کی بنا ابن عادل السلار نے سکندریہ میں ۵۴۶ھ مطابق ۱۱۵۱ء میں ڈالی تھی یہ بمقام اصفہان ۴۷۲ھ مطابق ۱۰۷۹ء میں پیدا ہوئے (ابن خل)، [2] ابو سعید عبد الملک علم لغت کے بہت بڑے عالم بصرہ کے باشندہ تھے لیکن ہارون الرشید کے زمانہ میں بغداد میں چلے گئے یہ عربی علم ادب کے بہت بڑے علامہ تھے یہاں تک کہ المامون ان سے ادبی معاملات میں صلاح لیا کرتا تھا علم ادب پر ان کی بہت سی کتابیں ہیں ۱۲۲ھ مطابق ۷۴۰ء میں پیدا ہوئے اور ۲۱۶ھ مطابق ۸۳۱ء بصرہ میں انتقال فرماگئے (ابن خل)، [3] ایک مشہور نظم ہے جو رسول اللہ کے سامنے شاعر کے قبول اسلام پر پڑھی گئی تھی اس میں رسول اللہ کے متعلق بہت سے مدحیہ اشعار تھے جس کے متعلق آپ نے

Marfat.com

پڑھا تو آپ نے جو چادر اوڑھے ہوئے تھے اُن کی طرف پھینکی۔ اور جب معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ حکومت تھا۔ انہوں نے کعب کو لکھا کہ "تم ہمارے ہاتھ رسول اللہ کی چادر مبارک دس ہزار درہم میں فروخت کر ڈالو" لیکن انھوں نے انکار کر دیا مگر جب کعب کا انتقال ہو گیا تو معاویہ نے ان کی اولاد کے پاس بیس ہزار درہم بھیجے اور چادر خریدلی۔ یہ وہی چادر ہے جو خلفاء عباسیہ کے پاس تھی اور اسی طرح دوسروں نے بھی کہا ہے۔ لیکن الذھبی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ اُس چادر کے متعلق جو خلفاء عباسیہ کے پاس تھی یونس ابن بکیر ابن اسحٰق سے قصہ غزوہ تبوک کے بیان میں کہتا ہے کہ "درحقیقت رسولِ خدا نے وہ چادر اہل ایلہ کو مع اپنے خط کے دی تھی۔ اُس میں لکھا تھا کہ یہ بطور نشان امان کے تمہارے لئے ہے۔ پھر اُسے ابوالعباس سفاح نے ۳۰۰ دینار میں خرید لیا" میرے نزدیک چادر معاویہ نے خریدی تھی وہ بنی امیہ کے زوال کے وقت ضایع ہو گئی۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی زہد میں عروہ ابن الزبیر سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ کپڑا جسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفد سے ملنے کے لئے اوڑھ کر نکلے تھے حضر موت کی بنی ہوئی چادر تھی اس کا لمبان چار گز کا اور عرض دو گز ایک بالشت کا تھا۔ یہ چادر خلفاء کی ملکیت میں چلی گئی تھی۔ اور اس کے دھاگے دھاگے الگ ہو گئے تھے۔ اس کے نیچے انہوں نے کپڑے کا استر لگایا۔ اور کپڑوں کے ساتھ عید الضحٰی اور فطر میں پہنا کرتے تھے۔ اور بسند ابی امیہ یہ امر ہے کہ یہ چادر خلفاء کے قبضہ میں تھی اور نسلاً بعد نسل اُن کے پاس چلی آتی تھی۔ وہ کسی جلوس ملکی کے موقعہ پر اسے کندھوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اگر اُسے گرفتار کرلیں تو قتل کر ڈالیں کعب نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے آپکی دلجوئی کیلئے اس حکم پر عمل درآمد کیا۔ نظم کی ابتدا اپنی خاتون سعاد کی تعریف سے کی ہو اور آخر میں معافی کی التجا ہو (حاشیہ صفحہ ۲۴) ۱؎ یہ مقام دریائے احمر پر واقع ہے اسے انگریزی میں الانا وف ٹولمی (Elana of Ptolemy) کہتے ہیں۔ ۲؎ ابو عبداللہ مدینہ کے سات بڑے شیر فاتحین میں سے ہیں۔ اُن کے والد زبیر ابن عوام رسول اللہ کے اُن دس صحابہ میں سے ہیں جنکے متعلق اپنے جنتی ہونیکا ارشاد فرمایا ہو۔ ۲۳ھ مطابق ۶۴۳ء میں پیدا ہوئے اور ۹۳ھ مطابق ۷۱۱ء کے انتقال فرما گئے (ابن خل)

پر ڈال لیا کرتے تھے۔ خواہ جلوس میں پیادہ پا ہوں یا سوار۔ اور یہ المقتدر کے پاس تھی جب وہ قتل ہوا اُس کے خون میں لتھڑ گئی تھی میرا خیال ہے کہ وہ فتنۂ تاتار میں گم ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم خدا ہی کے لئے مخلوق کئے گئے ہیں اور اسی کی طرف جانا ہے) (قرآن سورۂ بقر اٹھارہواں رکوع)

فصل

اُن فوائد میں جو اس تاریخ میں پہلے ہوئے ہیں لیکن یہاں ایک مقام پر ان کا ذکر کر دینا بہتر اور مفید معلوم ہوتا ہے۔ ابن الجوزی بلحاظ صولی[1] کہتے ہیں کہ ہر چھٹے مہینے خلیفہ نے خلع کیا۔ پس کہا کہ میں نے غور کیا تو یہ عجیب ہی بات معلوم ہوئی۔ پہلے تو حکومت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئی۔ پھر ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ کے لئے پھر امام حسنؓ خلیفہ ہوئے اور آپ نے خلع کیا۔ پھر معاویہ۔ معاویہ بن یزید۔ مروان۔ عبد الملک بن مروان ابن الزبیر انہوں نے بھی خلع کیا۔ پھر الولید۔ سلیمان۔ عمر وابن عبد العزیز۔ یزید۔ ہشام اور الولید اس نے بھی خلع کیا تھا۔ پھر بنو امیہ کی سلطنت کا زوال ہو گیا۔ پھر السفاح۔ المنصور المہدی۔ الہادی۔ ہارون الرشید اور الامین نے خلع کیا۔ پھر المامون۔ المستعصم۔ الواثق المتوکل۔ المنتصر اور المستعین خلیفہ ہوئے اور انھوں نے بھی خلع کیا۔ پھر المعتز المہتدی المعتمد المعتضد۔ المکتفی اور المقتدر ہوئے اس نے بھی خلع کیا۔ پھر دوسری مرتبہ خلع کیا آخر کار قتل ہوا۔ پھر القاہر۔ الراضی۔ المتقی۔ المستکفی۔ المطیع۔ اور الطائع ہوئے اس نے بھی خلع کیا۔ پھر القادر۔ القائم۔ المقتدی۔ المستظہر۔ اور المسترشد اور الرشید ہوئے اسنے بھی خلع

---

[1] ابو بکر الصولی المعروف بہ شاطر ایک کمل عالم اور محدث تھے۔ خلیفہ الرشید کے مقرب اور صلاح کار۔ اور خلفاء المکتفی اور المقتدر کے بے تکلف دوست۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں بالخصوص سوانحعمری کی تحریر کا انہیں خاص علم تھا جس میں انھوں نے کتابیں لکھیں ۳۳۵ھ مطابق ۹۴۶ء میں بصرہ میں انتقال کر گئے (ابن خلکان)

Marfat.com

کیا"۔ یہ ابن جوزی کا بیان ہے الذہبی کہتا ہے کہ "ابن جوزی کے بیان میں کچھ امورات کے لحاظ سے نقص ہیں"۔ اُن میں سے پہلا اس کا یہ بیان ہے کہ "عبدالملک کے بعد ابن الزبیر خلیفہ ہوئے لیکن درحقیقت بات یہ نہیں ہے۔ کیونکہ ابن الزبیر پانچویں خلیفہ تھے اور پھر عبدالملک ہوئے اب یا تو دونوں کو پانچواں ہونا چاہیئے یا اُن میں سے ایک اصل خلیفہ تھا اور دوسرا زبردستی بن بیٹھے کیونکہ اس بنا پر ابن الزبیر کی بعیت پہلے تھی پس خلافت عبدالملک کیلئے صحیح ہوئی جبکہ ابن الزبیر قتل کردیئے گئے"۔ دوسرا امر یہ ہے کہ یزید الناقص اور اسکے بھائی ابراہیم کو شمار نہیں کیا حالانکہ ابراہیم نے خلع کیا تھا اور مروان کو بھی نہیں شمار کیا گیا پس باعتبار شمار کے الامین نواں ہوا"۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ مروان گنتی سے الگ ہے کیونکہ وہ باغی تھا اور اسی طرح معاویہ بن یزید کیونکہ ابن الزبیر سے لوگوں نے یزید کی موت کے بعد بعیت کی ہے۔ اور معاویہ نے سیر یا (شام) میں اس کی مخالفت بھی کی تھی۔ پس اس لئے ان دو کو ایک شمار کرنا چاہیئے اور ابراہیم جو یزید ناقص کے بعد بیٹھا اس کی خلافت تامہ نہ تھی۔ اسلئے کچھ ہی لوگوں نے اس کی بعیت کی اور دوسروں نے بعیت نہ کی۔ اور بعض لوگ اُسے امیر کہتے ہیں نہ کہ خلیفہ اس کی حکومت صرف چالیس یا ستر دن رہی۔ پس اس حساب سے مروان الحمار[1] چھٹا تھا کیونکہ معاویہ کے بعد بارہواں اور الامین اس کے بعد چھٹا تھا۔ تیسرا امر یہ کہ خلع ہر چھٹے پر نہیں موقوف ہوتا چنانچہ المعتز نے خلع کیا ہے اور اسی طرح قاہر، متقی اور مستکفی نے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے بیان پر اس اعتراض کا کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ مقصود یہ ہے کہ ہر چھٹے کے لئے خلع ضروری ہے۔ لیکن اس امر کی منافات نہیں کرتا کہ دوسرے بھی ہوں جنھوں نے خلع کیا ہو اور یہ ابن الجوزی نے جو کچھ کہا ہے اُسکے

---

[1] گبن (Gibbon) کہتا ہے کہ اس شخص کی تخت نشینی سے پہلے اس کے ساتھ جارجیا (Georgia) کی جنگ جو تھے انھوں نے اسے مسوپوٹامیا کا گدھا ایک معزز لقب تھا دیدیا تھا یہ مسوپوٹامیا کا گورنر بھی رہا ہے اس کے لئے ایک ضرب المثل تھی جس کا ترجمہ یہ تھا۔ یہ ان نسلی لڑائی کے گدھوں کے مانند ہر جو دشمن کو کبھی منہ نہیں پھیرتے"۔ مروان کا لقب ویسا ہی ہے جیسا کہ ہومر کو لقب دیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ اب حمار کا لقب ایک بیوقوف کیلئے وضع کردیا گیا ہے

Marfat.com

ساتھ اور بھی شامل کرتا ہے کہ الراشد کے بعد المستنجد ۔ اور المستضی ۔ الناصر ۔ الظاہر اور المستنصر نے حکومت کی ۔ یہ چھٹے تھے انھوں نے خلع نہیں کیا ۔ پھر المستعصم یہ وہ تھے جنھیں تاتاریوں نے قتل کر ڈالا تھا ۔ یہ آخری خلیفہ تھے ۔ پھر خلافت ساڑھے تین سال کے لئے منقطع ہو گئی ۔ پھر المستنصر کو لوگوں نے خلافت کے لئے چنا ۔ اس کی بیعت دار الخلافہ میں نہیں بلکہ مصر میں واقع ہوئی تھی ۔ وہاں سے عراق پر چڑھائی کی تاتاریوں سے جنگ ہوئی اور اسی طرح قتل کر دیا گیا پھر ایک سال تک تخت خلافت خالی رہا ۔

اور دار الخلافہ مصر مقرر کیا گیا ۔ وہاں پر پہلا خلیفہ الحاکم ہوا ۔ پھر المستکفی ۔ پھر الواثق پھر الحاکم ۔ پھر المعتضد ۔ پھر المتوکل یہ چھٹا خلیفہ تھا اس نے خلع کیا ۔ پھر المعتصم کا ایام حکومت ہوا ۔ لیکن اس نے پندرہ ہی دن کے بعد خلع کیا ۔ اور المتوکل پھر سے تخت خلافت پر متمکن کیا گیا ۔ اس نے پھر خلع کیا ۔ پھر الواثق کی لوگوں نے بیعت کی ۔ پھر المستعصم کی ۔ اس نے پھر خلع کیا ۔ اور المتوکل پھر تخت نشین کیا گیا جس نے اپنے موت کے زمانہ تک حکومت کی ۔ پھر المستغنی پھر المعتضد ۔ پھر المستکفی ۔ پھر القائم خلیفہ ہوئے یہ معتصم اول سے چھٹا خلیفہ تھا ۔ اور یہی معتصم ثانی بھی کہلاتا تھا ۔ اس نے بھی خلع کیا پھر المستنجد خلیفۃ العصر تخت پر بیٹھا ۔ یہ خلفائے بنی عباس سے اکانوان خلیفہ تھا

(دیگر فوائد ضروریہ) کہتے ہیں کہ خلفاء بنی عباس میں (خصوصیت یہ ہے کہ) ایک شروع کرنے والا ہوا ہے ۔ ایک درمیانی ۔ اور ایک ختم کرنے والا ۔ ابتدائی المنصور تھا ۔ درمیانی المامون ۔ اور آخری المعتضد ۔ تمام خلفائے بنی عباس ماسوا السفاح ۔ المہدی اور الامین کے لونڈی بچے تھے ۔ اور کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمی بطن سے ماسوا علی ابن ابی طالب ۔ الحسن اور الامین کے تخت خلافت پر متمکن نہ ہوا الصولی کہتا ہے) کہ "علی نام کا کوئی خلیفہ ماسوا علی ؓ ابن ابی طالب اور علی المکتفی کے نہیں ہوا" (اسے ذہبی نے بھی کہا ہے) میں کہتا ہوں کہ زیادہ تر خلفاء کے نام ایک ہی مرتبہ آتے ہیں اور بعض دو مرتبہ اور بار بار آنے والے نام بہت

Marfat.com

ہیں۔ مثلاً عبد اللہ احمد اور محمد۔ اور المستعصم تک تمام خلفاء کے القاب جو عراق کا آخری خلیفہ ہے مفرد طریقہ پر آتے ہیں پھر مصر کے خلفاء میں القاب مکرر ہو گئے ہیں۔ اسی طرح المستنصر۔ المستکفی۔ الواثق۔ الحاکم۔ المعتضد۔ المتوکل۔ المعتصم۱۔ المستعین القائم اور المستنجد مکرر القاب ہیں۔ ان میں سے تمام ایک ہی مرتبہ۔ ماسوا المستکفی اور المعتضد کے کیونکہ یہ اکثر دوسری مرتبہ بھی آئے ہیں اسلئے ہم انہیں خلفائے عباسیہ ثلثہ سے ملقب کرتے ہیں۔

خلفائے بنی عباس میں سے کوئی بھی خلیفہ عبید کے لقب سے ماسوا القائم الحاکم۔ الظاہر اور المستنصر کے ملقب نہیں ہوا باقی رہا المہدی۔ اور المنصور یہ دونوں لقب بنی عباس میں بنی عبید کے وجود سے پہلے رکھے جا چکے ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی خلیفہ یا بادشاہ جس کا لقب القاہر ہو کبھی نہیں پھلا پھولا" میں کہتا ہوں کہ مستکفی اور مستعین خاندان عباسیہ میں دو خلفاء اس لقب سے ملقب ہوئے ان دونوں کو خلع کرنا پڑا اور نکال باہر کئے گئے۔ اور معتضد سب سے بہترین اور بابرکت لقب ہے اور اپنے بھائی کے لڑکے کے بعد کوئی بھی خلافت کا والی ماسوا المقتفی کے الراشد کے بعد۔ اور المستنصر کے المعتصم کے بعد نہیں ہوا" (یہ ذہبی کا قول ہے) اور یہ بھی کہتا ہے کہ "تین بھائی کبھی خلافت کے والی نہوئے ماسوا الرشید کی اولاد کے اور وہ یہ ہیں الامین۔ المامون۔ اور المعتصم۔ اور اولاد المتوکل وہ یہ ہیں۔ المستنصر۔ المعتز۔ اور المعتمد۔ اور المقتدر کی اولاد وہ یہ ہیں۔ الراضی۔ المقتفی۔ اور المطیع اور یہ بھی کہا ہے کہ عبدالملک کے چار بیٹے تخت پر بیٹھے۔ اس کی نظیر ماسوا بادشاہوں کے کہیں نہیں ملتی" میں کہتا ہوں کہ خلفا میں اس کی نظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ملتی ہے۔ میرا قول ہے کہ اولاد المتوکل میں چار نہیں بلکہ پانچ خلیفہ تخت پر بیٹھے۔ یعنی المستعین۔ المعتضد۔ المستکفی۔

۱؎ جہاں کہیں المستعصم لکھا ہوا ہے غلط ہے صحیح یہی ہے جو میں نے ترجمہ میں یعنی المعتصم لکھا ہے"

Marfat.com

القائم اور المستنجد۔ خلیفۃ العصر اپنے باپ کی زندگی میں ماسوا ابوبکر صدیقؓ اور ابوبکرؓ الطائع المطیع کے کوئی خلیفہ نہیں ہوا جسکے باپ کو فالج مار گیا تھا اس لئے اُس کے لڑکے کو خلافت ملی۔

علماء نے کہا ہے کہ پہلا وہ شخص جسے خلافت ملی اور اس کا باپ زندہ تھا ابوبکرؓ ہیں۔ یہ اول ہیں جو ولیعہد بنائے گئے تھے۔ اور اول ہیں کہ جس نے بیت المال بنایا۔ اور پہلے ہیں جنھوں نے قرآن کا نام المصحف رکھا۔ اور عمر بن الخطابؓ پہلے ہیں جنھوں نے امیر المومنین کا لقب حاصل کیا۔ اور یہ پہلے ہیں جنھوں نے درہ نکالا اور استعمال کیا) اور اول ہیں کہ جنھوں نے سنہ ہجری ایجاد کیا اور پہلے ہیں جنھوں نے تراویح نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اول ہیں کہ جنھوں نے دیوان قائم کیا۔

پہلا وہ شخص جس نے چراگاہ قائم کی عثمانؓ تھے اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے جاگیریں مقرر کیں۔ یعنی بہت زیادہ مقرر کیں۔ اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے جمعہ کی نماز میں اذان ثانی بڑھائی۔ اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور پہلے شخص ہیں جو خطبہ پڑھنے سے عاجز ہو گئے اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے پولیس مقرر کی۔

پہلا شخص معاویہ ہے جس نے اپنی زندگی میں اپنا ولیعہد مقرر کیا اور پہلا شخص ہے جس نے اپنی خدمت کیلئے خواجہ سرا رکھے۔ پہلا شخص عبداللہ ابن الزبیر ہے جس نے مجرموں کے اپنے سامنے سر کاٹ کرانے کا حکم دیا۔ عبدالملک بن مروان پہلا شخص ہے جسنے اپنا نام سکوں پر سکہ کرنے کا حکم دیا۔ ولید ابن عبدالملک پہلا شخص ہے جس نے اپنا نام لیکر پکارنے کو منع کیا۔

۱ایک قسم کی نماز ہے جو بعد نماز عشا ماہ رمضان میں پڑھی جاتی ہے۔ بیس رکعتیں درمیان میں ہر چار رکعتوں کے بعد جو دو سلاموں کو شامل رہتی ہیں کچھ آرام بھی کیا جاتا ہے یا راحت لی جاتی ہے اسی لئے اسی تراویح یعنی راحت لینے والی نماز کہتے ہیں

Marfat.com

پہلے پہل القاب کو بنی عباس نے وضع کیا۔ ابن فضل اللہ کہتے ہیں۔ کہ بعض کا خیال ہے کہ بنی امیہ کے لقب بھی بنی عباس کی طرح تھے" میں کہتا ہوں کہ کچھ مصنفین کہتے ہیں "معاویہ کا لقب الناصر لدین اللہ تھا۔ اور یزید کا لقب المستنصر۔ اور اس کے لڑکے معاویہ کا لقب الراجع الی الحق۔ اور مروان کا المومن باللہ۔ اور عبدالملک کا الموفق لامر اللہ۔ اور اس کے بیٹے الولید کا المنتقم باللہ۔ اور عمر ابن عبد العزیز کا المعصوم باللہ اور یزید ابن عبدالملک کا القادر بصنع اللہ اور یزید الناقص کا الشاکر لانعم اللہ۔

السفاح پہلا شخص ہے جسکے زمانہ میں لوگوں کی رائیں متفرق ہوئیں۔ المنصور پہلا شخص ہے جسکے زمانہ میں نجومیوں نے تقرب حاصل کیا۔ اور اُس نے ستاروں کے احکام پر عمل کیا۔ اور یہ پہلا شخص ہے جسنے غلاموں کو اہم اور ذمہ داری کے دفاتر کا افسر بنایا اور عرب پر مقدم کیا۔ مخالفین کے رد میں پہلے جس شخص نے کتابیں تصنیف کرنے کا حکم دیا۔ المہدی تھا۔ سب سے پہلے جسکے جلو میں لوگ تلواریں اور نیزے لیکر چلتے تھے الہادی تھا۔ پہلے جس نے میدان میں چوگان بازی (پولو Polo) کی الرشید تھا۔ الامین سب سے پہلا شخص ہے جس کے زمانے میں خلیفہ الفاظ اور تحریر میں خلیفہ کے لقب سے پہلے مخاطب کیا گیا۔ المعتصم پہلا شخص ہے۔ جس نے ترکوں کو دیوان میں داخل کیا۔ المتوکل پہلا شخص ہے جس نے یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے جدا لباس کا حکم دیا۔ سب سے پہلے المتوکل کو ترکوں نے قتل کیا۔ اور اس کی تصدیق رسول اللہ کی ایک حدیث سے بھی ہوگئی ہے۔ جیسا کہ طبرانی نے ابن مسعود کی ایک نہایت معتبر سند سے نقل کیا ہے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم ترکوں کے ترک کرنے سے پہلے اُن کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یقیناً سب سے پہلے وہی ہونگے جو میری امت سے مملکت اور اُن چیزوں کو لیں گے جو خداوند تعالیٰ نے انھیں عطا فرما دی ہیں وہ بنو قنطورا ہیں۔ (اس صفحہ ۲۰ کا حاشیہ صفحہ ۳۱ پر دیکھو)

المستعین پہلا شخص ہے جس نے بڑی آستینیں اور چھوٹی ٹوپیاں پہنیں۔ المعتز پہلا خلیفہ ہے جس نے گھوڑوں کے لئے سونے کے زیور نکالے۔ المعتمد پہلا شخص ہے جس پر قہر اور جبر کیا گیا۔ اور سنتریوں کا پہرہ مقرر ہوا۔ المقتدر پہلا شخص ہے جسے نابالغی ہی میں خلیفہ بنایا گیا۔ آخر خلیفہ جس نے رعایا کی تدابیر افواج کے آئین میں خود بنفس نفیس حصّہ لیا الرشید تھا۔ اور یہ آخری خلیفہ بھی تھا جس کے اشعار ایک دیوان میں جمع کئے گئے اور آخری خلیفہ ہے جس نے ہمیشہ لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور اُن کے ساتھ نماز پڑھی اور آخری خلیفہ ہے جس نے ندیموں کو ہمیشہ اپنے سامنے بٹھایا۔ اور آخری خلیفہ ہے جسکے اخراجات۔ انعامات۔ نذرانے۔ خادم۔ لونڈیاں۔ خزانہ۔ باورچیخانہ۔ پلیا۔ مجالس حجاب۔ اور دوسرے معاملات۔ پہلی ترتیب خلافت پر جاری رہے۔ اور آخری خلیفہ ہے جسنے پہلے خلفار کی طرح لباس سفر میں سفر کیا۔

پہلے جس نے لقبوں کو مکرر کیا وہ المستنصر ہے جو المستعصم کے بعد خلیفہ ہوا۔ یہ العسکری[۲] کے اوائل میں سے ہے۔ سب سے پہلے جو اپنی والدہ کی حین حیات میں خلیفہ ہوا عثمان ابن عفان ہیں۔ پھر الہادی۔ الرشید۔ الامین۔ المتوکل۔ المستنصر المستعین۔ المعتز۔ المعتضد۔ اور المطیع۔ اپنے باپ کی زندگی میں کوئی خلیفہ نہوا۔ الا ابوبکر الصدیق۔ اور اسی کے ساتھ الطائع بھی شامل ہے"

الصولی کہتا ہے" کہ مجھے ماسوا و لیدا کے کوئی ایسی عورت نہیں معلوم جس کے بطن

(حاشیہ صفحہ ۳۰) ۱ب۔ بنو قنطورا ترک یا چینی لوگ کہلاتے ہیں یہ صاحب منتہی الارب کی تحقیق ہے۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ قنطورا حضرت ابراہیم کے غلاموں میں سے ایک غلام کا نام ہے جس کی اولاد میں ترک ہیں ۱۲

حاشیہ صفحہ ۳۱۔ ۲۔ حسن بن عبداللہ بن سہل ابوہلال العسکری ابواحمد العسکری کے شاگرد ہیں۔ ان کی ایک قرآن پر پانچ جلدوں میں تفسیر ہے۔ اور ایک تو اوائل نظم و نثر میں کتاب ہے اور دوسری ضرب الامثال میں۔ ایسے جید عالم تھے کہ دوسروں کو ان کی زندگی کی تمثیل لینا چاہیئے ۳۹۵ھ مطابق ۱۰۰۴ء میں انتقال فرما گئے (طبقات المفسرین السیوطی)

سے دو خلیفہ پیدا ہوئے ہوں۔ یہ الولید اور سلیمان کی ماں ہے۔ یہ دونوں لڑکے عبد الملک کے ہیں۔ اور یزید الناقص اور ابراہیم کی ماں الشاھین یہ دونوں لڑکے الولید کے ہیں۔ اور الہادی اور الرشید کی ماں خیزران۔" میں کہتا ہوں کہ العباس اور الحمزہ کی ماں کو بھی شامل ہونا چاہیئے۔ اور داؤد اور سلیمان کی ماں بھی شامل کی جائے یہ دونوں لڑکے المتوکل اخیر کے ہیں۔

(فائدہ) عبیدیوں میں سے چودہ آدمیوں کو خلافت لقب ملا۔ تین افریقہ میں المہدی۔ القائم اور المنصور۔ اور گیارہ مصر میں۔ المعز۔ العزیز۔ الظاہر۔ المستنصر۔ المستعلی الآمر۔ الحافظ۔ الظافر۔ الفائز۔ اور العاضد۔ ان کی سلطنت کی ابتدا ۲۹۰ھ یا کچھ اور زوال ۵۶۷ھ میں ہوا۔

الذہبی کہتا ہے کہ "یہ مجوسیوں یا یہودیوں کا خاندان کہا جائے۔ لیکن نہ اولاد علیؓ ہیں نہ باطنی اور نہ فاطمی یہ اپنے عہدوں کو توڑ کر خلیفہ بن بیٹھے تھے نہ کہ باقاعدہ خلیفہ بنے"

فقط (فائدہ) مغرب (اندلس) میں بنو امیہ میں سے جنہوں نے خلافت کا لقب حاصل کیا یہ عبیدیوں سے بہت سی باتوں میں بہتر بن حالت میں تھے۔ بلحاظ شریعت اسلام سنت رسول۔ عدل۔ فضل۔ علم۔ جہاد۔ اور لڑائیوں کے اور تعداد میں بھی اس قدر تھے کہ ایک زمانہ میں اندلس (اسپین) میں یہ ہی یہ رہتے تھے۔ چھ شخص ہیں جو ہر ایک اپنے کو خلیفہ کہتا ہے

۱؎ عبید اللہ نے جو اس خاندان کا بانی تھا دعویٰ کیا تھا کہ وہ اولاد اسمٰعیل بن جعفر سے ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد ساتویں امام ہیں اُن کی اولاد کو اسمٰعیل مغربی کا لقب اسی خاندان سے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہونے کے لحاظ سے جو مشرقی اسمٰعیلی ہیں دیا گیا ہے۔ یہ آخری بڑے غائب سفاک یا خفیہ خون کرنے والے تھے جن کو اسلئے باطنی کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنے خاص قرآن کے معنی گھڑ رکھے تھے جس کا خونخوار خنجر دو سال تک مشرق میں خوں خواری کرتا رہا۔

۲؎ عربوں نے اسپین اور افریقہ کی جدا جدا اصطلاحیں مقرر کی ہیں المغرب کیلئے افریقہ مگر اس سے صرف المغرب کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے اس کی تقسیم کیلئے ڈا۔ ہربلاٹ (D' Herbelot.) کو دیکھو

Marfat.com

(فائدہ) پہلے بہت سے لوگوں نے تاریخ الخلفار تالیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے نفطویہ نحوی کی دو جلدیں ہیں جن میں القاہر کے زمانہ تک کا حال ہے اور صولی کی اوراق ہے جس میں اُس نے صرف عباسیوں کی تاریخ لکھی ہے جس کا مجھے علم ہے اور اُسی سے میں نے مدد لی ہے۔ اور ابوالفضل احمد بن ابی طاہر المروزی الکاتب کی تاریخ الخلفاء یہ ایک نہایت اعلیٰ شعرا میں سے تھا جس کا ۲۸۰ھ میں انتقال ہوگیا اور امیر ابوموسیٰ ہارون ابن محمد العباسی کی تاریخ الخلفار بنی عباسؓ۔

الخطیب اپنی تاریخ میں بروایت محمد ابن العباد نقل کرتا ہے کہ "خلفار میں سے کسی کو ماسوا عثمان ابن عفان اور المامون کے قرآن از بر نہ تھا" میں کہتا ہوں کہ صرف ان میں انحصار کرنا غلط ہے۔ بلکہ الصدیق رضی اللہ عنہ بھی حافظ قرآن تھے۔ یہ امر درجۂ صحت کو پہنچ چکا ہے اور ایک جماعت نے اس امر کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ اُن میں سے النووی نے اپنی تہذیب الاسمار میں اور اسی طرح بذریعہ ایک حدیث کے حضرت علیؓ سے وارد ہے کہ "انھوں نے رسول اللہؐ کی وفات کے بعد سارا قرآن برزبان یاد کیا تھا" ابن الساعی کہتا ہے۔ کہ میں خلیفۃ الظاہر کی بیعت کے وقت حاضر تھا وہ ایک کمرہ[۱] کی کھڑکی پر سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے تھے اونٹ کے بالوں کا ایک چغہ جسم پر تھا اور کندھوں پر رسول اللہ کی چادر ڈالی ہوئی تھی وزیر اُن کے سامنے ایک ممبر پر کھڑا ہوا تھا اور محاسب خانہ اُس سے ایک سیڑھی نیچے وہ لوگوں سے عہد لے رہا تھا اور الفاظ عہد یہ تھے "میں اپنے سردار اور آقا امام جس کی اطاعت تمام لوگوں پر فرض ہے۔ ابونصر

۱؎ الصولی کا انتقال ۳۳۵ھ میں ہوگیا۔ اُس نے جو تاریخ لکھی ہے اُس میں اُس نے انہیں باتوں کا ذکر کیا ہے جو اُس نے بچشم خود دیکھا ہی (کشف الظنون دیکھو) اس کے ماسوا جو بات اس کتاب میں رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ المتقی للہ کا نام داخل کرنا چاہیے جو ۳۲۹ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا۔ ۲؎ یہاں کمرہ سے ایسا گنبد یا خوبصورت مکان مراد ہو جیسے کہ اکثر بادشاہوں کے محل وغیرہ ہوتے ہیں اور کھڑکی بجائے اونچی نشست کے استعمال کی گئی تھی۔

محمد الظاہر بامر اللہ سے بلحاظ کتاب اللہ۔ حدیث رسول اللہ اور اجتہاد امیر المومنین عہد کرتا ہوں کہ ان کے ماسوا کوئی خلیفہ نہیں۔ فقط

ابوبکر الصدیق رض

ابوبکر الصدیق رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ۔ جن کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان رض بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ[1] بن کعب بن لوی بن غالب القریشی التیمی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نسب میں مرہ سے ملتے ہیں[2]۔

النووی اپنی کتاب التہذیب میں کہتے ہیں۔ وہی اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ آپ کا نام عبداللہ ہی تھا یہی صحیح اور مشہور ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام عتیق تھا لیکن وہ سچائی جس پر تمام علماء کا اتفاق ہے یہ ہے کہ عتیق ان کا لقب ہی نام نہیں اور اور ان کا لقب عتیق اسلئے پڑا کہ یہ نار دوزخ سے آزاد کر دیئے گئے تھے۔ جیسا کہ بروایت ترمذی حدیث میں آچکا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ کے چہرہ کی عتاقہ کی وجہ یعنی حسین و جمیل ہونے کے باعث آپ کو عتیق کہا گیا ہے۔ یہی مصعب بن الزبیر اللیث بن سعد اور جماعۃ کا قول ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے نسب میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو قابل عیب ہو مصعب بن زبیر وغیرہ اور امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام

---

[1] 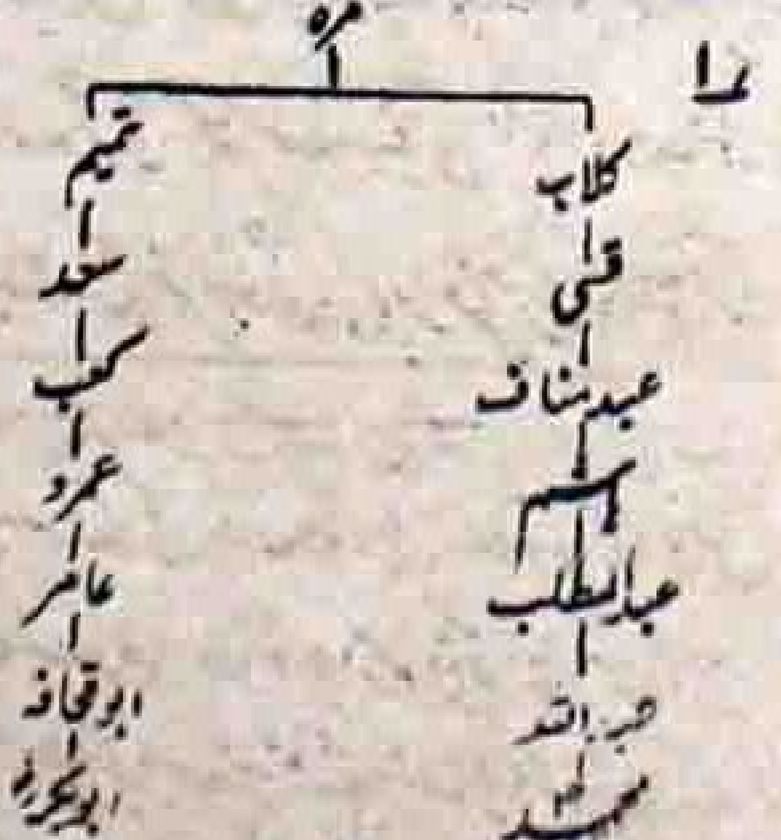

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو شخص اور اس امتیاز کے حصہ دار قرار دیئے ہیں۔ وہ عمر رض بن عثمان رض علی رض۔ طلحہ رض۔ الزبیر رض۔ سعد بن ابی وقاص رض۔ سعید رض۔ ابو عبیدہ رض۔ اور عبدالرحمٰن رض ابن عوف رض ہیں۔

Marfat.com

الصدیقؓ بھی ہے۔ اس لیئے کہ آپ نے نڈر ہو کر رسول اللہ کی تصدیق فرمائی اور صدق کو اپنے لیئے لازم کر لیا۔ اور اپنی زندگی کی کسی حالت میں بھی آپ پر اس سے کوئی بختی یا ڈر واقع نہ ہوا۔ آپ اسلام میں ایک بڑا درجہ رکھتے تھے اُن میں سے صدیق لقب کو واقعات میں سے ایک شبِ معراج کا قصہ بھی ہے اور آپ کی ثابت قدمی اور معقول جوابات جو آپ نے اس کے متعلق۔ اس پر نہ یقین لانے والوں کو دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا اور اپنے بال بچوں کو چھوڑ دینا اور غار میں رسول اللہ کے ساتھ رہنا اور تمام راہ مسافرت میں ساتھ دینا پھر یوم بدر اور یوم حدیبیہ[1] میں آپ کا کلام فرمانا جبکہ مکہ میں داخل ہونے میں تاخیر کرنا دوسروں کے لیئے بہت بڑے شبہ کا مقام تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمانے کے وقت آپ کا رونا کہ "خدا نے اپنے ایک بندہ کو دنیا اور آخرت اختیار کرنے پر مختار بنایا ہے" پھر رسول اللہ کی وفات پر آپ کا ثابت قدم رہنا۔ لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھنا۔ اور اُن کو تسکین دینا۔ پھر مسلمانوں کی بہبودی کیلئے بیعت کے قضیہ میں آپ کی ثابت قدمی۔ پھر اسامہ بن زید کا لشکر سیریا کی طرف بھیجنے کا اہتمام کرنا اور اس امر میں اپنا پکا ارادہ رکھنا۔ پھر مرتدوں کی لڑائی کے لیئے آمادہ ہو جانا۔ اور صحابہ سے مناظرہ کرنا۔ یہانتک کہ دلائل سے اُن پر غالب آجانا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے سینوں کو بھی ویسا ہی کھول دیا جیسا کہ آپ کے سینہ کو حق سے کھولا ہوا تھا۔ یعنی مرتدین کے ساتھ جنگ کرنا۔ پھر سیریا کی فتح اور مدد کیلیئے لشکروں کو روانہ کرنا۔ پھر اس مہم کے اختتام کو بہت اچھے طریقوں اور ضروری کارگزاریوں

---

[1] جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جراس بن امیہ خزاعی کو اہل مکہ کے پاس اسلیئے بھیجا کہ وہ اسے صلح کے ارادہ سے صرف زیارت کعبہ کے لیئے آیا ہوا بھیں اور داخل ہونے کی اجازت دیں انھوں نے داخل کرنے سے انکار کر دیا تب آپ نے عثمانؓ کو بھیجا ان کو اہل مکہ نے قید کر لیا اور افواہ اڑادی کہ آپ قتل کر دیئے گئے پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گرد تمام آدمیوں کو جمع کیا اور ان سے حلف لیا کہ وہ چاہے اُن کی جان بھی کیوں نہ بن آئے وفادار رہیں گے۔

Marfat.com

کے ساتھ ختم کرنا۔ اور یہ آپ کے لقب صدیق کے ساتھ بہت بڑی بزرگی ہے یعنی عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کرنا۔ اور صدیق کے لئے بہت سی مناقب خوبیاں اور بزرگیاں ہیں جو احاطہ تحریر و تقریر میں نہیں آسکتیں" یہ النووی کا کلام ہے۔ میں الصدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اور مبسوط طریقہ سے کسی حد تک بیان کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس میں بہت سی باتیں جو مجھے ان کے بارہ میں معلوم ہیں بیان۔ اور انھیں فصلوں میں مرتب کرونگا

فصل

آپ کا اسم اور لقب جسکی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے

ابن کثیر[1] نے کہا ہے کہ لوگ اس امر پر متفق ہیں کہ آپ کا نام عبد اللہ بن عثمان ہے۔ لیکن ابن سعد بروایت ابن سیرین[2] کہتا ہے کہ آپ کا نام عتیق[3] ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ آپ کا لقب ہی۔ اس میں اختلاف ہو کہ آپ اس لقب سے کیوں اور کس وقت ملقب ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ آپ کی صورت کی عتاقۃ یعنی خوبصورتی کی وجہ سے یہ لقب پڑا۔ یہی لیث ابن سعد۔ احمد بن حنبل اور ابن معین وغیرہ کہتے ہیں۔ اور ابو نعیم الفضل بن دکین کہتے ہیں کہ "یہ لقب بھلائی کی طرف پہلے بڑھنے کی وجہ سے پڑا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آزاد نسبی کی وجہ سے یعنی اس کا پاک رہنا" آپ کے نسب میں کوئی

---

[1] حافظ عماد الدین اسمٰعیل بن عبد اللہ الدمشقی سنہ ۷۷۴ھ میں انتقال کر گئے ان کی مشہور تاریخ کا نام البدایۃ والنہایۃ فی التاریخ ہے (حاجی خلیفہ)

[2] ابو بکر محمد بصرہ کے رہنے والے تھے ۳۳ھ مطابق ۶۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ خلیفہ عثمان کے انتقال سے دو سال پہلے اور ۱۱۰ھ مطابق ۷۲۹ء میں بصرہ میں انتقال کر گئے خیاطی کا پیشہ کیا کرتے تھے اور ابو ہریرہ وغیرہ سے جو حدیثیں مروی ہیں وہ بتلایا کرتے تھے تعبیر خواب بتلانے میں نہایت مشاق تھے (ابن خل)

[3] عتیق کے معنی قدیم اور شریف کے بھی ہیں۔

Marfat.com

الیسی شئے نہ تھی کہ جو معیوب کہی گئی ہو۔ اور کہا گیا ہے کہ پہلے یہ نام رکھا گیا ہے پھر عبداللہ نام سے موسوم ہوئے۔ الطبرانی۔ القاسم بن محمد سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابو بکرؓ کے نام کے بارہ میں پوچھا۔ عائشہؓ نے جواب دیا۔ عبداللہ۔ اُس نے کہا کہ لوگ تو انہیں عتیق کہتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ابو قحافہ کے تین لڑکے تھے جن کا اُس نے عتیق۔ معتق اور معیتق نام رکھا تھا۔

ابن منده اور ابن عساکر موسیٰ بن طلحہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ اُس نے کہا۔ کہ میں نے اپنے باپ طلحہ سے پوچھا کہ "ابو بکرؓ کا نام عتیق کیوں تھا؟" انہوں نے جواب دیا۔ کہ ان کی ماں کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ جب یہ پیدا ہوئے تو وہ اُن کو لیکر خانہ کعبہ میں گئی اور کہا "اے خدا اگر یہ موت سے آزاد ہے۔ تو اس کو مجھے عطا فرما" الطبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ آپ کو عتیق کہا جاتا تھا کیونکہ آپ قبول صورت تھے۔ اور ابن عساکر عائشہ سے کہ انہوں نے فرمایا "ابو بکرؓ کا نام جس سے اُن کے گھرانے والے بلاتے تھے عبداللہ تھا لیکن عتیق زیادہ مشہور ہو گیا۔" اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ "لیکن رسول اللہ نے آپ کا نام عتیق رکھا تھا۔

ابو یعلیٰ نے اپنی مسند اور اسی طرح ابن سعد اور الحاکم نے۔ اور اس کی تصحیح حضرت عائشہ رضؓ سے کی ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ "خدا کی قسم ایک دن میں اپنے گھر میں تھی اور رسول خدا مع اپنے صحابیوں کے صحن میں تھے اور میرے اور آپ کے درمیان پردہ پڑا ہوا تھا۔ کہ اتنے میں ابو بکرؓ آ گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی دوزخ کی آگ سے آزاد

---

۱ ابو بکر کے پوتے اور مخصوص تابعیوں میں سے ہیں۔ نیز مدینہ کے سات مشہور قوانین میں سے ایک یہ بھی ہیں (ابن خل)

۲ ابو عبداللہ بن منده ایک مشہور محدث حافظ اور جلیل القدر راوی ہیں۔ اصفہان کی تاریخ لکھی ہے۔ سنہ ۳۰۱ھ مطابق ۱۰۱۲ء میں انتقال کر گئے (ابن خل)

۳ حافظ ابو یعلیٰ احمد ایک مسند کے لکھنے والے ہیں اور علم عرفان پر بھی کتابیں لکھی ہیں۔ موصل میں ۲۱۰ھ مطابق ۸۲۶ء میں پیدا ہوئے اور ۳۰۷ھ مطابق ۹۱۹ء کے انتقال فرما گئے (ابن خل)

Marfat.com

شخص کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکرؓ کو دیکھ لے" اور بیشک آپکا نام جس سے آپ کے گھر والے پکارتے تھے عبد اللہ تھا۔ لیکن العتیق کا نام اُس پر غالب آگیا" اور الترمذی اور الحاکم عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور آپ نے فرمایا "اے ابو بکرؓ تجھکو خدا نے نار دوزخ سے آزاد کیا ہے" اور اسی دن سے آپ کا نام عتیق ہوا ہے۔ البزار اور الطبرانی جید سند سے عبد اللہ ابن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ کا نام عبد اللہ تھا۔ اور رسول خداؐ نے اُن سے فرمایا۔ تو اللہ کی طرف سے نار دوزخ سے آزاد کیا گیا ہے" اس طرح آپ کا نام عتیق ہوا۔

اور الصدیق کے متعلق کہا گیا ہے کہ ایام جاہلیت میں آپ اس نام سے پکارے جاتے تھے کیونکہ آپ سچائی سے محبت رکھنے میں ممتاز تھے۔ اسے ابن مسدی[1] نے ذکر کیا ہے۔ اور اسلئے بھی کہ آپ رسول اللہؐ کے فرمانے کی تصدیق جلدی کیا کرتے تھے۔

ابن اسحاق[2] بروایت حسن بصری[3] نقل کرتے ہیں۔ اور قتادہ[4] کہ اس سے آپ کی شہرت

---

[1] بعض کتابوں میں ابن مساوی ہے۔ یہ خلیفہ المامون کے وزیر تھے اور نہایت فصیح و بلیغ مصنف۔ مگر ابن خلکان نے انکا محدث ہونا نہیں بیان کیا ہے [2] محمد بن اسحٰق بن یسار قیس ابن مخرم کے غلام تھے۔ یسار کسی زمانہ میں عین التمر کے قیدیوں میں سے تھے جو خالد ابن ولید نے ابو بکر کے پاس مدینہ میں بھیجے تھے۔ علمار کا اس امر پر اتفاق کہ یہ حدیث اور اپنی تصنیف المغازی والسیر میں جو نہایت اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے بہت بڑی سند ہیں۔ یہ خلیفہ ابو الجعفر المنصور کے پاس حرامین گئے اور اپنی کتاب مغازی تحریر میں اُس کے پیش نظر کی تاکہ وہ استعمال میں رکھے کوفہ کے لوگوں نے اسے اس کتاب کی تشریح بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ بغداد میں ۱۵۱ھ مطابق ۷۶۸ء میں انتقال کر گئے۔ ابن خل۔ [3] ابو سعید حسن بصری نہایت جلیل القدر تابعیوں میں سے ہیں انکی ماں ام سلمہ زوجہ رسول اللہ کی لونڈی تھیں آپ مدینہ میں حضرت عمرؓ کے انتقال کے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور بصرہ میں ۱۱۰ھ مطابق ۷۲۸ء میں انتقال کر گئے۔ ابن خل۔ [4] قتادہ بن دعامہ السدوسی بصرہ کے باشندہ اور تابعی تھے اور نابینا پیدا ہوئے تھے لیکن بہت بڑے عالم معاملات تاریخی نسب نامہ اور شاعری میں بنی امیہ ان سے بہت تحقیقات کرتے رہتے تھے۔ ۶۰ھ مطابق ۶۷۹ء میں پیدا ہوئے اور واسط میں ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۵ء میں انتقال فرما گئے۔

Marfat.com

شب معراج کی صبح سے ہوئی۔ الحاکم اپنی مستدرک میں بروایت عائشہؓ بیان کرتے ہیں اپنے فرمایا کہ مشرک ابو بکرؓ کے پاس گئے۔ اور کہا۔ تو اپنے ساتھی کے بارے میں کیا خیال کرتا ہے جو کہتا ہے کہ وہ رات کو یروشلم میں پہنچا یا گیا؟" انھوں نے جواب دیا کہ "کیا وہ یہ فرماتے ہیں؟" انہوں نے کہا "ہاں" تب آپ نے کہا "درحقیقت آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ میں اس سے بھی زیادہ تصدیق کو تیار ہوں۔ اگر آپ آسمان کی بھی خبر دیتے۔ کہ صبح کو جانا اور شام کو آنا" اس لئے آپ کا لقب صدیق رکھا گیا۔ اس کی اسناد جید ہیں۔

اور یہی بات انسؓ اور ابی ہریرہؓ سے مروی حدیثوں میں بھی ہے۔ ان دونوں کی سند ابن عساکر اور ام ہانی نے کی ہے۔ اسے طبرانی نے نقل کیا ہے۔

سعید ابن منصور نے اپنی سنن میں کہا ہے۔ کہ ہم سے ابی ہریرہؓ کے غلام ابی وہب نے بیان کیا کہ جب رسول اللہؐ شب معراج سے واپس آئے۔ تو ذی طویٰ میں آئے اور کہا "اے جبرئیلؑ درحقیقت میری لوگ تصدیق نہ کرینگے" انہوں نے کہا "آپ کی تصدیق ابو بکرؓ کرینگے وہ صدیق ہیں" طبرانی نے اپنی اوسط میں ابی وہب سے وہ روایت کرتے ہیں ابی ہریرہؓ سے اسے اصولاً نقل کیا ہے۔

الحاکم نے اپنی مستدرک میں نزال بن سمرہ سے نقل کیا ہے۔ کہ اس نے ہم سے کہا "میں نے علیؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین مجھے ابو بکرؓ کے بارہ میں بتلایئے" انھوں نے جواب دیا کہ "خداوند تعالیٰ نے اس شخص کا نام صدیق رکھا ہے۔ اور جبرئیلؑ اور رسول اللہ کی زبان سے بھی کہلوایا ہے۔ رسول اللہ کے نماز میں خلیفہ تھے۔ انھوں نے ہمارے دینی معاملات کے لئے اُن کو منتخب کیا۔ ہم نے انھیں اپنے دنیاوی معاملات کیلئے منتخب کر لیا اس کی سندیں جید ہیں اور دار قطنی اور حاکم نے ابو یحیٰی سے نقل کی ہے

مکہ کے پاس ایک آبادی ہے۔ مگر وہ گھاٹی نہ سمجھ لینا چاہیے۔ جہاں حضرت موسیٰؑ نے جلتی ہوئی آگ دیکھی تھی۔ (معجم البلدان)

Marfat.com

ابو یحییٰ کہتے ہیں کہ یہ شمار سے باہر ہے کہ میں نے کتنی ہی مرتبہ علیؑ کو ممبر پر کہتے ہوئے سُنا کہ خدا نے ابو بکر کا نام الصدیق نبی کی زبان پر رکھا۔" اور الطبرانی نے بہت اچھی سند صحیح سے حکیم بن سعد سے نقل کی ہے کہ میں نے علیؑ کو قسم کھا کر یہ کہتے ہوئے سُنا کہ "بیشک خداوند تعالیٰ نے آسمان سے ابوبکرؓ کا نام الصدیق نازل کیا ہے"

جنگ احد سے متعلق حدیث میں ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ تم اطمینان رکھو کیونکہ بیشک۔ تم میں نبی۔ صدیق اور شہید ہیں۔

ابو بکر کی والدہ آپ کے والد کے چچا کی بیٹی تھیں اُن کا نام سلمہ بنت صخر بن عامر بن کعب۔ اور کنیت ام الخیر کی تھی۔

فصل

آپ کی ولادت اور پرورش کی جگہ میں

آپ رسول اللہ کی ولادت سے دو سال اور کچھ ماہ کے بعد پیدا ہوئے۔ کیونکہ جب آپ کا در رسول اللہ کا، انتقال ہوا تو آپ کی رر رسول اللہؐ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ جو کچھ خلیفہ ابن الخیاط[1] نے بروایت یزید ابن الاصم نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا کہ "اے ابو بکر در حقیقت ہم بڑے ہیں یا تم" ابو بکر نے جواب دیا "آپ بڑے ہیں" لیکن میں عمر میں زیادہ ہوں" یہ حدیث مرسل اور غریب ہے اور اس کا راوی صرف ایک ہی ہے۔ اور نہایت مشہور بدنام ہے اور صرف حضرت عباسؓ نے اسے صحیح کہا ہے۔ آپ کے نشو و نما پانیکی جگہ مکہ تھی اور

[1] بعض کتابوں میں ابو الحما ہے۔ ابن حجر نے اس نام کے گیارہ شخص بتائے ہیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے۔
[2] ان کا نام ابو عمر اور لقب شباب تھا بصرہ کے رہنے والے اور طبقات کے مصنف ہیں حافظ تھے اور علم تاریخ میں بڑے ماہر امام بخاری ان سے احادیث روایت کرتے ہیں ۲۴۰ھ میں انتقال کر گئے (ابن حنبل)

اسے آپنے ماسوا تجارت کے کبھی نہ چھوڑا۔ اپنے قبیلہ میں آپ بہت مالدار سخی صاحب مروت اور احسان تھے۔ جیسا کہ ابن دغنہ کہتے ہیں کہ "درحقیقت آپ صلہ رحم کرتے ہیں اور جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ سچ فرماتے ہیں۔ گم شدہ کو تلاش کرتے ہیں۔ اور زمانہ کی تکالیف پر آپ مدد دیتے ہیں اور نوواردوں کی خاطر و تواضع کرتے ہیں"۔ النووی کہتے ہیں کہ آپ ایام جاہلیت میں رئیس قبیلہ قریش اور اُن کے مشیر تھے اُن کے بہت محبوب اور اُن کے معاملات سے خوب واقف۔ پس جبکہ اسلام کا زمانہ آیا آپنے تمام چیزوں پر اسی کو پسند فرمایا۔ اور اُس میں ایسے داخل ہوئے کہ اُسی کے ہو رہے۔

ابن زبیر بن بکار اور ابن عساکر نے بروایت معروف بن خربوز لکھا ہے کہ کہ ابوبکر صدیق اُن قریش کے گیارہ آدمیوں میں سے تھے جن کو جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں شرف حاصل تھا۔ کیونکہ خونبہا اور جرمانوں کے مقدمات آپ ہی طے فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ اس وجہ سے تھا کہ قریش میں کوئی شخص بمنزلہ بادشاہ کے نہ تھا جس پر تمام معاملات رجوع کئے جاتے۔ بلکہ ہر قبیلہ کے رئیس نے علیحدہ علیحدہ کام سنبھالے ہوئے تھے۔ پس بنی ہاشم میں لوگوں کو پانی پلانا (سقایہ) اور مدد کرنا (رفادہ)[1] تھا اور اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اُن میں سے ماسوا اپنے کھانے پینے کے نہ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا۔ اور بنو عبد الدار میں حجابۃ کعبہ علم برداری اور شوری کا مقرر کرنا تھا یعنی خانہ کعبہ میں بغیر انکی اجازت کے کوئی نہ داخل ہو سکتا تھا اور تا وقتیکہ

---

[1] رفادہ ایک قسم کا چندہ تھا جو ایام جاہلیت میں قریش زائرین کے لئے سامان خریدنے کے لئے کیا کرتے تھے خصوصاً گیہوں کشمش یا منقہ ایک قسم کی شراب بنانے کے لئے جس میں نشہ کم ہوتا ہے اور شرعاً بھی حلال ہے جسے نبیذ کہتے ہیں۔ یہ چندہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق دیتا تھا اور اس طرح زائرین کے جمع ہونے کے دن ایک بہت بڑی رقم جمع ہو جاتی تھی۔ اور ایام زیارت ختم ہونے تک زائرین کو خوب کھلایا کرتے تھے پس رفادہ کو کھانا دینا ہوا اور سقایہ یہ پینے کی چیزیں پینے کے لئے بہم پہنچانا ہے (ابن خلدون مترجمہ لین Lane)

Marfat.com

قریش میں سے بنو عبد الدار علم جنگ نہ اٹھائیں جنگ نہ ہو سکتی تھی۔ اور تا وقتیکہ وہ جمع ہو جائیں کسی کا تقرر یا علیحدگی نہ ہو سکتی تھی۔ وہ ماسوا محل شوریٰ کے اور کسی جگہ جمع ہوتے تھے۔ اور کوئی امر نہ نافذ ہوتا تھا۔ صرف ان تمام باتوں کا کرنا بنی عبد الدار ہی پر موقوف تھا

ابو بکرؓ ایام جاہلیت میں پارساترین شخص تھے۔ ابن عساکر نے بسند صحیح اسے عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہتی ہیں کہ "خدا کی قسم ابو بکرؓ نے ایام جاہلیت میں کبھی (ربانی) شعر گوئی[1] نہ کی۔ نہ ایام جاہلیت ہی میں اور نہ اسلام ہی میں۔ اور درحقیقت وہ اور عثمانؓ ابن بکر تھے جو ایام جاہلیت میں بھی شراب نوشی سے پرہیز کرتے تھے"

اور ابو نعیم بھی بسند جید عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ "بیشک ابو بکر صدیق نے ایام جاہلیت میں بھی شراب نوشی سے پرہیز کیا تھا" اور ابن عساکر عبد اللہ ابن الزبیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ "ابو بکرؓ نے کبھی ایک شعر بھی نہیں کہا" پھر ابن عساکر بروایت ابی العالیۃ الریاحی نقل کرتے ہیں کہ ابی العالیۃ الریاحی نے کہا کہ "اُن سے ابو بکر صدیقؓ کے بارہ میں ایک رسول اللہؐ کے صحابہ کے مجمع میں سوال کیا گیا کہ کیا انہوں نے ایام جاہلیۃ میں شراب پی ہے؟" انہوں نے جواب دیا "خدا کی پناہ" صحابہ نے کہا "کیوں نہ پی؟" انھوں نے جواب دیا کہ "آپنے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے بدن میں بدبو آئے اور مروت زائل ہو جائے۔ بیشک شراب پینے

---

[1] اگرچہ قرآن صراحتاً شعر گوئی کی ممانعت نہیں کرتا لیکن ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ (نہ ہی اُن کو (محمدؐ کو) شعر گوئی کا ہنر سکھلایا اور نہ اُن کیلئے قرین مصلحت ہی تھا) سے شعر گوئی کو فضول سا ضرور سمجھا گیا ہے (سورہ یٰس رکوع چہارم) یہ جواب درحقیقت ان منکرین کا تھا جو قرآن پر یہ الزام رکھتے تھے کہ یہ محمدؐ کی تصنیف ہے اور صرف نظموں کا ایک دیوان ہے۔ دوسری جگہ قرآن میں اس کے متعلق ذکر ہے الشعراء یتبعھم الغاوون (شعراء کی تقلید کرنے والے غلط کردار اور بہکے ہوئے ہیں) (سورہ شعراء رکوع دہم) لیکن علماء اس امر پر متفق ہیں کہ اخلاقی اور مذہبی نظم جائز ہے۔ کچھ اشعار امام شافعی پر محمول کئے گئے ہیں جن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسکے ماننے والوں میں سے نہ تھے جنہوں نے شعر گوئی کو ناجائز قرار دیا ہے اور یہی بات غالب ہے (بقیہ)

Marfat.com

سے بدبو آنے لگتی ہے اور بے مروت ہو جاتا ہے۔ کہا "پس اس اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے اور آپ نے فرمایا "ابو بکرؓ نے سچ کہا! ابو بکرؓ نے سچ کہا!! یہ حدیث مرسل اور غریب سند بلحاظ راوی اور متن ہر دو کے ہے۔

فصل

آپ کے ظاہر کے متعلق

ابن سعید عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اُن سے کہا "مجھے ابو بکرؓ کا حلیہ بتاؤ" عائشہؓ نے جواب دیا۔ آپ کا رنگ گورا تھا۔ بدن چھریرا چپٹے اور جھکے ہوئے گال تھے۔ اپنا پائجامہ نہ سنبھال سکتے تھے ہمیشہ نیچے کو کھسک جاتا تھا۔ منہ پر پسینہ رہا کرتا تھا۔ آنکھیں جھکی رہتی تھیں۔ پیشانی اونچی تھی انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔ یہ اُن کا حلیہ ہے" اور عائشہؓ ہی سے یہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ "ابو بکرؓ حنا اور کتم[1] سے خضاب کیا کرتے تھے" اور بروایت انسؓ[2] کہ جب رسول خدا مدینہ تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ سوا ابو بکر صدیقؓ کے کوئی کھچڑی بال والا نہ تھا۔ اور آپ نے انہیں حنا اور کتم سے رنگا ہوا تھا۔

فصل

اُن کے اسلام لانے میں

الترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بروایت ابو سعید الخدری[3] نقل کیا ہے کہ ابو بکرؓ

---

[1] کتم صنوبر کے ساتھ ملا کر خضاب میں کام میں لایا جاتا ہے۔ [2] ابو صلیب انس ابن انس۔ بنو نجار کے قبیلہ کے اشخاص میں سے تھے نیز آپ رسول اللہ کے صحابہ میں سے تھے اور آپ کی طرف سے جنگ بدر میں لڑے تھے (ابن خلدون)
[3] ابو سعید سعد ابن ملک قبیلہ خدری میں سے تھے آپ رسول اللہ کے صحابی ہیں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴ پر دیکھئے)

نے فرمایا "کیا میں لوگوں میں سب سے زیادہ اس کا مستحق نہیں ہوں؟" یعنی خلافت کا۔ "کیا میں اسلام لانے والوں میں پہلا نہیں ہوں؟ کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے ایسا کیا؟ کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے اور ایسا کیا؟" اور ابن عساکر ایک طریقہ سے حارث سے اور وہ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں۔ نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا "پہلے لوگوں میں اسلام لانے والے ابوبکرؓ ہیں۔" اور خیثمہ بسند صحیح زید ابن ارقم سے نقل کرتے ہیں کہ "پہلا شخص جس نے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی ابوبکر صدیقؓ ہیں۔" اور ابن سعد ابن اروی دوسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ "پہلا شخص جو اسلام لایا ابوبکر صدیقؓ ہیں۔" اور الطبرانی نے اپنی کبیر اور عبداللہ بن احمد نے اپنی زوائد الزہد میں بروایت الشعبی نقل کیا ہے۔ کہ الشعبی نے کہا "میں نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ پہلا اسلام لانے والا کون شخص تھا؟" انہوں نے جواب دیا "ابوبکر صدیقؓ کیا تم نے حسان کا قول نہیں سنا ہو جہاں پر وہ کہتا ہے۔ اشعار

جب تو اپنے وفادار بھائی میں سے کسی شخص کے اندوہ کو یاد کرے تو اپنے بھائی ابوبکر کو بھی مع اس کے کارناموں کے یاد کر۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) اور میسرہ ودرجے کے انصار تیرہ سال کی عمر تھی کہ اپنے باپ کے ساتھ جنگ احد میں شریک ہوئے باپ کا انتقال اسی جنگ میں ہو گیا پھر آپ بارہ غزووں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک رہے ۷۴ھ مطابق ۶۹۳ء میں مدینہ میں انتقال ہوا (ابن خل) لحاشیہ صفحہ ۴۴) ۱ خیثمہ بن زہیر نسا کے ایک مشہور بڑے محدث ہیں بغداد میں بود و باش اختیار کر لی تھی ۲۳۴ھ مطابق ۸۴۹ھ میں انتقال کر گئے (ابن خل)، ۲ صحابہ میں سے ہیں رسول اللہ کے ساتھ ۱۱ غزووں میں شریک رہے کوفہ میں بود و باش اختیار کر لی تھی ۵۶ھ یا بعض کے مطابق ۶۸ھ میں انتقال فرمایا (النووی) ۳ ابوعمرو عامر قبیلہ حمیر یمن سے تھے اور قبیلہ ہمدان کے ممبر شمار کیے جاتے تھے جس کی شعب ایک شاخ ہے تابعین میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اور اپنے علم کے لحاظ سے ممتاز تھے تقریباً ۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳ھ مطابق ۷۲۱ء میں انتقال کر گئے (ابن خل) ۴ حسان بن ثابت ان شعرا میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ کی حمایت کی ان کا لڑکا عبدالرحمٰن معاویہ کے دربار میں تھا اور اس نے خلیفہ کی دختر کے متعلق تعریفانہ اشعار کہا کرتا تھا (ابن خل) اس نے جو رسول اللہ کی وفات پر مرثیہ کہا ہے اس کے لئے ویل لیبان محمد (Weil - Leben Mohammad.) صفحہ ۳۰۶ جلد دوم دیکھو

Marfat.com

تمام لوگوں میں بہترین۔ متقی ترین۔ اور عادل ترین ہو

رسول اللہ کو محفوظ رکھنے اور بچانے والے اور اپنے مختارات کو پورا کرنے والے ہو

اور دوسرے ساتھ جانے والے اس مقام پر جہاں کی گواہی دی جا چکی ہے ہو

اور سب سے پہلے اُن لوگوں میں سے جنھوں نے رسول اللہ کی تصدیق کی ہو"

ابو نعیم فرات ابن السائب سے نقل کرتے ہیں کہ اُس نے کہا۔ میں نے میمون ابن مہران سے دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک علیؓ افضل ترین ہیں یا ابو بکرؓ یا عمرؓ؟" وہ ایسے تھرتھرائے کہ اُن کے ہاتھ سے لاٹھی گر گئی پھر جواب دیا۔ میں نے کبھی خیال کیا تھا کہ مجھے اس وقت بھی زندہ رہنا پڑے گا جبکہ ان دو کی کسی کے ساتھ مطابقت کی جائیگی اللہ تعالیٰ ہی اُن کی نیک کارگذاریوں کا بدلہ دینے والا ہے۔ وہ دونوں اسلام میں سردار ہیں" میں نے کہا کہ "کون پہلے اسلام میں داخل ہوا ابو بکرؓ یا علیؓ؟" اُنہوں نے جواب دیا۔ خدا کی قسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ابو بکرؓ تو بحیرؔا راہب ہی کے زمانہ میں ایمان لے آئے تھے جبکہ وہ اُس سے ملے تھے" اور اُن کے اور خدیجہؓ کے بارہ میں (پہلے ایمان لانے میں) اختلاف کیا گیا ہے جب انہوں نے رسول اللہ سے اپنی شادی کی[3] اور یہ سب علیؓ کے پیدا ہونے سے پہلے تھا۔ اور بیشک یہ کہا گیا

---

[1] ثانی اثنین اذھما فی الغار سے مراد ابو بکرؓ ہیں۔ قرآن سورۃ التوبہ رکوع ۵ [2] ابن حجر کہتا ہے کہ محمد صلعم ایک درخت (It was Lote Tree) کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور اُس وقت ابو بکرؓ بحیرو سے گفتگو فرما رہے تھے۔ بحیرو نے ابو بکرؓ سے دریافت کیا کہ وہاں کون شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے کہا کہ "وہ محمدؐ ابن عبداللہ تھے" پھر بحیرہ نے کہا "خدا کی قسم یہ پیغمبر ہے۔ کیونکہ کسی نے عیسےٰؑ ابن مریم کے بعد سے اب تک اس درخت کے نیچے آرام نہ فرمایا! اس بات کا اثر ابو بکرؓ پر ہوا اور اسی وجہ سے آپ جلد مشرف باسلام ہوئے ساتھ ہی یہ بتلا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابن حجر نے بحث کر کے اس امر کو غلط ثابت کیا ہے جو ابن اثیر نے کہا اور ڈاکٹر اسپرنگر Dr. Springer نے اختیار کر لیا ہے کہ یہ وہی بحیرو تھا جو عباسی نبیؐ کے بادشاہ کی طرف سے وفد میں اس واقعہ کے چالیس سال بعد آیا تھا۔

[3] اسی موضع پر ربیعہ کی مدد سے جیسا کہ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

کہ صحابہ اور تابعین میں سے جو لوگ ایمان لائے اُن میں سے یہ پہلے ہیں اور آپ کے ماسوا بھی یہی کہتے ہیں بلکہ عام دعویٰ بھی ہے کہ پہلے آپ ایمان لائے اور پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے شخص علیؓ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ لیکن تمام اقوال پر اجماع یہ ہے کہ مردوں میں سے پہلے اسلام لانے والے ابوبکرؓ ہیں اور علیؓ لڑکوں میں سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور خدیجہؓ عورتوں میں سے پہلے اسلام لانے والی ہیں۔ پہلا شخص جس نے اس اجماع کا ذکر کیا ہے ابو حنیفہ ہیں جنسے نعمان نے نقل کیا ہے۔

ابن ابی شیبہؒ[1] اور ابن عساکر بروایت سالمؒ بن ابی جعد نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے محمد بن حنیفہ نے سوال کیا کہ "کیا ابوبکرؓ پہلے شخص اسلام لانے والے تھے؟" انہوں نے جواب دیا "نہیں" میں نے کہا "پھر کس وجہ سے ابوبکرؓ کو برتری ہوئی اور سبقت لے گئے یہانتک کہ کوئی شخص ماسوا ابوبکر کے کسی کا ذکر نہ کرتا تھا انہوں نے جواب دیا" اس وجہ سے کہ وہ اُن سب میں اسلام میں افضل تھے آپ اسلام لانے کے بعد اس حد تک پہنچے کہ خدارس ہو گئے" اور ابن عساکر بسند جید محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ[2] سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سعد سے کہا کہ "کیا ابوبکر صدیقؓ آپ میں پہلے اسلام لانے والے تھے؟" انہوں نے کہا "نہیں اُن سے پہلے پانچ آدمیوں سے زیادہ اسلام لا چکے تھے مگر وہ ہم سب میں اسلام میں بہترین تھے"

---

[1] حافظ عثمان کوفہ کے باشندے تھے ۲۳۵ھ مطابق ۸۴۹ء میں انتقال فرما گئے۔ انھوں نے قرآن کی ایک تفسیر لکھی ہے اور ایک کتاب میں حدیثیں جمع کی ہیں کہا جاتا ہے کہ اُن کے درس حدیث میں ۳۰۰۰ طلبا سماعت فرماتے تھے (ابن خل)

[2] ابو اسحاق سعد ابن ابی وقاص۔ عبد مناف کی اولاد میں سے تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ قبول اسلام میں تیسرے شخص ہیں اور اس قبول اسلام کے وقت آپ کی عمر ۱۹ سال کی تھی رسول اللہ کی تمام جنگوں میں لڑے تا آپ نے ۵۰ تا ۵۸ ہجری کے درمیان انتقال فرمایا (ابن خل)

ابن کثیر کہتا ہے کہ "یہ بالکل ظاہر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سب سے پہلے ایمان لائے۔ ایک تو اُن کی زوجہ خدیجہ۔ اُن کا غلام زید۔ اور زوجہ زید ام ایمن۔ اور علی۔ اور ورقہ۔ فقط۔ ابن عساکر بروایت عیسیٰ بن یزید کہتا ہے۔ کہ ابو بکرؓ نے فرمایا "ہم کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاں پر کہ زید ابن عمرو بن نفیل کھڑا ہوا تھا پس امیہ بن ابی الصلت[1] گذرا اور اُس نے کہا۔ "اے خیر کے متلاشی تمہارا مزاج کیسا ہے؟ کہا "اچھا" پھر کہا کیا تم نے کچھ پایا" اُس نے جواب دیا "نہیں" پس پھر کہا:۔

شعر

خدا ہر ایک دین کی قیامت میں ؛ حفاظت کریگا جس کی بنیاد اُس نے سچائی پر ڈالی ہے اور اُسکے ماسوا برباد ہو جائے گا" لیکن اُن نبی کے متعلق جن کے بارہ میں انتظار کیا جا رہا ہے کیا وہ ہم میں سے ہوں گے یا تم میں سے؟" ابو بکرؓ نے فرمایا کہ "میں نے تو کبھی کسی نبی موعود کے مبعوث ہونے کے متعلق نہیں سُنا" پس میں ورقہ بن نوفل[2] کے پاس چلا گیا یہ شخص اکثر آسمان کو تکتا رہتا تھا۔ اور اس کے سینے سے ایک طرح کی آواز (جس طرح گدھے کے پیٹ سے نکلتی ہے) نکلتی رہتی تھی۔ پس میں نے اسے ٹھیرایا اور اُس سے اپنی اور امیہ کی گفتگو بیان کی۔ اُس نے جواب دیا۔ "ہاں اے میرے بھائی کے لڑکے میں اہل کتب اور علموں کا جاننے

---

[1] یہ قبیلہ ثقیف کے کچھ معزز شعراء میں سے تھا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ حق کی چھان بین میں لگے رہتے تھے۔ لیکن تحقیق حق کے بعد اُس کا اختیار کرنا اسے بہت عجیب معلوم ہوتا تھا۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے اشعار صداقت اور حق سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل میں ایمان نہیں رکھتا۔ اس میں شک ہے کہ یہ مسلمان ہوا تھا یا نہیں لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ صحابی تھا رسول اللہ کو نہ ماننے کے بارہ میں اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ اس نے ایک مرتبہ اپنے قبیلہ میں کہا تھا کہ جو آنے والے پیغمبر ہیں یہ بھی ویسے ہی ہیں

[2] رسول اللہ کے بھتیجے ہیں کہا جاتا ہے کہ مسیحی ہو گئے تھے اور انجیل سے واقف تھے۔ نیز اناجیل متفقہ کی عبرانی یا سریانی میں نقل بھی کی تھی (میور جلد دوم صفحہ ۱۵)

Marfat.com

والا ہوں۔ جانتا ہوں کہ یہ نبی جن کا لوگ انتظار کرتے ہیں۔ اہل عرب کے شریف ترین خاندان سے ہوں گے۔ اسی طرح میں نسب نامہ کا بھی خوب واقف کار ہوں اور تمہارا قبیلہ تمام اہل عرب میں شریف ترین ہے۔" میں نے کہا، "اے چچا وہ نبی کہیں گے کیا؟"۔ اُس نے جواب دیا وہ وہی کہیں گے جو اُن سے کہا گیا ہے اور یہ بھی جان لو کہ نہ تو وہ ظلم کرینگے اور نہ اُن پر ظلم کیا جائیگا۔ اور نہ اس بات کے خواہشمند ہوں کے کہ تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرو۔" اس لئے جب پیغمبر خدا مبعوث ہوئے ہم اُن پر ایمان لائے اور اُن کی تصدیق کی۔"

ابن اسحاق کہتا ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحصین التیمی سے سُنا ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا: "میں نے جب کسی کو دین برحق کی دعوت دی۔ اُس میں رکاوٹ کراہیت اور تردد پیدا ہوا ماسوا ابوبکرؓ کے جب میں نے اسے دعوت دی اُس نے اُسے قبول کرنے میں بالکل توقف نہ کیا۔ اور کوئی تردد عمل میں نہ لایا۔" البیہقی کہتے ہیں کہ یہ صورت اسلئے پیدا ہوئی کہ ابوبکرؓ دلائل اور آثار بعثت رسول اللہؐ پہلے تحقیق کر چکے تھے۔ اسلئے جب رسول اللہ نے دعوت اسلام دی انہوں نے غور کر کے اور دیکھکر اُسے فوراً قبول کر لیا۔" پھر بروایت میسرہ[1] نقل کرتا ہے کہ "جب رسولِ خدا آگے چلے جاتے تو سُنا کرتے کہ انہیں کوئی پکار رہا ہے "اے محمدؐ" اور جب وہ آواز سُنتے تو وہ بھاگ جاتا یہ بات انہوں نے پوشیدگی میں ابوبکرؓ سے کہی جو ایام جاہلیت میں اُن کے دوست صادق تھے۔"

ابو نعیم اور ابن عساکر بروایت ابن عباس نقل کرتے ہیں۔ کہ رسولِ خدا نے فرمایا "میں نے کسی کو دعوت اسلام نہیں دی کہ اُس نے انکار اور میرے الفاظ کو رد نہ کیا ہو۔ مگر ابن ابی قحافہ نے۔ اور بیشک جب میں نے کسی شے کے بارہ میں اُس سے

---

[1] العباس ابن عبدالمطلب کے آزاد غلام تھے۔ (ابن حجر)

Marfat.com

کہا اُس نے قبول کر لیا اور اس پر قائم رہا"

اور ابن البخاری نے ابوالدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے "کیا تم میرے لئے میرے پاس کوئی ساتھی چھوڑ رہے ہو؟ کہا کہ "اے لوگو! میں تم سب کے لئے رسول اللہ ہوں۔ تم سب نے تو مجھ سے کہا کہ "تو جھوٹ بولتا ہے"۔ لیکن ابوبکرؓ نے کہا "تو نے سچ کہا ہے"

فصل

اُن کی صحبت اور مشاہدوں میں (جو انہوں نے رسول اللہ میں دیکھے) ہیں

علماء نے کہا ہے کہ ابوبکرؓ اسلام قبول کرنے کے وقت سے آپ کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے اور آپ سے کبھی نہ جدا ہوئے نہ سفر کے وقت نہ حضر کے وقت۔ اس کے سوا کہ آپ کو حج کیلئے یا جنگ کیلئے اجازت دیجاتی۔ اور رسول اللہ کے ساتھ تمام واقعات کو اپنی نظر سے دیکھا ہے۔ اور ہجرت میں بھی ساتھ دیا اور اپنے بال بچوں اور اولاد کو خدا اور اُس کے رسولؐ کی خوشنودی کے لئے ترک کر دیا۔ اور غار میں بھی آپ ساتھی تھے خدا نے اُن کے بارہ میں کہا ہے وثانی اثنین اذھما فی الغار (جب وہ دونوں غار میں تھے تو وہ دو میں سے دوسرے تھے) جب پیغمبر خدا نے اپنے ساتھی سے کہا تھا لاتحزن ان اللہ معنا" (غمگین مت ہو ہمارے ساتھ خدا ہے) اور دوسرے موقعوں پر بھی پیغمبر خدا کی آپ نے مدد فرمائی۔ خدمات اور جنگوں میں بڑے کارنمایاں کئے۔ یوم احد اور حنین میں بڑی ثابت قدمی دکھلائی جبکہ لوگ بھاگ گئے تھے۔ جیسا کہ قریب ہی آپ کی شجاعت کی فصل میں آئیگا۔

---

۱ "رسول اللہ کے صحابہ میں سے ہیں اس قول کے متعلق خاص باتیں صحیح بخاری جلد چہارم کتاب المناقب میں ملیں گی"

Marfat.com

ابن عساکر بروایت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں۔ کہ فرشتوں نے یوم بدر میں حصہ لیا تھا اور انہوں نے کہا تم صدیق کو رسول خدا کے ساتھ سایہ فگن میں نہیں دیکھتے؟" اور ابو یعلی اور الحاکم اور احمد بروایت علیؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا نے اور ابوبکر کو جنگ بدر کے دن کہا" دو تم میں سے ایک کے ساتھ جبرئیلؑ ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیلؑ اور ابن عساکر نے ابن سیرین سے نقل کی ہے۔ کہ عبدالرحمن بن ابی بکر یوم بدر کے دن مشرکین کے ساتھ تھے پھر جب آپ اسلام لائے آپ نے باپ سے کہا۔ کہ بدر کے دن کئی مرتبہ آپ میرے تیر کی زد میں آگئے لیکن میں نے آپ سے تیر پھیر لیا اور آپ کو قتل نہ کیا۔ پس ابوبکرؓ نے فرمایا " لیکن تیرے بارہ میں اگر تو میرے تیر کی زد میں آجاتا میں تجھ سے کبھی نہ تیر پھیرتا۔"

فصل

اُنکی شجاعت میں اور درحقیقت وہ تمام صحابہ میں شجاع ترین تھے

البزار حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا " میں نے لوگوں سے سوال کیا کہ " لوگوں میں زیادہ بہادر کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ ہیں " آپ نے فرمایا کہ " میں کبھی کسی سے نہیں لڑا الا اپنے برابر والے سے پس مجھے بہادر ترین لوگوں میں سے بتاؤ؟" انہوں نے جواب دیا ہم نہیں جانتے کہ وہ کون ہے؟ اپنے فرمایا کہ " ابوبکرؓ کیونکہ بیشک یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ کے لئے ایک سائبان آفتاب سے بچاؤ کے لئے بنا دیا تھا اور پھر ہم نے کہا کہ رسول اللہ کے ساتھ کون رہیگا کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین میں سے آپ پر کوئی چھاپہ مارے؟ پس خدا کی قسم ماسوا ابوبکرؓ کے ہم میں سے کوئی قریب نہ گیا۔ جو ننگی تلوار سے رسول اللہ پر سایہ

Marfat.com

کئے ہوئے تھے۔ کسی نے آپ پر حملہ نہ کیا مگر آپ اُس پر حملہ آور نہ ہوئے ہوں اس لئے آپ بہادر ترین لوگوں میں سے ہیں" علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ قریش نے آپ کو پکڑ لیا۔ ایک نے آپ کو دھکا دیدیا اور دوسرے نے اٹھاکر پھینک دیا اور کہا "تو وہی ہے جو بہت سے خداؤں کا ایک خدا بناتا ہے" پھر کہا" خدا کی قسم ہم میں سے کوئی بھی قریب نہ گیا ماسوا ابوبکرؓ کے جنھوں نے ایک کو مارا۔ ایک کو اٹھا پھینکا۔ دوسرے کو ایک کنارے دھکا دیکر کر دیا۔ اور فرمایا تم پر لعنت و پھٹکار ہے۔ تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا مالک اللہ ہے" پھر حضرت علیؓ نے چادر اٹھائی جو اوڑھے ہوئے تھے۔ اور روئے اس طرح کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی" اور فرمایا "میں تمہیں خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ آیا آلِ فرعونؔ اچھے ہیں یا ابوبکرؓ؟" لوگ خاموش تھے پھر آپ نے

بلحاظ روایت یہ شخص مصری اور فرعون کے چچا کا بیٹا تھا لیکن ایک سچا ماننے والا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ جو کچھ موسیٰ نے کیا ہے اُس کی بادشاہ کو خبر ہو گئی ہے اور بادشاہ نے حضرت موسیٰؑ کے مارے جانے کا حکم دیدیا ہے اس نے حضرت موسیٰؑ کو اطلاع دی کہ ہجرت کر کے اپنی جان بچائیں۔ یہ واقعہ قرآن سورۂ القصص اختتام رکوع دوم المومن ابتدائے رکوع چہارم پر بایں الفاظ مذکور ہے وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعی قال یا موسٰی ان الملاء یأتمرون بك لیقتلوك فاخرج انی لك لمن الناصحین ر اور ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا (اور) کہا کہ اے موسیٰ بڑے بڑے آدمی تمہارے لئے مشورہ کرتے ہیں کہ تم کو جان سے مار ڈالیں تو تم شہر سے نکل جاؤ۔ تمہارے بھلے کی کہتا ہوں، قال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینت من ربکم وان یك کاذبا فعلیہ کذبہ وان یك صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ۝ فرعون کے لوگوں میں سے ایک شخص ایماندار تھا مگر اپنے ایمان کو چھپاتا تھا یہ ماجرا سنکر بولا کیا تم صرف اتنی بات پر ایک شخص کے قتل کے درپے ہو کہ وہ خدا کو اپنا پروردگار بتاتا ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس معجزے لیکر بھی آیا ہے اور اگر (بالفرض یہ شخص) جھوٹا بھی ہو تو اُس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑیگا، اور اگر سچا ہو تو جس (عذاب کا) تم سے وعدہ کرتا ہے اُن میں سے کوئی نہ کوئی تم پر ضرور نازل ہو گا۔ بیشک جو شخص حد سے بڑھا ہوا اور جھوٹا ہو خدا اسکو نیک ہدایت نہیں کرتا

Marfat.com

فرمایا۔ کیا تم مجھے جواب نہیں دیتے ہو؟ خدا کی قسم ابوبکرؓ کا ایک گھنٹہ آل فرعون
کے ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ اُس شخص نے اپنا ایمان چھپایا اور اِس
شخص نے اپنا ایمان ظاہر کیا۔"

البخاری عروہ ابن الزبیر سے نقل کرتے ہیں کہ عروہ نے فرمایا۔ مجھے عبد
بن عمرو ابن العاص[1] نے دریافت کیا کہ "سب سے زیادہ کیا سختی تھی جو مشرکین
نے رسول اللہؐ کے ساتھ برتی؟" انہوں نے جواب دیا "میں نے عقبہ بن ابی
معیط کو پیغمبرؐ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ جو نماز پڑھ رہے تھے۔ اپنی چادر
پھندا اُن کی گردن میں ڈالا اور بہت سختی سے گردن گھونٹ دی۔ اسی وقت
ابوبکرؓ پہنچے اور اُس کو آپ کے پاس سے بھگا دیا۔ اور فرمایا تم ایسے شخص
قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور وہ درحقیقت تمہارے خد
کی طرف سے تمہارے پاس نشانیاں لیکر آیا ہے۔" اور الہیثم بن کلیب نے اپ
مسند میں ابی بکرؓ سے نقل کیا ہے کہ "یوم احد میں تمام لوگ رسول اللہؐ سے
گئے تھے۔ اور میں پہلا شخص تھا جو رسول اللہ کے پاس آیا۔" عنقریب باقی حد
جیسی کہ اُس نے اپنی مسند میں روایت کی ہے آئیگی۔ اور ابن عساکر عائشہ
روایت کرتے ہیں وہ جب رسول اللہ نے اپنے گرد اصحاب جمع کیے تو کل اڑ
شخص تھے۔ تب ابوبکرؓ نے رسول اللہ سے اصرار فرمایا کہ آپ اسلام ظاہ
فرمائیے۔" آپ نے جواب دیا "اے ابوبکرؓ ہم بہت قلیل جماعت ہیں۔" لیکن ا

---

[1] ابو محمد یا ابو عبدالرحمن صحابی ہیں النووی کہتا ہے کہ لفظ کی نیچے اُس کے رسم الخط کی وج
خراب ہوتے ہیں اگر عاصی لکھا جائے تو بہتر ہے یہ عمر میں اپنے باپ سے بارہ یا پندرہ سال چھوٹے
سامنے مشرف باسلام ہوئے اور رسول اللہ سے... احادیث سنیں عام طرح ان کا اسلام
علم مشہور تھا ان کے انتقال کی تاریخ میں اختلاف ہو بعض کو نزدیک تو ۶۵ھ ہوا اور بعض کے نزدیک

Marfat.com

رسول اللہ سے اصرار ہی فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ نے اسلام ظاہر فرما دیا مسلمان مسجد میں ادھر ادھر بکھر گئے۔ ہر ایک اپنے ہم جنس میں تھا۔ ابو بکرؓ لوگوں میں خطبہ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے لوگوں کو خدا اور خدا کے رسول کی طرف دعوت دی تب تو مشرکین ابو بکرؓ اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور مسجد کے اندر خوب لڑائی کی اور گھونسے وغیرہ مارنے شروع کیے" باقی حدیث حضرت عمرؓ کے حالات کے بیان میں آئیگی۔

ابن عساکر حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جب ابو بکرؓ نے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے اسلام ظاہر کر دیا اور لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

فصل

ابو بکرؓ کا اپنا مال رسول خدا پر صرف کرنا کیونکہ آپ دیگر صحابہ سے سخی ترین تھے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی الخ (السورۃ الیل)

قریب ہے کہ یقیناً وہ لوگ جو بت پرستی اور غدر و نافرمانی سے پرہیز کرینگے آتش دوزخ (نہایت سخت ترین تکلیف) سے اُن کو نجات ملیگی۔ جو کہ اپنے مال کو نفقہ ہی کرتے ہیں"۔) اس کے متعلق ابن جوزی کہتے ہیں" اس امر پر اتفاق ہے کہ ابو بکرؓ ہی

؎ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ۔ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ۔ ولسوف یرضیٰ۔ اور کسی کے پاس مال و دولت (نقدی یا علم و طاقت ظاہری یا باطنی وغیرہ) ہے اس کے لئے ہرگز جائز و درست بات نہیں مگر یہ کہ برترین خدا کی خوشنودی کے حاصل کرنیکی غرض سے صرف کیا جائے (اور اگر ایسا کیا جائیگا) تو قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے۔

Marfat.com

اس کا شان نزول ہیں"۔ اور احمد ۔ ابی ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول

نے فرمایا "مجھے مال نے کبھی نفع نہ پہنچایا اور ابو بکرؓ کے مال نے بھی نفع نہ پہنچا

اس پر ابو بکرؓ روئے اور فرمایا "یارسول اللہ میں اور میرا مال دونوں آپ پر

صدقے ہیں؟" ایسا ہی ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً

کیا ہے ۔ ابن کثیر بھی یہی کہتے ہیں اور یہی علی ابن عباس انسؓ ۔ جابر بن عبد

اور ابی سعید خدری سے مروی ہے ۔ اور الخطیب نے سعید بن المسیب[1] سے مر

روایت کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے کہ رسول اللہ ابی بکر کا مال اس طرح صرف فر

تھے ۔ جیسا کہ آپ اپنا مال خرچ فرماتے اور ابن عساکر عائشہؓ سے مختلف روایتوں

نقل کرتے ہیں ۔ اور عروہ بن زبیر سے بھی کہ "جس دن ابو بکر مسلمان ہوئے اُن

پاس چالیس ہزار دینار تھے"۔ اور دوسری جگہ چالیس ہزار درہم کا لفظ ہے" سار

کہ سارے آپ نے رسول اللہ پر خرچ کر دیئے ابو سعید ابن الاعرابی ابن عمر

روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جس دن ابو بکر اسلام لائے اُن کے گھر میں

ہزار درہم تھے اور جب آپ مدینہ کے ارادہ سے ہجرت کے لئے نکلے ۔ تو آپ کے

پانچ ہزار سے زیادہ نہ تھے سب غلاموں کو آزاد کرانے اور امداد اسلام میں صرف

اور ابن عساکر عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے سات غلام آزاد کرائے

سب پر اللہ کی طرفداری کے سبب عذاب ہوا ۔ ابن شاہین[2] اپنی سنتہ میں

---

[1] ابو محمد سعید ابن المسیب قریشی مدینہ کے سات مفتی فقہا میں سے تھے ۔ پہلے درجہ کے تا

کے سمر دار تھے اُن کو ابو ہریرہ کی صاحبزادی منسوب تھیں اور اُن کی روایت پر احادیث

کر گئے ہیں ۔ سنہ ۱۵ھ مطابق سنہ ۶۳۶ء میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں سنہ ۹۱ھ مطابق سنہ ۷۱۰ء

فرما گئے (ابن خل) [2] حافظ ابو حفص عمر بن شاہین البغداد کے رہنے والے تھے شمار میں ۳۰۰ کتابیں تص

اُن میں سے ایک قرآن پر تفسیر ہے اور ایک حدیثوں کا مجموعہ ۳۸۵ھ مطابق سنہ ۹۹۵ء

انتقال فرما گئے ۔ (ابن خل)

Marfat.com

البغوی[1] اپنی تفسیر میں اور ابن عساکر ابن عمر[2] سے سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ اور آپ کے پاس ابو بکر صدیق رض تھے۔ جو بکرے کی اون کی قبا پہنے ہوئے تھے جس میں سینہ پر کانٹا لگا کر اپنے سینہ کو ڈھک رکھا تھا بس آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور فرمایا کہ " اے محمد ص یہ کیا بات ہے کہ میں ابو بکر رض پر بکرے کی اون کی قبا دیکھ رہا ہوں۔ جس میں انہوں نے اپنے سینہ پر کانٹا لگایا ہوا ہے ؟" آپ نے جواب دیا کہ " اے جبرئیل انہوں نے اپنا مال مجھ پر فتح کہ سے پہلے خرچ کر دیا۔" جبرئیل نے فرمایا " خدا ابو بکر رض کو سلام بھیجتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ " کیا تو مجھ سے اپنے اس فقر پر راضی ہے یا ناراض ؟" ابو بکر نے فرمایا۔ کیا میں اپنے خدا سے ناراض ہو سکتا ہوں ؟ میں اپنے خدا سے راضی ہوں! میں اپنے خدا سے راضی ہوں!! میں اپنے خدا سے راضی ہوں!!!" حدیث غریب ہے اور اس کی سند بھی غریب ہے۔

الخطیب نے بھی ایک کمزور سند سے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ ص سے کہ آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اُس وقت وہ ایک قالین جیسے نہایت کھردرے کپڑے کی قبا پہنے ہوئے تھے اور اُسے ایک کانٹے سے بند کر رکھا تھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ " اے جبرئیل یہ کیا ہے ؟"

---

[1] ابو محمد الحسین المعروف بہ الفرح البغوی ایک شافعی علامہ محدث اور قرآن کے مفسر ہیں سنہ ۵۱۰ھ ۱۱۱۶ء میں مرو رود میں انتقال فرما گئے بغوی ایک خلاف قاعدہ نسبتی نام ہے۔ جو باغ یا باغ شور سے بنایا گیا ہے یہ مقام خراسان میں ایک قصبہ ہے (ابن خل)، اس نام کا ایک محدث ابو القاسم البغوی بھی ہے یہ ایک بڑا مشہور حافظ گذرا ہے سنہ ۳۱۷ھ ۹۲۹ء میں انتقال کر گیا۔ (ابن خل)، [2] ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن عمر ابن الخطاب اپنے زہد و اتقا اور دنیاوی تعلقات کے انقطاع کے لحاظ سے ایک جلیل القدر صحابی سمجھے جاتے ہیں مسلمانوں میں سول وار کے زمانہ میں آپ نیوٹرل اور مذہبی کاموں میں لگے رہے ساٹھ سال تک۔ لوگ ہر طرف سے آتے اور آپ سے صلاح کرتے اور آپ اس قدر سخی تھے کہ ایک دن میں ۳۰۰۰۰ درہم خیرات کر دیا تھے مکہ میں ۸۴ سال کی عمر پا کر سنہ ۷۳ھ ۶۹۲ء میں انتقال فرما گئے (ابن خل)
(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵ کا ۳ صفحہ ۵۶ میں دیکھئے)

Marfat.com

انہوں نے جواب دیا۔ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بہشت میں اس امر کا حکم دیا ہے کہ اپنی قباؤں کو کانٹے سے اُسی طرح بند کریں جس طرح ابوبکرؓ نے زمین پر بند کیا ہے" ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ بالکل ناقابل اعتبار حدیث ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہوتا کہ یہ اور اس کے قبل کی حدیث کو اتنے لوگ بیان کرتے۔ تو ان میں سے ایک کو ترک کر دینا بہتر ہوتا۔

ابوداؤد[2] اور الترمذی عمر بن الخطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا "ہمکو رسول خداؐ نے حکم دیا کہ صدقہ کریں۔ اور یہ صدقہ کرنا ساری کی ساری ملکیت کا تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ آج میں ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤں گا۔ اگر میں کسی دن ابوبکرؓ سے بڑھ سکتا ہوں۔ اور میں اپنی ملکیت کا نصف لایا۔ تب رسول خداؐ نے فرمایا "تو نے اپنے گھر والوں کے لئے کتنا چھوڑا؟" میں نے جواب دیا۔ "اتنا ہی جتنا لایا ہوں۔" اور ابوبکرؓ اپنا تمام مال جو کچھ تھا لے آئے تب رسولِ خدا نے فرمایا۔ "اے ابوبکر تو نے اپنے گھر والوں کے لئے کتنا چھوڑا؟" انہوں نے جواب دیا "میں نے اُن کے لئے خدا اور رسول خداؐ کو چھوڑا ہے۔" تب میں نے کہا "میں ابوبکرؓ سے کسی بات میں نہیں بڑھ سکتا۔" (الترمذی کہتے ہیں کہ حدیث حسن اور صحیح ہے)۔

ابو نعیم نے اپنی حلیہ میں بروایت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ پوشیدہ طریقہ پر صدقہ لیکر رسول اللہ کے پاس آئے اور فرمایا "یا رسول اللہ یہ میرا صدقہ ہے۔ اور خدا کی قسم میرے پاس اب صرف قیامت ہے۔" پھر عمرؓ اپنا صدقہ لائے

[1] ایچ۔ ایس۔ جیرٹ (H.S. Jerret) کے انگریزی ترجمہ میں بجائے ابن عباس کے ابن عمر ہے"

[2] ابوداؤد سلیمان ابن الاشعث قبیلہ ازد السجستانی کے تھے۔ حافظ الحدیث تھے اور اپنے زہد اور نیکو کارانہ زندگی کے باعث بہت مشہور تھے یہ سب سے پہلے شخصوں میں سے ہیں جنہوں نے حدیث میں کتاب تالیف فرمائی (کتاب السنن) آپ ۲۰۲ھ مطابق ۸۱۷ء میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں ۲۷۵ھ مطابق ۸۸۹ء میں انتقال فرما گئے۔ (ابن خل)

Marfat.com

اور کھلے طریقہ پر ظاہر کر دیا اور کہا " اے رسول خدا یہ میرا صدقہ ہے۔ اور خدا کی قسم میرے پاس اب صرف ایک یوم قیامت ہی " رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے صدق قول میں وہی فرق ہے جو تمہارے الفاظ میں ہے " (سند جید ہے لیکن مرسل ہی) اور الترمذی ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا " میں کسی کا احسان مند نہیں ہوا اگر اسے پورا نہ کر دیا ہو۔ الا ابوبکرؓ کا۔ اور در حقیقت انہوں نے مجھے اپنا احسانمند بنالیا جس کی جزا اللہ تعالیٰ انہیں حشر کے دن دیگا۔ اور کسی کی دولت نے مجھے فائدہ نہیں پہنچایا۔ جیسا کہ ابوبکرؓ کی دولت نے فائدہ پہنچایا "

البزاز بروایت ابوبکرؓ نقل کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے فرمایا " میں اپنے باپ ابو قحافہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا " آپ نے فرمایا " تم شیخ کو وہیں کیوں نہ چھوڑ آئے کہ میں خود اُن کے پاس چلا جاتا ؟ " میں نے جواب دیا " یہ اُن کا فرض ہے کہ وہ آپ کے پاس آتے " رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا " میں اُن کی حفاظت اُن کے لڑکے کے احسانات کی وجہ سے کرتا ہوں جو اُس نے مجھ پر کیے ہیں " اور ابن عساکر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " کسی شخص کے ہاتھوں نے مجھے ابوبکر کے ہاتھوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچایا جنہے مجھے جانی اور مالی امداد دی۔ اور اپنی بیٹی سے میری شادی کی۔

فصل

حضرت ابوبکرؓ کے علم میں کیونکہ آپ تمام صحابہ سے زیادہ عالم اور ذکی ترین تھے

النووی اپنی تہذیب میں کہتے ہیں اور میں نے اُن کی کتاب سے اسے نقل کیا ہے کہ ہمارے زمانہ کے علماء نے اسے دلیلاً ثابت کیا ہے کہ آپ

Marfat.com

بہت بڑے عالم تھے" ان کا قول صحیحین کی حدیث میں موجود ہے "خدا کی قسم میں اُسے ضرور قتل کر دوں گا۔ جو نماز روزہ زکوٰۃ میں فرق ڈالیگا[1] خدا کی قسم اگر وہ مجھے ایک نکیل کے لئے بھی منع کرینگے جسے وہ رسول اللہ کے لئے دیا کرتے تھے۔ میں اُس روکنے پر اُن کے ساتھ مقاتلہ کروں گا" شیخ ابو اسحٰق نے یہ اور اس قسم کی دوسری چیزیں طبقات میں اسی امر پر نقل کی ہیں۔ کہ ابو بکر تمام صحابہ سے زیادہ عقلمند تھے۔ کیونکہ جب کسی امر میں آپ کے ماسوا صحابہ میں اختلاف پیدا ہوتا تھا تو وہ عاجز ہو کر آپ سے فیصلہ کراتے پھر اُن پر آپ کی بحث سے ظاہر ہو جاتا کہ ابو بکر صدیق رضی نے ٹھیک تصفیہ کیا ہی اور وہ اسی پر عمل کر لیتا۔ اور ہم سے بروایت ابن عمر بیان کیا گیا ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا۔ "رسول اللہ کے زمانہ میں کون شخص لوگوں کے مقدمات فیصل کیا کرتا تھا؟" انھوں نے جواب دیا۔ "ابو بکر اور عمر اُن کے ماسوا میں اور کسی کو نہیں جانتا" اور شیخان نے بروایت ابو سعید خدری بیان کیا ہے۔ کہ انھوں نے کہا۔ کہ "رسول اللہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ اور فرمایا۔ کہ "خدائے بزرگ برتر نے اپنے ایک بندہ کو دنیا اور جو چیز اُس کے پاس ہی اس میں اختیار دیدیا ہے۔ اور اس بندہ نے وہ چیز اختیار کی جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہی" پس ابو بکر روئے اور کہا "تجھ پر ہمارے آباء اور امہات قربان ہو جائیں" اور ہم نے آپ کے اس رونے پر تعجب کیا۔ کیونکہ رسول اللہ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ایک بندہ کو اپنے لئے پسند

---

[1] البخاری اور المسلم کا لقب صحاحین ہی۔ [2] یہ حرا اور لیق کے لوگوں کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے رسول اللہ کے انتقال کے بعد نمازیں تو ایمان اور دین کی علامت قائم رکھیں۔ مگر زکوٰۃ دینی ترک کر دی۔ اس دینی معاملہ پر متمردانہ کارروائی کے متعلق خیال کرنے کے لئے مجلس شوریٰ منعقد ہوئی تمام صحابہ تو اس امر پر متفق تھے کہ یہ تھوڑے زمانہ تک کیلئے سرکشی ہے۔ فرد گذاشت کر دینا چاہیے پھر سب ٹھیک ہو جائیگا۔ لیکن ابو بکر نے اس کی مخالفت کی اور اس مخالفت دینی پر سختی سے سخت سزا دیئے جانے کا خیال ظاہر کیا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی زیادہ خوفناک مثال قائم ہو جائے اور وہ سب اُس کی تقلید کرنے لگیں اور یہ اسلام کی ترقی میں رکاوٹ اور اُس کی بربادی و تنزل کا باعث ہو۔

Marfat.com

کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور رسول اللہ خود بھی اس امر میں شریک ہو سکتے تھے کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہوگا۔ اور طرفہ یہ کہ ابو بکرؓ ہم میں زیادہ عقلمند بھی تھے۔ تب رسول اللہ نے فرمایا: "ابو بکر میرے لئے تم تمام لوگوں سے سخی ترین تھے۔ بحیثیت ساتھی کے بھی اور مال کے بھی۔ اور اگر میں خداوند تعالیٰ کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اسلام اور اس کی محبت[1] میرے لئے کافی ہیں۔ کوئی دروازہ[2] نہ باقی رہیگا کہ بند ہو جائے مگر ابو بکرؓ کا دروازہ" (یہ النووی کا کلام ہے)

ابن کثیر کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ بڑے پڑھے لکھے تھے۔ یعنی علم قرآن میں تمام صحابہ میں بڑے عالم تھے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تمام صحابہ کے ہوتے ہوئے نماز کا امام بنایا۔ قوم کا پیش نماز بنانے کے متعلق آپ کے یہ الفاظ ہیں "علم قرآن کا سب سے زیادہ جاننے والا قوم کا امام ہوگا" الترمذی حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: "یہ اس قوم کے لئے مناسب نہیں ہے جس میں ابو بکر ہیں کہ کبھی کوئی کبھی کوئی امامت کرا رہا ہے" اور ساتھ ہی آپ علم حدیث کے بھی بہت بڑے علامہ تھے کیونکہ جب کبھی کسی موقع پر صحابہ نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ آپ ان کے سامنے اسی معاملہ کے متعلق رسول اللہ کی حدیث لیکر آگئے جس کو آپ یاد اور حاضر فی الذہن اسی قسم کی ضروریات کے لئے رکھا کرتے تھے اور جسکو جس حدیث کو کہ دوسرے صحابہ نہ جانتے تھے۔ اور پھر ایسا ہوتا کیسے نہیں؟ کیونکہ آپ رسول اللہ کے پاس مبعوث ہونے سے وفات تک رہے۔ اور ساتھ ہی آپ تمام خدا کے بندوں میں سے زکی ترین

---

[1] یہ الفاظ امام بخاری نے اپنی شرح البخاری میں بروایت ابن عباس نقل کئے ہیں۔

[2] مشرحین نے اس کی مختلف شرحیں لکھی ہیں سب سے زیادہ قریب الفہم یہ رائے ہے کہ دروازوں سے مراد رسول اللہ کی مدینہ کی مسجد نبوی کے دروازے ہیں جس کا ایک دروازہ تو رسول اللہ کے گھر کی طرف کھلا رہتا تھا اور دوسرا ابو بکرؓ کے گھر کی طرف اور اسی طرح حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے مکانات کی طرف۔ بس تمام دروازوں کا بند ہو جانا اور ابو بکرؓ کے دروازہ کا کھلا رہنا آپکی خلافت کی طرف ایک پوشیدہ اشارہ تھا۔

Marfat.com

اور عقلمند ترین بھی تھے۔ اگرچہ اُن سے حدیثیں تھوڑی ہی سی جمع کی گئی ہیں اس کی وجہ زمانہ کی کمی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جلد وفات کر جانا تھا اگر کہیں آپ کی عمر اور وفا کرتی تو بہت زیادہ تعداد میں ہو جاتیں اور احادیث کے نقل کرنے والے کسی حدیث کو نقل نہ کرتے مگر ابو بکرؓ سے لیکن ابو بکرؓ کے زمانہ میں صحابہ میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جسکو آپ سے حدیث نقل کرنے کا کوئی بھی موقع آتا ایسے مواقع پر جنہیں کہ خود آپکے ساتھ رسول اللہؐ کی صحبت میں دوسرے صحابہ بھی شریک رہتے اس لئے آپ سے صرف وہی حدیثیں صحابہ نقل کرتے تھے جنھیں وہ خود نہ جانتے تھے۔

ابو القاسم البغوی میمون ابن مہران سے نقل کرتا ہے۔ کہ ابو بکرؓ کے سامنے جب کوئی مدعی آتا۔ تو آپ کلام اللہ کو دیکھتے اور اگر مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان جو کچھ تصفیہ کرنا ہے وہ اس میں مل جاتا۔ تو آپ اُسی کے لحاظ سے تصفیہ کر دیتے اور اگر کتاب اللہ میں وہ امر نہ ملتا اور آپ کو ویسے مقدمہ کے متعلق کوئی حدیث معلوم ہوئی تو آپ اسی کے لحاظ سے فیصلہ فرما دیتے اور اگر شش و پنج میں پڑ جاتے۔ تو جاتے اور مسلمانوں سے دریافت کرتے۔ اور فرماتے کہ "ایسا اور ایسا میرے پاس آیا ہے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے کوئی اس قسم کے مقدمہ کا فیصلہ کیا ہے؟ پس کبھی کبھی تو بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور سب رسولؐ اللہ کا فیصلہ بیان کرنا شروع کر دیتے۔ پس ابو بکرؓ فرمایا کرتے خدا کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو رسول اللہؐ کے اقوال کو یاد رکھتے ہیں" لیکن اگر اس شش و پنج میں پڑ جاتے کہ اُن کو رسول اللہ کی کوئی حدیث اس کے متعلق نہ ملی۔ تو لوگوں کے سرداروں کو جمع کیا کرتے پھر اُن میں سے چھانٹا کرتے اور مشورہ کیا کرتے۔ اگر اُن کی رائیں آپس میں متفق ہو جاتیں تو اسی کے لحاظ سے تصفیہ فرما دیا کرتے۔ اور عمرؓ بھی ایسا ہی

Marfat.com

کیا کرتے۔ آپ کو جب قرآن و حدیث میں نہ ملنے سے پس و پیش ہوتا تو دیکھا کرتے کہ اس قسم کے مقدمات کا کوئی فیصلہ ابو بکرؓ نے کیا ہے؟ اگر ابو بکرؓ کا کوئی تصفیہ ایسے مقدمہ کا مل جاتا تو اسی کے لحاظ سے فیصلہ کر دیتے ورنہ مسلمانوں کے سرداروں کو جمع کر کے صلاح لیتے۔ پس اگر لوگ کسی ایک رائے پر متفق ہو جاتے تو اسی کے لحاظ سے تصفیہ فرما دیتے اور اسی کے ساتھ ہی عرب کے نسب ناموں کے بھی الصدیقؓ بڑے علامہ تھے خصوصاً قریش کے۔

ابن اسحٰق یعقوب ابن عتبہ اور ابن عتبہ انصار میں سے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ جبیر ابن مطعم[1] قریش میں سے قریش اور عرب کے علم الانساب میں بہت بڑے علامہ تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں نے علم الانساب ابو بکرؓ سے سیکھا ہے جو اہل عرب کے انساب کے بہت بڑے علامہ تھے اور ساتھ ہی ابو بکر صدیقؓ کو تعبیر خواب کا بھی بڑا اچھا علم تھا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی آپ تعبیر خواب بیان کیا کرتے تھے۔ اور حقیقتاً محمد بن سیرینؒ نے ٹھیک کہا ہے۔ کہ بالاتفاق آپ اس علم میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ "ابو بکرؓ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑے تعبیر داں تھے" (اسے ابن سعد نے نقل کیا ہے)

الدیلمی اپنی مسند الفردوس میں۔ اور ابن عساکر سمرۃ[2] سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہم کو رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ ابو بکرؓ کے سامنے

---

[1] ابو محمد یا ابو عدی جبیر ابن مطعم قبیلہ قریش میں سے ایک صحابی تھے خیبر کی لڑائی سے پہلے مسلمان ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ فتح مکہ کے دن مدینہ میں ۵۷ھ اور بعض کے نزدیک ۵۸ھ میں انتقال ہو گیا (النووی)

[2] ابو سعید ابو محمد یا ابو عبداللہ سمرہ بن جندب صحابی تھے جنگ احد اور دوسری لڑائیوں میں رسول اللہ کی طرف سے لڑے بصرہ میں رہتے تھے اور کوفہ میں زیاد ابن ابیہا کی غیر حاضری میں آپ نے گورنری کا فرض بھی انجام دیا ہے۔ بصرہ میں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں انتقال فرما گئے (النووی)

Marfat.com

خواب تعبیر کے لئے بیان کریں"

ابن کثیر کہتے کہ ابو بکر تمام لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھے اور اعلیٰ درجہ کے واعظ" الزبیر بن بکار کہتے ہیں "میں نے بعض اہل علم کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ رسول اللہؐ کے اصحاب میں بہترین واعظ آپ اور علیؑ ابن ابی طالب تھے"۔ اور حضرت عمرؓ کا قول سقیفہ[1] کی حدیث میں آئیگا۔

اور اسی طرح خدا شناسی میں تمام لوگوں میں سب سے بہت بڑھے ہوئے اور سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے اس کے بارہ میں اور خواب کی تعبیر کے بارہ میں آپ کا کلام عنقریب آئیگا۔ نیز ان سب کے متعلق تشریح کے ساتھ دوسری مستقل فصل میں ذکر ہوگا اور اس امر کے متعلق دلیل کہ[2] آپ تمام صحابہ میں عالم ترین تھے" صلح حدیبیہ کی حدیث ہی۔ جبکہ عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس صلح کے متعلق دریافت کیا۔ اور کہا "ہم اپنے مذہب میں بے عزتی کیوں سہیں؟" پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جواب دیا۔ پھر آپ ابو بکرؓ کے پاس گئے اور وہی سوال کیا جو رسول اللہ سے کیا تھا۔ الصدیقؓ نے بھی بالکل ویسا ہی جواب دیا جیسا کہ رسول اللہ نے دیا تھا" داسے البخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

آپکی تمام صحابہ سے بہت ہی سخت اٹل رائے ہوا کرتی تھی۔ اور آپ عقل میں بھی سب سے کامل ترین تھے۔

---

[1] السقیفہ مدینہ میں بنو سعد کی ایک عمارت تھی جہاں پر رسول اللہ کے انتقال کے بعد مخالفوں نے مکہ کے بہت مغروروں کا مطالبہ اور مدینہ کے مدد و معاونین کو ایک خلیفہ مقرر کرنے کے لئے طلب کیا تھا اس سرکشی کو وحشت اور خوف کے ساتھ دبا دیا گیا یہ حالت عوام کے لئے بہت خوفناک تھی۔ [2] جلال الدین کہتے ہیں کہ کفار میں سے آدمی رسول اللہ کے پڑاؤ میں پوشیدہ گھس گئے یا خارج طریقہ سے اس ارادہ سے آئے کہ آپ کے کچھ آدمیوں کو شش و پنج میں ڈال دیں مگر رسول اللہ کے سامنے پکڑ کر لائے گئے آپنے اُن کو معاف کر دیا اور آزاد کر دینے کا حکم دیا اس فراخ حوصلگی کے کام نے قریش کو رسول اللہ کے ساتھ صلح کرنے پر آمادہ کر دیا۔

Marfat.com

تمام الرازی نے اپنی فوائد میں ۔ اور ابن عساکر نے عبد اللہ ابن العمرو بن العاص سے نقل کیا ہے کہ "میں نے رسول اللہ کو سنا فرماتے تھے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا "بیشک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ ابوبکرؓ سے صلاح لیں"۔ اور الطبرانی اور ابونعیم وغیرہ معاذ بن جبلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ نے معاذ کو یمن بھیجنا چاہا ۔ اپنے کچھ صحابہ سے رائے لی ۔ اُن میں سے ابوبکر ۔ عمر ۔ عثمان ۔ طلحہ ۔ الزبیر اور اسید بن حضیر تھے ۔ پس اُن تمام لوگوں میں سے صرف ایک نے اپنی رائے دی پھر رسول اللہ نے فرمایا "اے معاذ تیری اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟" (معاذ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ جو کچھ ابوبکر نے کہا ہے میں اُس رائے کو مانتا ہوں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ آسمان پر اس امر کو بُرا سمجھتا ہے کہ ابوبکرؓ سے غلطی ہو"۔ ابن اُسامہ نے اپنی مسند میں اس کو اس طرح نقل کیا ہے "اللہ تعالیٰ آسمان پر اس امر کو پسند نہیں کرتا کہ ابوبکر الصدیق زمین پر غلطی کریں"۔ اور الطبرانی اپنی اوسط میں سہل ابن سعد الساعدی[2] سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس امر کو بُرا سمجھتا ہے کہ ابوبکر غلطی کریں"۔ (اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں)

فصل

النووی اپنی تہذیب میں کہتے ہیں کہ الصدیق اُن صحابہ میں سے تھے جو حافظ القرآن تھے"۔ اور اس امر کو ایک جماعت نے بھی ذکر کیا ہے ۔ اُن میں سے ابن کثیرؒ

---

[1] قبیلہ خزرج کا شخص ہے ۔ نیز مدینہ کا رہنے والا اور صحابیوں میں سے ہے ۱۸ھ مطابق ۶۳۹ء کے ۳۳ سال کی عمر میں انتقال کر گیا (بعض کا قول ۳۴ سال اور بعض کا ۲۸ سال بھی ہے) اماتس میں طاعون تھا اسی میں انتقال ہوا (النووی)

[2] ابوالعباس یا یحییٰ سہل ابن سعد صحابہ میں سے اور مدینہ کے رہنے والے تھے یہ ایک سو اٹھاسی حدیث کے راوی ہیں مدینہ میں ۹۱ھ مطابق ۷۱۰ء کے انتقال فرما گئے ۔ ان کا اصلی نام حزن تھا ۔ مگر رسول اللہ سہل کہا کرتے تھے کیونکہ حزن غم کے معنی اچھے نہیں ہیں ۔

Marfat.com

اپنی تفسیر میں بالکل یہی نقل کیا ہے۔ لیکن انس کی حدیث جو کہتے ہیں، چار شخصوں نے رسول اللہ ؐ کے زمانہ میں قرآن کو جمع کیا۔ ان چار سے ان کی مراد انصار میں سے چار کی ہے۔ جیسا کہ وضاحت کے ساتھ اپنی کتاب الاتقان[۱] میں ذکر کیا ہے لیکن جو کچھ ابی داؤد نے شعبی سے نقل کیا ہے (وہ یہ ہے) کہ "ابوبکر الصدیق کا انتقال ہو گیا اور قرآن ہرگز پورا نہ جمع ہوا" پس یہ قول مسترد کار کہنے کے قابل نہیں۔ یا اس کی تاویل یوں کی جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن اس ترتیب سے نہیں جمع ہوا تھا جس طرح حضرت عثمان ؓ نے جمع کیا۔

فصل

اس امر میں کہ آپ تمام صحابہ سے افضل اور نیکوکارترین تھے

اہل سنت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ کے بعد اگر کوئی لوگوں میں سے افضل ہے تو ابوبکرؓ ہیں۔ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ، پھر علیؓ پھر تمام دس (عشرہ مبشرہ[۲]) پھر ان کے بعد باقی جو جنگ بدر میں تھے۔ پھر ان کے بعد جو جنگ احد میں تھے۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ؐ کے ہاتھ پر بیعت[۳] کی تھی۔ اور ان کے ماسوا صحابہ۔ ابو منصور بغدادی[۴] نے اس کو ایک امر حق ذکر کیا ہے اور اس پر اجماع ہے۔

---

(۱) کتاب الاتقان فی علوم القرآن۔ (۲) عشرہ مبشرہ وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ ؐ نے جنتی ہونے کی بشارت یا خوشخبری دی تھی اس کے متعلق نوٹ صفحہ ۴۴ میں ملاحظہ فرمائیے۔ (۳) یہ وہ لوگ ہیں جن کو الحدیبیہ کے نقیب سے ملقب کیا گیا تھا انہوں نے رسول اللہ کے انتقال تک وفادار رہنے کی قسم کھائی تھی۔ (۴) ابومنصور عبدالقاہر بغداد کے رہنے والے تھے۔ مذہب شافعیہ کے فلسفہ کے بہت بڑے علامہ اور علم ادب کی تمام شاخوں میں بہت بڑے علامہ و نیز دوسرے علوں کے بھی نہایت واقف کار تھے۔ علم حساب خاصکر ارتھمٹیک بڑی اچھی جانتے تھے ان کی کتابوں میں سے ارتھمٹیک میں ایک کتاب ہے جس کا نام التکلیم ہے۔ علم میراث کے قوانین کے بڑے متقن اور شاعر بھی تھے۔ اسفرائین میں ۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں انتقال کیا اور اپنے آقا ابو اسحٰق کی قبر کے پاس دفن ہو۔

Marfat.com

البخاری ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا" ہم رسول اللہؐ کے زمانہ میں لوگوں میں سے چھانٹتے تھے۔ اول تو ابوبکر کو پسند کیا۔ پھر عمرؓ کو۔ پھر عثمانؓ کو اور الطبرانی اپنی کبیر میں اتنا اور شامل کرتے ہیں کہ رسول اللہ اس اختیار کرنے کو جانتے تھے اور آپنے اس کا انکار نہ فرمایا"

ابن عساکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں" ہم نے اور ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے، پہلے تو ابوبکرؓ فضیلت دی پھر عمرؓ کو۔ پھر عثمانؓ کو پھر علی کو" اور ابوہریرہ سے مروی ہے۔ کہ " ہم جماعت اصحاب رسول اللہ صلعم تعداد میں ایک بہت بڑی جماعت تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ نبی صلعم کے بعد اس گروہ میں افضل ابوبکرؓ ہیں۔ پھر عمرؓ۔ پھر عثمانؓ۔ اور اس کے بعد ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں"

الترمذی جابر ابن عبداللہ[1] سے نقل کرتے ہیں۔ کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا "اے رسول اللہ صلعم کے بعد بہترین لوگوں میں سے" ابوبکرؓ نے جواب دیا " نہیں تم ہر اگر تم مجھے اس طرح کہتے ہو۔ اور بیشک میں نے رسول اللہ صلعم کو کہتے سنا ہے، " عمرؓ ایسا بہتر ہے کہ عمرؓ سے بہتر کسی ایسے شخص پر آفتاب نہیں طلوع ہوا۔ اور البخاری علی ابن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں " میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ لوگوں میں سے رسول اللہؐ کے بعد کون بہتر شخص ہے؟" انھوں نے جواب دیا ابوبکرؓ" میں نے دریافت کیا " ان کے بعد" انہوں نے جواب دیا " عمرؓ" پھر میں ڈرا کہ کہیں عثمانؓ کے بارہ میں کہدیں۔ میں نے کہا کہ " پھر آپ" انہوں نے جواب دیا کہ " میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں سے ایک اور" اور احمد وغیرہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں " ان کے نبی کے بعد اس گروہ میں سے بہترین ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ" الذہبی کہتے ہیں

(۱) ابو عبداللہ جابر ابن عبداللہ السلامی الانصاری بالعقبہ اور محمد الرسول اللہ کے صلح نامہ کے ایک سال پہلے اسلام لائے (ابو الفدا) یہ اور دوسرے صلح نامہ کے وقت موجود تھے ۷۸ھ مطابق ۶۹۷ء میں ۹۴ سال کی عمر میں انتقال فرمایا (ابن خل)

یہ بات حضرت علیؓ سے متواتر طریقہ پر روایت کی گئی ہے۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے رافضیوں[1] پر لعنت کی وہ کیسے جاہل ہیں۔

الترمذی اور الحاکم عمر ابن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ "ابو بکرؓ ہمارے سردار اور ہم میں بہترین ہیں اور ہم میں سے رسول اللہؐ کے محبوب ترین"۔ اور ابن عساکر عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ منبر پر چڑھے اور فرمایا۔ "ہوشیار ہو جاؤ کہ اس امت کے نبی کے بعد اگر کوئی افضل ہے تو ابو بکرؓ ہیں اور جو کوئی اس کے ماسوا کہتا ہے وہ فسادی ہے اور اس پر وہی بات عائد ہے جو مفتری پر"۔ اور ابی لیلیٰ[2] سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا "مجھے کوئی ابو بکرؓ اور عمرؓ پر فضیلت نہ دے۔ ورنہ میں اُس کے اُس قانون کے مطابق کوڑے لگاؤں گا جو مفتری کے لئے سزا ہے۔

عبدالرحمن ابن حمید اپنی مسند میں۔ اور ابو نعیم وغیرہم مختلف راویوں سے اور ابو الدرداء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "کہ نہ تو آفتاب ابو بکرؓ سے بہتر کسی شخص پر طلوع ہی ہوا نہ غروب ہی ہوا چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو"۔ اور بالفاظ دیگر یوں بھی مذکور ہے "مسلمانوں میں سے کسی پر نبیوں اور رسولوں کے بعد۔ جو ابو بکرؓ سے افضل ہوں"۔ اور یہی جابر کی حدیث سے بایں الفاظ "تم سے کسی پر آفتاب اس طرح نہیں طلوع ہوا جو اُن سے افضل ہو"۔ الطبرانی وغیرہ اسی کو نقل کرتے ہیں اور اُن کے

---

[1] رافضیہ شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو زید ابن علی کی متابعت کرنے والے تھے۔ پھر انہوں نے زید ابن علی سے بھی تبرا کہنے کے لئے کہا انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ شیخین میرے دادا کے وزیر تھے اس بنا پر انہوں نے زید ابن علی کو بھی چھوڑ دیا اور انھیں بُرا بھلا کہنے لگے۔ رافضی اسی کی طرف نسبت ہے۔

[2] ابن عیینے عبدالرحمن خاص تابعین میں سے تھے کوفہ میں پیدا ہوئے یہاں اُن کے والد نے وسال حضرت عمرؓ کے انتقال کے پہلے بود و باش اختیار کر لی تھی ۸۳ھ میں انتقال فرما گئے (النووی)

Marfat.com

پاس اس کے لئے دوسرے ذرائع سے شواہد بھی موجود ہیں جو اُس کی صحت اور درستگی کے لئے نہایت کافی ہیں اور بیشک ابن کثیر نے اس کی کافی صحت اور درستگی کو خوب بیان کر دیا ہے۔

اور الطبرانی سلمہ ابن الاکوعؓ[1] سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ "ابوبکر صدیقؓ تمام لوگوں میں افضل ہیں چاہے وہ نبی ہی کیوں نہو" اور اوسط میں سعد ابن زرارہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "روح القدس جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ تیرے بعد تیری امت میں ابوبکرؓ بہتر ہے"

اور شیخان نے عمرو ابن العاص سے نقل کیا ہے میں نے کہا۔ "یا رسول اللہ انسانوں میں سے آپ کو کون زیادہ محبوب ترین ہے؟ آپ نے جواب دیا "عائشہؓ" میں نے کہا مردوں میں سے؟ فرمایا اُس کا باپ" مینے کہا "پھر کون؟ آپنے جواب دیا پھر "عمر ابن الخطاب"۔ یہ حدیث "پھر عمرؓ" الفاظ کے بغیر ایک روایت میں انس۔ ابن عمر اور ابن عباس سے آتی ہے۔

الترمذی۔ النسائی[2]۔ اور الحاکم عبداللہ ابن شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ "میں نے عائشہ سے دریافت کیا کہ "رسول اللہ صحابہ میں سے کس کو زیادہ محبوب رکھتے تھے؟" حضرت عائشہ نے جواب دیا۔ "ابوبکرؓ کو میں نے دریافت کیا "پھر کس کو؟" عائشہؓ نے

---

[1] سلمہ ابن الاکوعؓ صحابہ میں سے ہیں انہوں نے جنگ حدیبیہ کے دن قسم کھائی تھی۔ اور آپکے ساتھ ساتوں جنگوں میں شریک ہو۔ مدینہ میں رہا کرتے تھے۔ لیکن حضرت عثمانؓ کے انتقال کے بعد ربذہ میں بود و باش اختیار کرلی تھی۔ اپنے انتقال سے کچھ دن پہلے پھر مدینہ تشریف لے آئے اور ۷۴ھ مطابق ۶۹۳ء میں ۸۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا (النووی)

[2] حافظ ابو عبدالرحمن اپنے زمانہ کے خاص محدث تھے اور ایک سنن یا احادیث کے مجموعہ کے مؤلف ہیں آپ قدیم کے باشندہ حضرت علیؓ کے حقوق کے بڑے دستگیر یا وکیل تھے اس وجہ سے آپ سے بلوائیوں نے نہایت برا برتاؤ اور بدسلوکی کی آخر کار اسی وجہ سے آپ ۳۰۳ھ مطابق ۹۱۵ء میں انتقال فرما گئے خراسان کے ایک شہر نسا میں آپ پیدا ہوئے تھے ۲۱۵ھ مطابق ۸۳۰ء پیدائش ہے حضرت علیؓ کے صفات یا مناقب میں آپ کی ایک کتاب الخصائص بھی ہے (ابن خلکان)

Marfat.com

نے جواب دیا" پھر عمر کو" پھر میں نے دریافت کیا کس کو؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا "ابو عبیدۃ الجراح" کو اور الترمذی انس سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بارہ میں فرمایا "یہ دونوں جنت کے نوجوان سردار رہنے والے ہیں۔ اُن میں سے جو کہ اول تھے اور اُن میں سے جو کہ آخر تھے" خواہ وہ پیغمبر اور رسول ہی کیوں نہوں[1]۔

الطبرانی نے اپنی اوسط میں عمار ابن یاسرؓ[2] سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "جو شخص ابو بکر اور عمر پر رسول اللہ کے اصحاب میں سے کسی کو فضیلت دے گا بیشک اس پر مہاجرین اور انصار پر غصہ کرنے اور اُن کی عیب گوئی کا جرم لگیگا"

اور ابن سعید بروایت الزہریؒ[3] نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حسان بن ثابت سے فرمایا کیا تو نے ابو بکر کے متعلق کچھ کہا ہے (از قسم اشعار) انھوں نے جواب دیا "ہاں" تب آپ نے فرمایا "کہو میں سنونگا" بس یہ شعر کہا:-

دو میں سے ایک اس بابرکت غار کے اندر اور بیشک ؛
جب آپ (دونوں) پہاڑ پر چڑھتے ہیں تو دشمن اِدھر اُدھر بھاگ جاتے ہیں ؛
اور بیشک وہ جانتے تھے کہ رسول اللہؐ کے آپ محبوب ہیں ؛
جن کو آپ کے مانند لوگوں میں سے کوئی شخص نہ ملتا تھا" ؛

---

(۱) علمائے اسلام کے نزدیک رسول کا درجہ نبی سے زائد ہے۔ نبی مرسل ان لوگوں کا لقب ہے جن میں دونوں صفات پائی جاتی ہیں رسول سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی مستقل کتاب نازل ہوئی کل نبی مرسل چار ہیں موسیٰؑ - داؤدؑ۔ عیسیٰؑ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) صحابہ میں سے ایک شخص ہیں جو حضرت علی اور معاویہ کے درمیان جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ یہ لڑائی ۳۷ھ میں ہوئی تھی (ابن خل) (۳) ابو بکر محمد ابن شہاب قریش میں سے ہیں۔ بہت افضل تابعی معبر اہل قوانین اور مدینہ کے محدثین میں سے ہیں آپ نے رسول اللہؐ کے دس صحابیوں کو دیکھا ہے آپ یزید ابن عبد الملک کے قاضی بھی تھے ۷۲ یا ۷۳ سال کی عمر میں ۱۲۴ھ مطابق ۷۴۲ء کے انتقال فرما گئے (ابن خل)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر ایسا ہنسے کہ آپ کی کچلیاں تک نظر آنے لگیں۔ اور فرمایا " اے حسان بیشک تو نے سچ کہا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے "

فصل

احمد اور الترمذی انس[۱] ابن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "سب سے زیادہ میری امت میں رحم والا میری امت پر رحم کرنے والا ابو بکر رضؓ ہے۔ اور سب سے زیادہ احکام خداوندی میں جدوجہد کرنے والا عمرؓ ہے اور بلحاظ حیا کے سب سے بڑا عثمانؓ ہے اور سب سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والا معاذ ابن جبلؓ ہے۔ اور وراثتی قوانین (علم فرائض) کا سب سے زائد جاننے والا ابن ثابت[۲] ہے۔ اور علم قرآن کا سب سے زیادہ جاننے والا ابی ابن کعب[۳] ہے اور ہر ایک امت میں امین ہوا ہے

۱۔ ابو حمزہ انس ابن مالک آپ کا لقب " خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " ہے بہت افضل صحابیوں میں سے تھے آپ کی والدہ کی التجا سے رسول اللہ نے آپکی دینی اور دنیاوی ترقیوں کے لئے دعا فرمائی تھی جس کی وجہ سے حضرت انس بہت متمول ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے کھجوروں کے درخت سال میں دو مرتبہ بار آور ہوتے۔ اور آپ ۸۰ لڑکوں کے باپ ہوئے۔ آپ نے اپنے آقا کی دس سال تک خدمت کی اور آپ کے انتقال کے بعد حضرت انس بصرہ چلے گئے ۹۳ھ مطابق ۷۱۱ء میں انتقال فرما گئے (ابن خل)

۲۔ ابو سعید زید ابن ثابت ثابت صحابی اور مدینہ کے رہنے والے ہیں آپ رسول اللہ کے کارپرداز اور منشی تھے رسول اللہ جو قرآن کی عبارت بولتے آپ لکھا کرتے تھے۔ اور اس کے ماسوا آپ رسول اللہ کی ہر قسم کی خط و کتابت بھی کیا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بھی آپ سکریٹری رہے۔ یہ ان تین حضرات میں سے ہیں جن کو حضرت ابو بکر نے قرآن جمع کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ آپ خصوصاً علم فرائض اور دوسرے علوم کے علامہ تھے نیز آپ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں بیت المال یا عام خزانہ کے بھی خزانچی رہے ہیں مدینہ میں ۴۵ھ میں انتقال فرما گئے (النوی)

۳۔ رسول اللہ کے صحابیوں میں سے ہیں عقبہ کی دوسری صلح میں موجود تھے جنگ بدر اور دوسری لڑائیوں میں لڑے بھی ہیں رسول اللہؐ نے سورۃ البینہ کی آپ پر تلاوت بھی فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ ایک ایسا فضل و انعام خداوندی ہے جو کسی دوسرے صحابی کو میسر نہیں آیا ۳۰ھ سے پہلے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں انکا انتقال ہو گیا (النووی)

اس امت کا امین ابو عبیدہ ابن الجراح ہے۔" ابو یعلیٰ نے اسی حدیث کو ابن عمر سے نقل کیا ہے اور اس پر اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ "مقدمات کا سب سے اچھا فیصل کرنے والا علیؑ ہے۔" الدیلمی نے یہ حدیث اپنی مسند الفردوس میں شداد ابن اوس کی حدیث سے نقل کی ہے اور اتنا اور شامل کیا ہے: "اور میری امت میں ابو ذر[1] سب سے زیادہ زاہد اور صادق ترین ہے اور ابو الدرداء سب سے زیادہ عابد اور اور متقی ترین ہے۔ اور معاویہ بن ابی سفیان میری امت میں سب سے زیادہ حلیم اور اور اجود ہے۔ اور ہمارے شیخ علامہ کافیجی[2] سے ان تفضیلات کے بارہ میں سوال کیا گیا کہ کیا آپ ان میں کہیں مخالفت رکھتے ہیں؟" آپ نے جواب دیا کہ "میں کہیں منافات نہیں دکھتا۔"

فصل

اس امر میں جو قرآن کی آیات آپکی تعریف اور آپکے صدیق ہونیکے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ اور دوسری باتوں میں بھی جو آپکی شان سے متعلق ہیں

جانو! کہ میں نے بعض لوگوں کی تصنیفات اُن لوگوں کے متعلق دیکھی ہیں جن کے بارہ میں قرآن کے کچھ کچھ حصے نازل ہوئے ہیں۔ مگر مکمل قرآن نہیں۔ اس لئے اس مضمون پر میں نے ایک مکمل مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں اس مضمون پر کامل طریقہ سے بحث کی ہے اور یہاں پر میں اُس میں سے کچھ مختصراً جو

---

[1] جندب بن جنادہ ابو ذر غفاری۔ ایک فقیرانہ۔ عابدانہ زندگی بسر کرنے والے اور صوفی المشرب شخص تھے۔ بہت پہلے مشرف باسلام ہونے والوں میں سے ہیں اُن کے اصل نام کے متعلق بہت زائد اختلاف رائے ہے آپ نے ابازہ میں جو مدینہ سے ۳ میل پر ایک گاؤں ہے ۳۲ھ میں انتقال فرمایا آپ کے زائد حالات کیلئے ابن حجر اور النووی دیکھو۔

[2] اس نام کو میورسنج (Meursinge) نے خافیاجی بھی لکھا ہے۔ دیباچہ دیکھو

الصدیق کے متعلق باتیں ہیں نقل کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثانی اثنین اذ ھما فی الغار۔ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ (ان دونوں میں سے دوسرا (ابوبکرؓ) جبکہ وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔ اُس وقت اُس کے ساتھی (رسول اللہؐ) نے کہا مغموم مت ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس خدائے برتر نے اُس کے ذریعہ اُسی دوسرے کی محافظت کا ذمہ لیا) (سورہ توبہ پانچواں رکوع) مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "صاحب" سے مراد ابوبکرؓ ہیں۔ اور عنقریب آپ کی (ابوبکرؓ) طرف سے اس کے متعلق حدیث بھی ذکر کی جائیگی۔

ابن ابی حاتم ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول" فانزل اللہ سکینۃ علیہ (پس اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت کا اقرار اُن پر نازل کیا" کے متعلق نقل فرماتے ہیں کہ یہ حفاظت ابوبکر پر نازل کیگئی تھی کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کبھی حفاظت نہ نازل ہوئی" اور ابن ابی حاتم ابن مسعودؓ[1] سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبکر ہی نے بلالؓ[2] کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس سکوں کے عوض میں خرید یا۔ اسکے بعد خدا کے لئے اُن کو آزاد کردیا۔ پس اُس وقت اللہ تعالیٰ نے واللیل اذا یغشی ...... ان سعیکم لشتی (رات کی قسم جبکہ وہ تمام چیزوں کو نظر نہ آنے دے۔ اور دن کی قسم جبکہ وہ تمام چیزوں کو خوب ظاہر آنے دے: اور اُس ذات کی قسم کہ جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا، کیونکہ تمہاری کوشش مختلف طور کی ہے) (سورۃ اللیل) تک ابوبکرؓ امیہ اور ابی کے

---

[1] عبد اللہ ابن مسعود ابن غافل ایک جلیل القدر صحابی اور حبشہ اور مدینہ دونوں مقامات کے مہاجرین میں سے اور رسول اللہ کے بہت ہی معتمد راز داروں میں سے تھے آپ کے ہمراہ تمام جنگوں میں شریک رہے بعض کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا اور بعض کا قول ہے مدینہ میں ۳۲ھ میں آپ نے کچھ اوپر ۶۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا ہے۔ [2] رسول اللہ صلعم کے حبشی موذن کا نام ہے۔

Marfat.com

بارہ میں آیات نازل کیں۔

ابن جریرؒ عامر ابن عبداللہ ابن الزبیر سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ابوبکرؓ اسلام کے نام پر مکہ میں آزاد کیا کرتے تھے اس طرح آپ بڑھیوں اور دوسری عورتوں کو جب وہ مسلمان ہوجاتیں آزاد کردیتے۔ پس ان سے اُن کے باپ نے فرمایا۔ اے میرے بچے میں دیکھتا ہوں کہ تو کمزور عورتوں کو آزاد کرتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا کہ تو طاقتور مردوں کو آزاد کرتا۔ تو وہ تیرے ساتھی بنتے اور تیری حفاظت کرتے اور ضربوں کو تجھ سے دور رکھتے" آپ نے فرمایا" اے بابا جان میں اُن باتوں کو چاہتا ہوں جو خداوند تعالیٰ کو مرغوب ہوں" پھر فرماتے ہیں کہ "مجھ سے بعض میرے اہل بیت نے یہ حدیث بیان کی۔ کہ یہ آیہ آپ ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے فاما من اعطی واتقی......... الخ (پس جس شخص نے (خدا کی راہ میں) دیا اور پرہیزگاری کی خصلت اختیار کی (اور اچھے دین اسلام کی باتوں کی تصدیق کی تو ہم اُسکی آسانی کی جگہ کا راستہ اسکے لئے آسان کردینگے اور جس نے راہ خدا میں دینے سے بخالت کی اور آخرت سے بے پروائی کی اور ٹھیک بات کو جھٹلایا تو ہم اسکے لئے مصیبت میں پہنچنے کا رستہ آسان کردینگے اور جب وہ جہنم میں گریگا تو اسکا مال اسکے کچھ کام نہ آئیگا۔ ہمارا کام تو ہدایت کردیتا ہے اور ہمارے ہی ہاتھ میں آخرت اور پہلی (دنیا) دونوں ہیں۔ پس ہم نے تمکو دوزخ کی بھڑکتی آگ سے ڈرادیا۔ اسمیں وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے جھٹلایا اور مخالفت کرتا رہا اور جو ایسا بہت بڑا پرہیزگار ہے کہ اپنی گاڑھی کمائی (خدا کی راہ میں دیتا ہے اور کسی سے اپنے اس دینے کے بدلے کا طلبگار نہیں مگر ذات باری کی درگاہ سے خوشنودی کا تو خدا اُس سے ضرور راضی ہوگا (سورۃ اللیل

اور آلبزار عبداللہ ابن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیہ وما لاحد من نعمۃ تجزی (اور کسی پر اُس کے دین کا الخ..... ترجمہ دیکھو) آخر تک ابوبکر ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے اور البخاری حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے قسم کے توڑنے کے کفارہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی کسی قسم کو نہیں توڑا (سورۃ المائدہ۔ رکوع ۱۱ میں قسم کے

Marfat.com

کفارہ کے متعلق ذکر ہے۔ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مسکین من اوسط ما تطعمون من اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم واحفظوا ایمانکم کذلک یبین اللہ لکم آیتہ لعلکم تشکرون ٥

(ترجمہ) اللہ تمہاری ایسی ایسی قسموں پر مواخذہ نہ کریگا لیکن جب تم کی قسم کھالو اور توڑ ڈالو تو مواخذہ ہو گا۔ اس سے بچنے کا کفارہ یہ ہے کہ اوسط درجہ کا کھانا جیسا تم اپنے بال بچوں کو کھلایا کرتے ہو کھلادو یعنی تکلف کی کوئی ضرورت نہیں یا ان دس مسکینوں کو کپڑے پہنادو یا ایک غلام آزاد کرو جسکو غلام وغیرہ کچھ نہ میسر ہو تو تین دن کے روزے رکھ لے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم پورے نہ اتر سکو اسلئے اپنی قسموں کے پورا کرنے میں احتیاط کرو یہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام تم سے صاف صاف بیان کرتا ہے کہ تم اسکے شکر گذار ان آسانیوں کی وجہ سے) نمو.

اور البزار ابن عساکر سے وہ اسید ابن صفوان سے نقل کرتے ہیں۔ اور اسید ابن صفوان رسول اللہ ؐ کے صحابی تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جو سچائی لایا وہ محمدؐ ہیں۔ اور ابوبکر الصدیقؓ نے اُن کی تصدیق فرمائی[1] ابن عساکر کہتے ہیں۔ کہ یہ ان الفاظ میں حدیث ہے۔ لیکن شائد یہ حضرت علیؓ کے الفاظ ہوں[1]

اور الحاکم ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے کلام وشاورھم فی الامر (اور اُن سے معاملات میں مشورہ کرلیا کرو) (سورہ آل عمران) کو نقل کرتے اور فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ یہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے لئے نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم ابن سوذب سے نقل کرتے ہیں کہ آیہ ولمن خاف مقام ربہ جنتان (اور

---

[1] یہ بالحق کے الفاظ کے ساتھ ہے قرآن میں لفظ صدق ہے حق نہیں ہے (والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون) اور جو سچی بات لیکر آیا۔ اور اس کو سچ جانا بھی تو یہی پرہیزگار ہیں قرآن سورۃ زمر تیسرا رکوع

Marfat.com

جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پیش ہونے سے ڈرا اُس کے لئے دو جنت کے بلغ ہیں (سورہ رحمٰن رکوع دویم) ابوبکرؓ ہی کے متعلق نازل ہوئی ہی۔ اس کے متعلق اور دوسری روایتیں بھی ہیں جن کو ہم نے نزول کے اس باب میں ذکر کیا ہو۔

الطبرانی نے اپنی اوسط میں ابن عمر اور ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے قول وصالح المومنین (اور نیک مسلمان ہیں) (سورہ تحریم) کے متعلق کہا ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق نازل ہوا ہے۔ اور عبداللہ ابن حمید نے اپنی تفسیر میں مجاہدؒ سے نقل کیا ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ جب ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی (بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں) (سورہ احزاب چھٹا رکوع) نازل ہوئی تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ پر کوئی اچھی بات اللہ نے نہ اُتری جس میں ہم شریک نہ ہوں پھر یہ آیہ نازل ہوئی ھو الذی یصلی علیکم وملئکته (وہ ایسی ذات ہے کہ وہ اور اُس کے فرشتے تمہارے اوپر رحمت نازل کرتے ہیں) (سورہ احزاب رکوع پنجم)

اور ابن عساکر علی ابن الحسین سے نقل کرتے ہیں۔ کہ یہ آیہ ابوبکرؓ عمرؓ اور علیؓ کے بارہ میں نازل ہوئی ہی ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین (اور اگر اُن کے سینوں میں اپنے بھائیوں کی طرف سے دنیا میں) کوئی رنجش رہی ہو گی تو تختوں پر بھائی بھائی جیسے ایک دوسرے کے پاس بیٹھے ہوں گے (سورہ الحجر رکوع سوم) اور ابن عساکر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے ابن عباس فرماتے ہیں کہ ووصینا الانسان بوالدیه احسانا .... وعد الصدق الذی کانوا یوعدون

ملہ ایک مشہور امام اور تابعی ہیں۔ ان کا نام ابوالحجاج مجاہد بن جبیر ہے قرآن کے مضامین کے بیان کرنے میں اور علم فقہ کے بڑے علامہ تھے عبداللہ ابن عمر ان کی اس قدر عزت کرتے تھے کہ جب یہ گھوڑے پر چڑھتے تو عبداللہ ابن عمر ان کے گھوڑے کی رکاب تھامتے سنہ ۱۰۲ھ میں انتقال فرما گئے (ابن خل)

(اور ہم نے انسان کو اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکی تاکید کی ہے
(اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھنے اور جننے میں کتنی تکلیف اٹھائی ہے اس کا
حمل میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں جا کر پورا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب
تربیت پاکر طاقتور ہوتا ہے اور چالیس سال کی عمر ہوتی ہے۔ تو کہتا ہے کہ اے
پروردگار میرے مجھے اپنی ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق دے جو تو نے
مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہیں اور مجھے اس امر کی توفیق دے کہ میں نیک
کام کروں جن سے تو راضی ہو۔ اور میری اولاد میں نیک بختی پیدا کر۔ میں تیری طرف
متوجہ ہوتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے
نیک کاموں کو ہم قبول کرینگے اور اُن کی خطاؤں سے درگذر کرینگے یہ جنتی لوگوں میں
سے ہیں) یہ اُس سچے وعدے کی تکمیل ہے جو اُن سے کیا جاتا تھا) (سورۃ الاحقاف
رکوع دوم) تک ابی بکر الصدیقؓ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور ابن عساکر ابن
عیینہ[1] سے نقل کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو رسول اللہ صلعم کے ذریعہ
معتوب کیا مگر صرف اکیلے ابوبکرؓ کو یہ اللہ کے عتاب کرنے سے بچے رہے پھر اسکے
بعد الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار
(اگر تم رسول اللہ کی مدد بھی نہ کرو تو کچھ پروا نہیں اللہ اس کا مددگار ہے۔ جب کافروں
نے اُسے بے گھر کر دیا تھا تو اللہ نے اُس کی مدد کی تھی۔ صرف دو آدمی اور ان دو میں
دوسرے پیغمبر غار (ثور) میں تھے) سورۃ توبہ رکوع پنجم)

---

[1] ابو محمد سفیان ابن عیینہ ۱۰۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور اُن کے والد اُن کو مکہ میں ۱۲۰ھ
مطابق ۷۳۸ء میں لے گئے جہاں انھوں نے انتقال بھی فرمایا۔ یہ اپنے علم و فضل کے باعث امام تھے
الدنیا و انہ مستورانہ زندگی بسر کرتے تھے جو محدثین ان سے مروی ہیں آپ ہی کی صحت [illegible]

فصل

ان احادیث میں جو آپکی (ابوبکرؓ) فضیلت میں واقع ہیں۔ مع حضرت عمرؓ کے۔ ماسوا اسکے جو گذر چکا

دونوں شیخوں (بخاری اور مسلم) نے ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ سے سُنا فرماتے تھے "جبکہ گڈریا ایک مقام پر اپنی بھیڑوں میں تھا۔ اس ریوڑ پر بھیڑیا جھپٹا۔ اور اُس میں سے ایک بکری اٹھالے گیا۔ پھر چرواہے نے اسکا پیچھا کیا۔ بھیڑیا چرواہے کی طرف مخاطب ہوا اور کہا "قیامت کے دن جب اسکے لئے کوئی چرواہا نہ ہوگا تو میرے سوا کون ہوگا؟" اس اثنا میں ایک شخص گذرا کہ اپنے بیل کو ہانک رہا تھا اور اُس پر بوجھ لادر کھا تھا اور اس کی طرف مخاطب ہوا اور بولا اور یہ کہا "بیشک میں اسلئے نہیں پیدا کیا گیا ہوں۔ لیکن میں کو کاشتکاری کیلئے پیدا کیا گیا ہوں" لوگ بول اٹھے سبحان اللہ گائے بولتی ہے" رسول اللہؐ نے فرمایا میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور اسی طرح ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کہا" اگرچہ ابوبکرؓ اور عمرؓ وہاں پر موجود نہ تھے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اس مجلس میں موجود نہ تھے۔ لیکن آپ نے ان دونوں کو ایماندار ہونے پر شاہد بنا دیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ وہ دونوں کامل ایماندار ہیں"

الترمذی ابوسعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "کوئی بھی

۱؎ سبع یاقوت کی معجم البلدان میں ہے کہ فلسطین میں ہے جس کے متعلق روایت ہے کہ بنی نوع انسان وہاں پر حساب کے لئے جمع ہوں گے یہی حدیث غوث میں اقتباس کیگئی ہے ۔ اُس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس کے دیگر مختلف معانی بھی ہیں لیکن افسوس کہ ان مختلف معانی کے علم سے میں محروم رہا قسطلانی کی شرح بخاری میں یہ حدیث نوٹ کیگئی ہے لیکن شارح نے اسکی کوئی شرح نہیں کی نوٹ ۔ قیامت کے دن جن الفاظ کا ترجمہ ہوا اسکے لئے عربی میں یوم السبع ہے جس کے متعلق سطور بالا میں مذکور ہے

Marfat.com

نہیں ہوا کہ اُس کے دو وزیر آسمان کے اور دو وزیر زمین کے نہوں، میرے آسمان والوں میں سے وزیر جبرئیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور زمین والوں میں سے وزیر ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔" اور محدثین وغیرہ نے سعید ابن زید سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ۔ ابو بکرؓ جنتی ہونگے عمرؓ جنتی ہونگے۔ عثمانؓ جنتی ہوں گے۔ اور علیؓ جنتی ہوں گے۔" اور تمام دس کا ذکر کیا اور الترمذی ابی سعید سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ "بلند درجوں کے بہشتی لوگ اپنے نیچے اس طرح دیکھیں گے جس طرح کہ آسمان کی بلندی پر چمکنے والا ستارہ دیکھتا ہے۔ اور بیشک ابو بکرؓ اور عمرؓ اہل بہشت میں سے ہوں گے۔" (اس کو طبرانی نے جابر ابن سمرہ اور ابی ہریرہ سے بھی نقل کیا ہے)، اور الترمذی نے انسؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہؐ مہاجرین اور انصار صحاب کے پاس گئے وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ رسول اللہؐ کو کسی نے بھی آنکھ اٹھا کر ماسوا ابو بکرؓ اور عمرؓ کے نہ دیکھا یہ دونوں تو رسول اللہؐ کو دیکھتے رہے۔ یہ رسول اللہؐ کو دیکھ دیکھکر مسکراتے رہے اور رسول اللہؐ انہیں دیکھ دیکھکر مسکراتے رہے۔"

الترمذی اور الحاکم ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ ایک دن نکلے اور مسجد میں تشریف لے گئے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ ایک تو داہنی طرف تھے دوسرے بائیں طرف اور آپ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور فرمایا "اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھیں گے۔" (اس کو طبرانی نے اپنی اوسط میں بھی نقل کیا ہے)، اور الترمذی اور الحاکم نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ "میں پہلا ہوں جس کے لئے زمین پھٹیگی۔ پھر ابو بکرؓ کے لئے پھر عمرؓ کے لئے۔" اور الترمذی اور الحاکم نے نقل کیا ہے اور عبداللہ بن حنظلہ سے اس کی صحت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

۱ عشرہ مبشرہ کے متعلق نوٹ ابو بکر الصدیق کے ابتدائی بیان صفحہ ۳۰ میں دیکھو۔

Marfat.com

نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کو دیکھا۔ اور کہا ۔ یہ میری سماعت اور نظر ہیں" ۔ اس کو طبرانی نے
حدیث ابن عمرؓ اور ابن عمروؓ سے نقل کیا ہے۔
البزار اور الحاکم نے ابی عروۃ الدوسی سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا "میں
رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ آئے اور آپ نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ
ہی سزاوارِ حمد ہے جس نے تم دونوں سے مجھے طاقت بخشی" ۔ اور یہی مضمون براء
ابن عازب کی حدیث میں بھی ہے (ا) سے طبرانی نے اپنی اوسط میں نقل کیا ہے ۔ اور
ابو یعلیٰ عمار ابن یاسر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ۔ میرے پاس ابھی
ابھی جبرئیلؑ آئے تھے اور میں نے دریافت کیا ۔ اے جبرئیل عمر ابن الخطابؓ کے
کچھ فضائل مجھ سے بیان کرو" انہوں نے جواب دیا ۔ "اگر میں حضرت عمرؓ کے فضائل
بیان کرنے لگوں تو اتنے زمانہ میں بھی اُن کے فضائل نہ ختم ہوں گے جتنا زمانہ حضرت
نوحؑ نے اپنی قوم کو راہِ راست پر لانے میں صرف کیا تھا۔ کیونکہ بیشک عمرؓ کی نیکی
ابو بکرؓ کے نیک کاموں کے باعث ہیں" ۔ اور احمد عبدالرحمٰن ابن غنم سے نقل کرتے
ہیں کہ رسول اللہؐ نے ابو بکرؓ اور عمرؓ سے کہا ۔ "اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو
میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا" ۔
ابن سعد ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ رسول
اللہ کے عہد میں فتویٰ کون دیا کرتا تھا ۔ انہوں نے جواب دیا " ابو بکرؓ اور عمرؓ اور
دو کے سوا میں کسی کو نہیں جانتا" ۔ اور ابی القاسم ابن محمد سے منقول ہے ۔ کہ ابو بکرؓ
عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ رسول کے زمانہ میں مقدمات کے فیصلے کیا کرتے تھے ۔ اور ا...

(ا) ابن حجر نے اس شخص کا کوئی حال ماسوا ایک یا دو حدیثوں کے ذکر کے کچھ نہیں دیا ہے ۔ وہ حدیثیں صرف
کچھ کچھ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس شخص کا نسب اور نام غیر معلوم ہے مگر ہاں اتنا ضرور اندازہ ہے کہ
اللہ کے ساتھ "قرقرو الکدر" کی مہم میں تھا اور معاویہ کی خلافت کے خاتمہ پر مرا ۔

ابن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: "ہر نبی کی امت میں سے کچھ خاص لوگ ہوتے ہیں۔ اور بیشک میرے خاص اصحاب میں سے ابو بکرؓ۔ عمرؓ ہیں" اور ابن عساکر علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: "اللہ ابو بکرؓ پر اپنا رحم رکھے۔ جس نے اپنی لڑکی میری زوجیت میں دی۔ اور مجھے مقام ہجرۃ (مدینہ) میں لے گیا۔ اور بلالؓ کو آزاد کیا۔ اللہ عمرؓ پر بھی رحم کرے جو سچ کہہ دیتے ہیں چاہے وہ کڑوا ہی لگے۔ اسی حق گوئی نے اُن کے تمام دوست چھڑوا دیئے اور تنہا کر دیا۔ اللہ عثمانؓ پر بھی رحم کرے جن کے سامنے فرشتوں کو بھی حیا آتی ہے خدا علیؓ پر بھی رحم کرے۔ اے اللہ وہ جہاں کہیں جائے اُسے حق پر قائم رکھ۔"

الطبرانی سہلؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری حج (حجۃ الوداع) سے واپس آئے تو ممبر پر چڑھے۔ خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا "اے لوگو درحقیقت ابو بکرؓ ہی ہیں جنھوں نے کبھی ہرگز میرے ساتھ کوئی خلاف بات نہیں کی پس اُن کی اسباب کو جان لو۔ اے لوگو بیشک میں ان سے عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ سعد۔ عبد الرحمٰنؓ ابن عوف[1] اور پہلے ہجرت کرنے والوں[2] سے راضی ہوں ان لوگوں کی اسباب کو جان لو۔"

عبد اللہ ابن احمد نے اپنی زوائد الزہد میں ابن ابی حازم سے نقل کیا ہے کہ۔ ایک شخص علی ابن الحسین کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کا رسول اللہ کے نزدیک کیا درجہ تھا؟ آپ نے جواب دیا "وہی جو اس وقت ان کا درجہ ہے"

---

[1] ابو محمد عبد الرحمٰن بن عوف جبکہ قریش میں سے تھے اور مدینہ کے رہنے والے یہ بھی اُن دس شخصوں میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلعم نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی (عشرہ مبشرہ) آپ کا انتقال ۳۲ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں ہوا (النووی)۔ [2] پہلے مہاجرہ کہلاتے ہیں جنھوں نے حبشہ (حبا سینیہ) میں ہجرت کی اور یہ لوگ تھے جن کو اہل قریش نے نکال دیا تھا کہ وہاں جاکر نجاشی اور اسی ملک کے بادشاہ سے اپنی جان و مال کی حفاظت مانگی یہ کل گیارہ مہاجرین تھے ان کے ساتھ چار کے ساتھ اُن کی بیویاں بھی تھیں (دیکھو سوانح عمری محمد رسول اللہ جلد دوم صفحہ ۱۳۳)

Marfat.com

اور ابن سعد نے بسطام بن مسلم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے ابو بکرؓ اور عمرؓ سے فرمایا "میرے بعد تم پر کوئی دوسرا حکم نہ چلائیگا" اور ابن عساکر حضرت انسؓ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں "ابو بکرؓ اور عمرؓ سے محبت ایمان ہی۔ اور اُن سے عداوت کفر ہے" اور ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ "ابی بکرؓ اور عمرؓ سے محبت کرو۔ اور اُن کو میرے اقوال سے پہچانو" اور حضرت انسؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ "میں اپنی امت سے اسی امر کا امید وار ہوں کہ وہ ابو بکرؓ اور عمرؓ سے محبت کرینگے۔ جس طرح میں اُن سے لا الہ الا اللہ (کوئی پوجا جانے والا اللہ کے سوا نہیں ہی) کے کہنے کا امید وار ہوں (یعنی اقرار ایمان کا)

فصل

اُن حدیثوں میں جو صرف آپ ہی (ابو بکرؓ) کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں ماسوا اُن کے جو گذر چکیں

دونوں شیخ (بخاری اور مسلم) ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہا کہ مینے رسول اللہ کو فرماتے سُنا کہ "جو اپنی چیزوں میں سے جوڑا (دو چیزیں) خدا کی راہ میں تیار رہتا ہو وہ جنت کے دروازوں سے بلایا جائیگا کہ ای خدا کے بندے یہ بھلائی ہی تیرے داخل ہونے کیلئے اور وہ جو کہ نماز پڑھنے والوں میں سے ہی وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائیگا اور جو اسلام کیلئے لڑنے والوں میں سے ہے وہ جہاد کے دروازہ سے بلایا جائیگا۔ ور جو صدقہ دینے والوں میں سے ہے وہ باب الصدقہ سے بلایا جائیگا اور جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہے وہ روزہ والے دروازہ یعنی آسودگی کے دروازہ سے بلایا جائیگا" تب ابو بکرؓ نے کہا "کیا

۱؎ عربی میں من انفق زوجین من شی ہی جس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ جو شخص دو تیار رہتا ہو۔ اس کے اس ترجمہ کیلئے قسطلانی کی شرح اس حدیث کی دیکھو میرے ترجمہ کی سند شارح مذکور ہے۔ ۲؎ من باب الصیام دوسری کتابوں میں نہیں البخاری میں یہ حدیث بایں الفاظ ضرور ہی مطبوعہ تاریخ الخلفاء میں بھی اسی سے صحت کیگئی ہی۔ جیسی کہ میں نے ان الفاظ کی تشریح کی ہے البخاری میں بھی طرح اس کی شرح مذکور ہے۔ اور اسی پر میری شرح مبنی ہی۔

Marfat.com

یہ ضروری نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی آدمی ان دروازوں سے بلایا جائے۔ پس ان تمام دروازوں سے ایک ہی کو آواز دی جائے گی؟ آپ نے فرمایا "ہاں"۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اے ابو بکرؓ ان لوگوں میں سے تو ہو گا"۔ اور ابن داؤد اور الحاکم نے نقل کیا ہے ابو ہریرہؓ سے اس کی صحت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "لیکن اے ابو بکرؓ میری امت میں سے تو ہی ہے جو پہلے جنت میں داخل ہو گا"۔ اور شیخان ابی سعید سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "وہ شخص جس کا میرے اوپر بہت بڑا بااحسان ہے دونوں طریقوں سے اپنی ذات سے بھی اور مال سے بھی وہ ابو بکرؓ ہیں اور اگر خدا کے ماسوا میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابو بکرؓ کو دوست بناتا۔ لیکن اسلامی ہی بھائی چارہ کافی ہے"۔ اور یہ حدیث ابن عباسؓ۔ ابن الزبیر۔ ابن مسعود۔ جندب ابن عبد اللہ۔ البزار۔ کعب بن مالک۔ جابر بن عبد اللہ۔ انسؓ۔ ابی واقد اللیثی۔ ابی المعلی۔ عائشہؓ۔ ابی ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے اور تحقیق ان لوگوں سے احادیث متواترہ میں اس کا ذکر ہے۔

البخاری ابو الدرداء سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا "میں رسول اللہ کے پاس بیٹھا تھا پس ابو بکرؓ آ پہنچے۔ اور سلام کیا اور کہا "بیشک مجھ میں اور عمر ابن الخطابؓ میں کچھ جھگڑا ہو گیا ہے۔ میں نے اُن کی طرف تیزی کی مگر اس کے بعد نادم ہوا اور اُن سے معافی چاہی۔ لیکن انھوں نے انکار کر دیا اس لئے یا رسول اللہؐ میں آپ کے پاس آیا ہوں"۔ رسول اللہؐ نے فرمایا "اے ابا بکرؓ میں نے تجھے معاف کیا"۔ تین مرتبہ کہا۔ اس کے بعد عمرؓ نادم ہوئے اور ابو بکرؓ کے مکان پر آئے لیکن آپ کو نہ پایا پھر جلدی سے رسول اللہ کے پاس گئے۔ رسول اللہ کے چہرہ کا غصہ سے رنگ بدل رہا تھا۔ یہانتک کہ ابو بکرؓ ڈر گئے۔ آپ کے گھٹنوں پر جھک گئے اور دو مرتبہ کہا یا رسول اللہ میں نے اُن سے زیادہ زیادتی کی تھی۔ پس رسول اللہؐ نے پاس کھڑے

Marfat.com

ہونے والوں سے کہا "بیشک خداوند تعالیٰ نے تمہارے پاس مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ "تو جھوٹا ہے" اور ابو بکرؓ نے فرمایا "بیشک یا رسول اللہؐ آپ نے سچ فرمایا" اور اُس نے اپنی جان و مال دونوں سے آرام پہنچایا۔ پس دو مرتبہ فرمایا "کیا تم میرے لئے میرا دوست نہ چھوڑو گے" پھر اس کے بعد آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچائی گئی۔ اور ابن عدی نے ابن عمرؓ کی حدیث سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور اُس میں یہ بھی ہے "پس رسول اللہؐ نے فرمایا "میرے ساتھی کو مت ستاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت اور دین حق کے لئے بھیجا ہے۔ اور تم لوگ مجھے جھوٹا بناتے ہو" ابو بکرؓ نے فرمایا "آپ نے سچ فرمایا" اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو میرا صحابی نہ بناتا بیشک میں اُن کو اپنا دوست بناتا۔ لیکن اخوت اسلامی ہی کافی ہے"

اور ابن عساکر المقدام عہ سے نقل کرتے ہیں کہ عاقل ابو طالب کے لڑکے اور ابو بکر عہ میں کچھ رنج آمیز گفتگو ہوگئی۔ اور فرمایا کہ "ابو بکرؓ زائد رنج آمیز گفتگو کرنے والے یا حسب ونسب کے زائد جاننے والے تھے۔ باوجود اس کے کہ رسول اللہؐ کی صحبت میں بیٹھکر برتاوا اور طرز گفتگو اچھا سیکھا ہوا تھا۔ پس ابو بکرؓ ان سے ناراض ہوکر چلے گئے اور رسول اللہؐ کے پاس جاکر شکایت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا "کیا تم لوگ میرے لئے میرے دوست کو نہ رہنے دو گے۔ دیکھو تو تمہاری کیا شان ہے اور اُس کی کیا شان ہے؟ خدا کی قسم تم میں سے کوئی آدمی نہیں کہ اُس کے گھر میں دروازے پر تاریکی نہ ہو مگر ابو بکرؓ ہیں جن کے

عہ المقدام بن معدیکرب صحابیوں میں سے ہیں۔ ایمیسہ Emessa میں بودوباش رکھتے تھے اور اپنے آقا سے ۴۷ احادیث بیان کی ہیں سبرس میں ۹۱ سال کی عمر [illegible] میں انتقال فرما گئے (النووی)

عہ ابو جہیہ یا ابو عیسیٰ ابو طالب کے دوسرے لڑکے ہیں انہوں نے مشرکین بدر کی طرف سے نارضامندی سے جنگ کی تھی آخر کار قید ہوئے اور جنگ حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوگئے علم الانساب کے ایک ممتاز عالموں میں سے تھے النووی کہتا ہے کہ حاضر جوابی میں بڑے طاق اور بہت جلد دیتے تھے۔ مدینہ کا قبرستان (جنت البقیع) میں مدفون ہوئے

Marfat.com

گھر کے دروازے پر روشنی ہے اور خدا کی قسم تم نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ تو ہو ...
ابو بکر نے فرمایا آپ نے سچ فرمایا" اور تم نے اپنے مالوں کو مجھ سے روک لیا ...
جو کچھ اُس کے پاس تھا مجھے دیدیا۔ تم نے میری مخالفت کی لیکن اُس نے مجھے سچا ...
رکھا اور میری اتباع کی"

البخاری ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص
اپنے کپڑے متکبرانہ طریقہ سے کھینچے۔ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اُس پر نظر نہیں کرے گا
پس ابو بکر نے فرمایا "اگر کسی کے کپڑے دونوں طرف سے پھٹے ہوئے ہوں اور
اس لئے لٹکتے ہوں کیا میں اس کی بھی احتیاط کروں"؟ رسول اللہؐ نے جواب دیا
تو تکبرانہ طریقہ سے ایسا کرنے والوں میں نہیں ہے" اور مسلم ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے
ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا "تم میں سے کون شخص صبح کو روزہ کی حالت میں اٹھا؟"
ابو بکرؓ نے جواب دیا "میں" پھر رسول اللہؐ نے فرمایا "تم میں سے آج جنازہ کے پیچھے
کون گیا؟" ابو بکرؓ نے جواب دیا "میں" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں
سے آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟" ابو بکرؓ نے جواب دیا "میں نے" پھر رسول اللہؐ
نے فرمایا "تم میں سے آج مریض کی عیادت کس نے کی؟" ابو بکرؓ نے جواب دیا "میں نے"
پھر رسول اللہ نے فرمایا جس شخص میں یہ ساری باتیں جمع ہو گئی ہوں وہ ضرور جنت
میں داخل ہو گا" اور یہی حدیث انس ابن مالک اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے بھی مروی
ہے۔ اس حدیث کو انس سے روایت کیا ہے اور آخر میں یہ لفظ شامل کئے ہیں" اور
تیرے لئے جنت واجب ہو گئی" اور عبدالرحمٰن کی حدیث کو البزارؒ نے نقل کیا ہے
اُس کے الفاظ یہ ہیں "رسول اللہؐ نے صبح کی نماز پڑھی اور اپنے صحابہ کی طرف متوجہ
ہوئے اور فرمایا "تم میں سے کس نے آج صبح سے روزہ رکھا ہے؟ حضرت عمرؓ نے
جواب دیا یا رسول اللہ میں اپنی ذات کے متعلق روزہ کے بارہ میں نہیں کہتا۔ کیونکہ

Marfat.com

میری گذشتہ شب روزے میں گذری ہے اس لئے میں نے آج روزہ نہیں رکھا[1] اور ابو بکرؓ نے کہا کہ "میں نے گذشتہ شب کو بھی روزہ رکھا تھا۔ اس لئے آج بھی روزہ دار ہی اٹھا ہوں"۔ تب رسول اللہؐ نے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج مریض کی عیادت کی ہو"۔ عمرؓ نے جواب دیا "یا رسول اللہ ہم یہاں سے تو کہیں گئے نہیں مریض کی عیادت کیونکر کرتے"؟ لیکن ابو بکرؓ نے فرمایا "میں نے سنا کہ میرا بھائی[2] عبد الرحمٰن ابن عوف بیمار ہے۔ پس میں راستے سے اُس کے پاس بھی پہنچ گیا کہ دیکھوں آج صبح کو اس کی طبیعت کیسی ہے"۔ تب رسول اللہ نے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہو"؟ عمرؓ نے جواب دیا "یا رسول اللہ ہم نماز پڑھ رہے تھے کہیں جا نہ سکے"۔ لیکن ابو بکرؓ نے کہا "میں مسجد میں داخل ہوا اور پہنچا دیکھا کہ وہاں ایک سائل آ پہنچا ہے میں نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا عبد الرحمٰن کے ہاتھ میں پایا اُن سے لیا اور اُسے دیدیا"۔ پس رسول اللہ نے فرمایا، "تو ہے جسے میں جنت کی بشارت دیتا ہوں"۔ پھر ایک ایسا لفظ فرمایا جس سے عمرؓ خوش ہو گئے اور عمرؓ نے خیال کیا کہ انھوں نے کوئی اچھا کام نہ کیا کہ حضرت ابو بکرؓ اُن سے سبقت نہ لے گئے ہوں"۔

ابو یعلیٰ ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا "میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ ابو بکرؓ اور عمرؓ تھے پس مجھے دعا مانگتے ہوئے پایا۔ پس کہا "مانگ تجھے ملیگا"۔ پھر فرمایا "جو شخص اس بات سے محبت رکھتا ہے کہ قرآن ایک عمدہ طریقہ اور سرور یت سے پڑھے۔ تو اُسے ابن ام عبد[3] کی

---

[1] صرف کھانا پینا بند کر دینا مذہبًا روزہ رکھنا نہیں ہو کھانے پینے کے رو کنے کے ساتھ روزہ کی نیت کی شرط بھی ہو لیکن رمضان کے سارے مہینہ کے روزوں میں چونکہ پہلے ہی نیت ہوتی ہو اسلئے روزانہ اعادہ کی ضرورت نہیں ۔ [2] بھائی کی اصطلاح ایک اسلامی علم ہے جو بلا تفریق سب کو کہا جا سکتا ہے اس میں خونی یا جبلی رشتہ کی کوئی ضرورت نہیں ۔ [3] ابن مسعود کی والدہ کا نام ہے۔

Marfat.com

طرح بڑھنے دو" پھر میں اپنے گھر واپس آیا۔ اور ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی (کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا) پھر عمرؓ آئے پس ابوبکرؓ کو نکلتے ہوئے دیکھا فوراً دوڑ کر اُن کے پاس جا پہنچے اور کہا "آپ بھلائی میں خوب سبقت لے گئے"

احمد بسند حسن ربیعۃ الاسلمی[1] سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ "ہمارے اور ابی بکرؓ کے درمیان کچھ جھگڑا ہونے لگا اور انہوں نے کوئی ایسا لفظ کہدیا جو مجھے برا معلوم ہوا۔ پھر ابوبکرؓ نادم ہوئے اور مجھ سے کہا "اے ربیعہ تم مجھے بھی ایسا ہی کہدو تاکہ بدلہ ہو جائے" میں نے کہا میں تو نہ کہونگا" انہوں نے جواب دیا تجھے کہنا پڑیگا ورنہ میں تیرے خلاف رسول اللہ ﷺ سے شکایت کردونگا میں نے جواب دیا "میں تو نہ کہونگا" پس ابوبکرؓ اور میرے پاس بہت سے مسلمان گروہ کے لوگ آپہنچے اور مجھ سے کہا "ابوبکرؓ پر خدا رحم کرے انہوں نے تیرے مقابلہ میں کس لئے شکوہ داد دی وہ تو ایسے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ اُن کے لئے کہا ہے سب کو معلوم ہے؟" میں نے جواب دیا "دیکھو تم جانتے ہو کہ ابوبکرؓ الصدیق کون ہیں؟ وثانی اثنین (وہ دو میں کے دوسرے ہیں) (قرآن سورۃ التوبہ پانچواں رکوع) وہ مسلمانوں میں بھوری داڑھی کے شخص ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پیچھے پھر کر دیکھیں کہ تم میری مدد کر رہے ہو اور انہیں غصہ آئے پس رسول اللہ ﷺ آجائیں اور اُن کے غصہ کی وجہ سے وہ بھی غصہ کرنے لگیں پھر تو ان دونوں کے غصہ کی وجہ سے خدا بھی ناراض ہو جائیگا۔ اور ربیعہ بیچارہ مفت میں برباد ہوگا" اور ابوبکرؓ چل دیئے میں بھی اُن کے پیچھے پیچھے تنہا رہا یہانتک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپہنچے اور اُن سے جو کچھ واقعہ ہوا تھا من وعن کہدیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے میری طرف سر اٹھایا اور کہا "اے ربیعہ تمہارے اور ابوبکر الصدیقؓ کے درمیان کیا ہوا؟" میں نے جواب دیا "یا رسول اللہ ﷺ اس اس طرح بات ہوئی تھی انہوں نے مجھے ایک بات کہدی وہ مجھے بری

---

[1] ربیعہ بن کعب بن مالک الاسلمی الحجازی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں مدینہ میں بودوباش اختیار کرلی تھی ۶۳ھ میں حرہ میں انتقال کر گئے (ابن حجر)

Marfat.com

خلیفہ ہونا۔ پھر انھوں نے مجھ سے کہا۔ "تو مجھے بھی وہی کہدو جو میں نے کہا ہے
تاکہ فتنہ باقی نہ رہ جائے"۔ میں نے انکار کیا۔ تب رسول اللہؐ نے فرمایا "اچھا ہے
ولیکن یا معتمد ابو عمرؓ یہ کہو کہ "اے ابوبکرؓ خدا تجھے معاف کرے" تب میں نے کہدیا کہ
"اے ابوبکرؓ خدا تجھے معاف کرے"۔

الترمذی نے نقل کیا ہے اور ابن عمرؓ کی حدیث سے اس کو درست کہا ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے ابوبکرؓ سے کہا "تو میرا حوض کوثر[1] میں ساتھی رہیگا اور تو غار میں میرا ساتھی تھا" اور عبداللہ ابن احمد نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ "ابوبکرؓ میرا ساتھی اور غار میں میرا مونس تھا" اس کی اسناد حسن ہیں۔ اور البیہقی حذیفہ[2] سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "بیشک جنت میں ایک پرندہ ہے جس کا گوشت مزہ میں خراسانی اونٹ کی طرح ہے"۔ ابوبکرؓ نے کہا "یا رسولؐ اللہ کیا وہ مزہ اور خوشبو میں بڑا عمدہ ہے" آپ نے جواب دیا "ہاں وہ جو اسے کھائیگا خوب مزہ پائیگا۔ اور تو اس کے کھانے والوں میں سے ہوگا"۔ اور یہ حدیث انسؓ سے بھی مروی ہے۔ اور ابو یعلی ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مجھے آسمانوں پر معراج ہوئی میں کسی آسمان سے نہیں گذرا کہ وہاں میں نے اپنا نام محمد الرسولؐ اور ابوبکر الصدیقؓ کا نام لکھا ہوا جو میرے بعد خلیفہ ہوگا نہ دیکھا ہو"۔ اس کی اسناد ضعیف ہیں لیکن یہی حدیث ابن عباس۔ ابن عمر۔ انس۔ ابی سعید۔ اور ابی الدرداء سے بھی ضعیف سندوں کے ساتھ مروی ہے مگر کبھی کبھی ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔

---

[1] حوض کوثر یا سلسبیل جنت کا ایک چشمہ ہے جس کے متعلق عقیدہ ہے کہ رسول اللہؐ قیامت کے دن پیاسے مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی تشنگی بجھائینگے۔ [2] ابو عبداللہ حذیفہ بن الیمان یہ اور ان کے والد دونوں جنگ احد میں شریک تھے ان کے والد اپنی ہی طرف والوں سے اتفاقاً مقتول ہوئے رسول اللہؐ کو ان پر بڑا بھروسہ تھا اور آپ قومی یا سلطنتی بڑے بڑے پوشیدہ معاملات کیلئے بھیجے جایا کرتے تھے۔ آپ جنگ نہاوند میں شریک اور فوج کے سپہ سالار تھے جب تک کہ ہمدان۔ رے اور دینور پر قبضہ کیا گیا عمرؓ نے ان کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا جہاں انھوں نے ۳۶ ہجری میں عثمانؓ کے پوشیدہ قتل کے چالیس دن بعد انتقال کیا (النووی)

Marfat.com

ابن حاتم اور ابو نعیم سعید ابن جبیر سے نقل کرتے ہیں۔ کہ "میں نے رسول اللہؐ
کے سامنے یا ایتھا النفس المطمئنہ (اے شخص جس کی روح اطمینان میں ہے) (سورۃ الفجر)
پڑھا۔ پس ابو بکرؓ نے کہا "یا رسول اللہؐ بیشک یہ بڑا اچھا قول ہے" رسول اللہؐ نے جواب دیا
ہاں فرشتے بھی تیری موت کے وقت یہی کہنے والے ہیں۔" اور ابن ابی حاتم نے عامر
ابن عبد اللہ ابن الزبیر سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیہ ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا
انفسکم..... الخ الآیہ (اور اگر ہم ان کو حکم دیتے کہ تم اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو یا اپنے وطنوں
سے باہر نکل جاؤ تو اس پر تھوڑے ہی لوگ عمل کرتے اور اگر جو کچھ سمجھایا جاتا اس پر عمل کرتے
تو اُن کے لئے بہتر ہوتا اور دین کی مضبوطی بھی اس سے ہوتی) (سورۃ النساء اٹھواں رکوع)
نازل کیگئی تو ابو بکرؓ نے کہا "یا رسول اللہؐ اگر آپ مجھے اپنے کو ذبح کر دینے کے لئے کہتے
تو میں ذبح کر دیتا۔" آپ نے جواب دیا "تو سچ کہتا ہے۔" اور ابو القاسم البغوی ابن ابی ملیکہ
سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ اور اُن کے صحابہ ایک کنڈ پر گئے۔ اپنے حکم دیا کہ
"ہر شخص انکے صحابی کی طرف تیر کر جائے۔" پھر کہتے ہیں کہ "ہر آدمی تیرا صرف رسول اللہؐ اور
ابو بکرؓ رہگئے۔ اور رسول اللہؐ بھی ابو بکرؓ کی طرف تیرے اور آپ کو لپٹا لیا اور فرمایا "اگر
مجھے اب تک کوئی دوست بنانا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ میری نظروں کے سامنے ہو بیشک
میں ابو بکرؓ کو اپنا گاڑھا یار بنا تا لیکن وہ میرے صحابی ہیں۔" وکیعؒ نے اس حدیث

۱؎ ابو عبد اللہ یا محمد سعد بن الزہیر بن ہاشم الاسعدی ایک سیاہ اور قبیلہ دلبیہ بن حارث کی طرف سے پارلیمنٹ میں رائے دینے کے لئے معزز تھے۔ جلیل القدر تابعوں میں سے اور کوفہ کے باشندہ تھے۔ حدیث ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے سیکھی ان کو حجاج بن یوسف نے مروان کے خلاف عذر کرنے کی وجہ سے قتل کرایا۔ کہا جاتا ہے کہ حجاج کی زندگی کے آخری گھنٹے اس مظلوم پر ظلم کرنے کی وجہ سے بہت ہی بری طرح بسر ہوئے ان کا انتقال ۹۵ھ مطابق ۷۱۳ء میں ہوا اسی سال حجاج کا بھی ان کے بعد ہوا (ابن خل)

۲؎ ابو سفیان وکیع بن الجراح ۱۲۹ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ مجلس وضع قوانین کے جلیل القدر شیر اور محدث تھے انہوں نے مذہب امام ابو حنیفہ کے لحاظ سے علم حاصل اور اسی لحاظ سے (بقیہ حاشیہ اس صفحہ کا صفحہ ۸۸ پر دیکھئے)

کی متابعت عبدالجبار ابن الورد سے کی ہو، اسے ابن عساکر نے بھی نقل کیا ہے
عبدالجبار ایک ثقہ شخص ہے۔ اور اس کا استاد امام ابن ابی ملیکہ تھا لیکن یہ حدیث
مرسل ہے اور صرف ایک ہی راوی سے روایت کیگئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسے
الطبرانی نے اپنی کبیر اور ابن شاہین نے اپنی سنتہ میں دوسرے طریقہ سے ابن
عباس سے موصولاً ذکر کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا[۱] مکارم الاخلاق میں اور ابن عساکر
صدقہ ابن میمون القرشی سے وہ سلیمن ابن یاسر[۲] سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ
نے فرمایا "نیک خصلتیں تین سو ساٹھ تعداد میں ہیں۔ جبکہ خداوند تعالیٰ نے کسی نیک
بندہ کی خواہش کی۔ وہ اس میں اُن میں سے کوئی خصلت پیدا کر دیتا ہے جس کے ذریعہ
وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔" ابوبکرؓ نے فرمایا کہ "یا رسول اللہؐ اُن میں سے مجھ میں کوئی
ہے؟" آپ نے فرمایا "ہاں تمام میں سے بہت سی۔ اور ابن عساکر نے ایک دوسرے
طریقے سے صدقہ القرشی سے وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ "نیک خصلتیں
تین سو ساٹھ ہیں" پس ابوبکرؓ نے فرمایا "کیا ان میں سے مجھ میں کوئی ہے؟" آپنے فرمایا
"تجھ میں ساری ہیں اس لئے اے ابوبکرؓ میں تجھے مسرور کرتا ہوں" اور ابن عساکر
نے ایک طریقہ سے مجمع بن الانصاری سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ
رسول اللہؐ کے اطراف میں لوگوں کا ایک حلقہ تھا اور اس طرح گنجان تھا کہ آپ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ، ملا اموراتِ شرعیہ کا تصفیہ کیا کرتے تھے انہوں نے ستر مرتبہ حج کیا اور آخری حج سے واپسی کے وقت
فید میں انتقال کر گئے۔ یہ ایک قصبہ مکہ اور کوفہ کے درمیان میں ہے۔ انتقال ۳۰۹ھ مطابق ۱۲۰۲ء
میں ہوا (ابن خل)، حاشیہ صفحہ ۱۴۴ ۱ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید قریش سے ایک مثبتی رشتہ رکھتے تھے۔ ان
کا لقب ابن ابی الدنیا تھا۔ تصرف اور دوسرے مضامین پر کتابیں لکھی ہیں اور محدث تھے۔ خاندان عباسیہ
کے کچھ لوگوں کے معلم بھی رہے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سے ایک المتعضد تھا آپ کو ۱۰ دینار ماہوار پنشن ملتی تھی
۲۸۱ھ مطابق ۸۹۴ء میں انتقال کر گئے۔ (ابن خل)، ۲ ایک تابعی اور مدینہ کے سات شیران قانون میں سے
ایک شخص ہیں اور بہت مشہور محدث ۱۰۷ھ میں انتقال کر گئے (النووی)

Marfat.com

اطراف ایک دیوار معلوم ہوتی تھی لیکن اُن میں ابو بکرؓ کی جگہ خالی تھی۔ اُن میں سے کسی نے بھی اس جگہ نہ بیٹھنا چاہا۔ جب ابو بکرؓ آئے۔ وہ اس جگہ بیٹھ گئے۔ اور رسول اللہؐ نے اپنا رخ آپ کی طرف کیا اور کچھ کہنا شروع کیا۔ کہ لوگ سنتے تھے" اور ابن عساکر نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ابی بکرؓ کی محبت اور اُن کا شکر گذار ہونا میرے ہر امتی پر واجب ہے" اور ایسا ہی سہل ابن سعد سے بھی نقل کیا ہے اور عائشہؓ مرفوعاً رسول اللہؐ سے روایت کرتی ہیں "تمام لوگوں سے باز پرس کی جائیگی مگر ابو بکرؓ سے"

فصل

صحابہ اور قدیم نیک مسلمانوں میں[1] ابو بکرؓ کی فضیلت کے اقوال

البخاری نے جابر سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا "ابو بکرؓ ہمارے سردار ہیں" اور البیہقی اپنی شعب الایمان میں حضرت عمر ابن الخطابؓ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "اگر ابو بکرؓ کا ایمان روئے زمین کے ایمانداروں کے ساتھ تولا جائے (مقابلہ کیا جائے) تو بیشک اُن سے بڑھ جائیگا" اور ابن ابی خیثمہ اور عبد اللہ ابن احمد نے اپنی زوائد الزہد میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا "بیشک ابو بکرؓ ہمیشہ بڑھے ہوئے اور نامور تھے۔ بیشک کاش میں ابو بکرؓ کی چھاتی کا ایک بال ہوتا" مسدد نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے اور کہا "میں بہشت میں ایسا محل بنانا چاہتا ہوں کہ ابو بکرؓ کو دیکھوں" اسکو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے نقل کیا ہے اور کہا "بیشک ابی بکرؓ کے جسم کی خوشبو مشک کی خوشبو سے خوشتر ہے" اسکو ابو نعیم نے نقل کیا ہے۔

ابن عساکر حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ابو بکرؓ کے پاس گئے۔ اور آپ کو

---

[1] عربی میں السلف لفظ ہے جس کے ابو المحاسن کے لحاظ سے یعنی خصوصاً علاوہ بیگم عائشہ۔ ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ زبیر۔ معاویہ اور عمرو بن العاص کے لئے بولا جاتا ہے اور السلف الصالح سے پہلے خاص تابعی مراد ہیں (Lane)

خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے پایا پس کہا "کوئی خدا کی طرف اپنے نیک اعمال کی فہرست[1] بھی اتنا متوجہ ہونیوالا نہیں جتنا میں توجہ کے ساتھ حمد و ثنا کرنیوالے کو دوست رکھتا ہوں"۔ اور ابن عساکر نے عبدالرحمٰن ابن ابی بکر الصدیقؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا عمر ابن الخطابؓ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ "انہوں نے ابوبکر الصدیقؓ سے ہرگز کبھی کسی بھلائی میں سبقت نہیں کی۔ مگر ابوبکر اُن سے سبقت لے گئے ہیں"

اور الطبرانی نے اپنی اوسط میں علیؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا "اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ہم نے ہرگز کبھی کسی بھلائی میں سبقت نہیں کی مگر یہ کہ ابوبکرؓ لے ہمارے مقابلہ میں اُس کی طرف سبقت کی"۔ اور اوسط میں جحیفہ[2] سے بھی منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ علیؓ نے کہا "رسول اللہ کے بعد لوگوں میں بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں کسی مومن کے قلب میں میری طرف سے محبت اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف سے عداوت ہرگز نہ جمع ہوگی"۔ اور کبیر میں ابن عمروؓ سے نقل کی ہے کہ فرمایا "قریش میں سے تین شخص ہیں جن کے چہرے بڑے خوبصورت ہیں اور اُن کا اخلاق بہت اچھا ہے۔ اور جن کا قلب نہایت ثبات والا ہے۔ اگر تو اُن سے باتیں کرے تو وہ تجھے نہ جھٹلائیں گے۔ اور اگر وہ تجھ سے باتیں کریں تو تو انہیں جھٹلا سکے گا وہ ابوبکر الصدیقؓ۔ ابوعبیدۃ الجراح اور عثمانؓ ابن عفان ہیں"۔ اور ابن سعد نے ابراہیم النخعی[3] سے نقل کیا ہے کہ "ابوبکر کا نام اواہ (رحیم الطبع) ان کی مہربانی اور رحمدلی

---

[1] یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آخرت میں قیامت کے دن حساب کتاب کے لئے ہر شخص اللہ کے سامنے اپنا نامۂ اعمال لئے کھڑا ہوگا جسے "کاتبین" نے لکھا ہے۔ یہ وہ فرشتے ہیں جو آدمی کی زندگی میں اس کے داہنے اور بائیں شانے پر موجود رہتے ہیں تاکہ ہر نیک و بد عمل لکھیں ان کو کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ کاتبین تثنیہ کا صیغہ ہے جس کے معنی دو لکھنے والوں کے ہیں [2] جحیفہ صحابی ہیں اور ان کا نام وہب بن عبداللہ ہے اور یہ اُن کے علاوہ کے نام کا مصغر ہے [3] ابو عمران ابراہیم بن یزید النخعی۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ ایک امام اور علامہ ہونے کے لحاظ سے مشہور تھے ۹۵ھ یا ۹۶ھ مطابق ۷۱۳ء میں ۴۹ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ نخعی نخعہ کا اسم منسوب ہے۔ جو کہ یمن کے قبیلہ مذحج کی ایک بڑی شاخ ہے (ابن خل)

Marfat.com

ی وجہ سے پڑ گیا تھا اور ابن عساکر الربیع ابن انس سے نقل کرتے ہیں کہ کتاب اول
ب اواہ میں لکھا ہوا ہے "ابوبکر الصدیقؓ بارش کے قطرہ کے مانند ہیں کہ جب
تا ہے نفع ہی پہنچاتا ہے" اور ابن عساکر نے ربیع ابن انس سے نقل کیا ہے کہتے ہیں
م نے اور تمام نبیوں کے صحابیوں پر نظر کی کوئی ایسا نبی نہیں پایا جس کا ساتھی
بکر الصدیقؓ جیسا ہو" اور زہری سے نقل کی ہے۔ کہتے ہیں وہ ابوبکرؓ کی بزرگیوں
ں سے یہ ہے کہ آپ نے کسی لحظہ بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق شک نہیں کیا" اور الزبیر
ن بکار سے منقول ہے کہ "میں نے بہت سے اہل علم کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ
رسول اللہؐ کے صحابیوں میں سے واعظ ابوبکر الصدیقؓ اور علیؓ ابن ابی طالب تھے"
ابی حصین سے نقل کیا ہے کہ اولاد آدم کے خاندان میں سے نبیوں اور رسولوں
ے بعد کسی کا ابوبکرؓ سے بڑھکر درجہ نہیں ہے۔ اور بیشک ابوبکرؓ ہی یوم الردہ[2] میں تمام
بیوں میں سے بحیثیت ایک نبی کے تھے"

فصل

الدینوری نے اپنی مجالست[3] میں۔ اور ابن عساکر نے الشعبی سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ
نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے ابی بکرؓ کو چار خصلتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ کہ لوگوں
ں کسی کو ان خصلتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہی نہیں" آپ کا نام الصدیقؓ رکھا اور

اسے لوح محفوظ بھی کہتے ہیں یہ تمام چیزوں سے بالکل اوّلین چیز ہے اس میں ہر ایک چیز جو کہ واقع ہونے
لی ہے لکھی ہوئی (یا محفوظ) ہے ۲؎ اس کے متعلق نوٹ = فصل آپ کے علم میں کیونکہ آپ تمام صحابہ سے عالم
ین اور ذکی ترین تھے ۱۲ اس سرخی کے ساتھ گذشتہ فصل صفحہ ۵۰ نمبر ۲ میں دیکھو ۱۲ ۳؎ ایک کتاب کا نام ہے
س کا کچھ حصہ احادیث میں ہے اور کچھ تاریخ میں جس میں مصنفین شعراء کے اقتباسات بھی ہیں اس کے
مصنف احمد بن مروان الدینوری ہیں یہ مالکی مذہب کے متبع تھے ۳۳۳ھ میں انتقال فرمایا (اتحاف
لنبلاء" مولفہ نواب صدیق حسن خان بھوپال)

Marfat.com

کسی کا نام الصدیقؓ رکھا ہی نہیں اور وہ رسول اللہؐ کے ساتھ غار میں تھے او
ہجرۃ میں آپ کے رفیق تھے۔ اور مسلمانوں کا آپ کو نماز میں امام بنایا، اہل اسل
اس کے گواہ ہیں"۔ اور ابن ابی داؤدؒ[1] نے اپنی کتاب المصابح (المصاحف) میں ا
سے نقل کیا ہے کہ "ابوبکرؓ جبرئیلؑ کی آہستہ آہستہ گفتگو رسول اللہؐ کے ساتھ سنا کر
تھے مگر آپ کو (جبرئیلؑ کو) دیکھ نہ سکتے تھے"۔ اور الحاکم نے ابن المسیبؒ[2] سے نقل کیا
کہ "ابوبکرؓ رسول اللہؐ کے ساتھ وزیر کے عہدے پر تھے کیونکہ آپ تمام امورات میں
اُن سے مشورہ کیا کرتے تھے اور آپ اسلام لانے میں دوسرے تھے۔ اور غار میں
دوسرے تھے۔ اور یوم بدر کے عریش میں بھی دوسرے تھے۔ اور قبر میں بھی دوسر
ہیں (رسول اللہؐ کی قبر کے ساتھ آپ کی قبر[3] ہے) اور رسول اللہؐ نے کسی کو آپ پر مقد
کیا ہی نہیں۔

فصل

اُن احادیث اور آیات قرآنی میں جن سے ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور اس امر میں اماموں کی کلام میں بھی

الترمذی نے نقل کیا اور اس کو درست کہا ہے اور الحاکم نے بھی نقل کیا اور اس کی

---

[1] ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد۔ بغداد میں اوّل درجے کے حافظ تھے اور بہت بڑے مشہور محدث ابی داؤد کے
تھے ان کا انتقال ۳۱۶ھ مطابق ۹۲۸ء میں ہوا۔ ابن خلکان کہتا ہے کہ انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب
المصابح ہے۔ مگر یہ کتاب قلمی اور مطبوعہ جہاں بھی دیکھی گئی اس کا نام بجائے مذکورہ نام کے المصاحف ملا۔ غالباً غلط
[2] ابن خلکان کہتا ہے کہ ان کے والد کا نام مسیّب اسم مفعول سیّب سے پڑھا جاتا ہے لیکن سعید اس کا تلفظ اسم
کے وزن پر مسیِّب کرتا ہے کیونکہ ان کا قول ہے "اللہ اُس کو انعام دے جو میرے والد کا نام مسیِّب تلفظ
[3] ان کی قبر مدینہ میں رسول اللہؐ اور عمرؓ کی قبروں کے درمیان ہے۔

Marfat.com

صحیح کی ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا ،، میرے بعد ان دو کی اقتدا کرو۔ ابو بکرؓ
عمرؓ اور الطبرانی نے حدیث ابی الدرداء اور الحاکم نے ابن مسعود کی حدیث سے نقل
ہے اور ابو القاسم البغوی نے بسند حسن عبداللہ ابن عمر سے نقل کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ
نے رسول اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اور ابو بکرؓ
ے بعد تھوڑے ہی عرصہ تک دنیا میں رہیں گے۔" اس حدیث کے شروع کی صحت پر
ع ہے اور کئی طریقوں سے بیان کیگئی ہے۔ اس امر کے متعلق اس کتاب کے شروع
ن کیا جا چکا ہے۔ اور صحیحین میں حدیث سابق کے متعلق مذکور ہے۔ کہ جب رسول اللہ
وصال کے قریب خطبہ روعظ دے رہے تھے فرمایا،، اللہ نے ایک بندہ کو
بنایا ہے،،...... الخ الحدیث اور حدیث کے آخر میں ہے۔ تمام دروازے بند
وجائیں گے مگر ابو بکرؓ کا دروازہ کھلا رہیگا" اور دوسرے طریقہ سے انہیں دنوں
ں سے مروی ہے کہ،، مسجد میں کوئی کھڑکی یا روزن نہ کھلا رہیگا مگر ابو بکرؓ کا روزن
ی و علماء کہتے ہیں کہ یہ آپ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کے
از کے لئے جایا کرتے تھے۔" اور یہی الفاظ حدیث انس میں بھی وارد ہوئے ہیں۔
ے کے الفاظ،، تم ان دروازوں کو مسجد میں بند کر دو مگر ابو بکرؓ کا دروازہ کھلا رہے"
خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہیں راس کو ابن عدی نے حضرت عائشہؓ کی حدیث
ر الترمذی وغیرہ نے ابن عباس کی حدیث سے زوائد المسند میں اور حدیث
ن ابی سفیان سے نقل کیا ہے۔ اور اسے الطبرانی نے بھی نقل کیا ہے۔ اور
انس سے البزار نے نقل کیا ہے۔
شیخان نے جبیر ابن مطعم سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا، رسول اللہ صلعم

ل آپ کے علم میں کیونکہ آپ تمام صحابہ سے عالم ترین اور ذکی ترین تھے"، اس فصل کے پہلے پیراگراف
نوٹ صفحہ ۵۹ نمبر ۳ میں دیکھو ۱۲

Marfat.com

کے پاس ایک عورت آئی۔ آپ نے اُس کو پھر آنے کا حکم دیا۔ اُس نے کہا ہو سکتا ہے کہ
آؤں اور آپ نہ ملیں؟ (گویا اُس نے رسول اللہ کے انتقال کی طرف اشارہ کیا) آ
نے جواب دیا: "اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آئیو" اور الحاکم نے نقل کیا
اور انسؓ سے اس کی تصحیح کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "مجھے بنو المصطلق نے رسول اللہ
کے پاس اس بات کے دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ ہم آپ کے بعد صدقات
کے پاس بھیجا کریں۔ پس وہ آئے اور انہوں نے دریافت کیا آپ نے جواب دیا
"ابی بکرؓ کے پاس" ابن عساکر ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ "ایک عورت
کے پاس کسی بات کے دریافت کرنے کے لئے آئی۔ آپ نے اُس سے فرمایا "پھر
پھر اُس نے کہا "یا رسول اللہ اگر میں آؤں اور آپ کو پاؤں ہی نہیں؟ گویا آپ
وفات کے بارہ میں کہہ رہی ہے۔ پس فرمایا "اگر تو آئے اور مجھے نہ پائے تو ابو
کے پاس جائیو کیونکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے" اور مسلم نے حضرت عائشہؓ
نقل کیا ہے آپ فرماتی ہیں "مجھ سے رسول اللہ ؐ نے اپنی آخری بیماری میں فرما
"میرے پاس اپنے باپ اور بھائی کو بلا، تاکہ میں اُن کو لکھوا دوں۔ پس میں ڈر
کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرتا ہے یا ایسا نہ ہو کوئی کہنے والا کہنا چاہتا ہو کہ "میں
مستحق ہوں۔ لیکن خدا اور مومن کسی کو نہ منظور کریں گے مگر ابوبکرؓ کو" اور احمد و غیر

۱؎ بنو مصطلق (مصطلق بن عمرو بن ربیع بن خارجہ کی اولاد) ضلع کدید میں رہتے تھے جو مکہ اور مدینہ
درمیان سمندر کے کنارے پر آباد ہے ۵ھ میں رسول اللہ کے خلاف اس قبیلہ نے غدر کیا
رسول اللہ ؐ کے بہ نفس نفیس ان کے مقابلہ کے لئے عزم کے ساتھ تشریف لانے سے اُن کو شکست
انہوں نے بعد از شکست اطاعت قبول کرلی (روضۃ الصفا محمد بن اخوند شاہ) جب اس جنگ سے رسول
ہوئے ہیں تبھی یہ مشہور واقعہ عائشہ کا پیش آیا تھا کہ آپ اتفاقاً سڑک کے کنارے سوتی رہ گئیں اور
مع قافلہ کے چل دیئے۔ پھر دوسری صبح کو صفوان بن معطل نے انہیں پایا اور کیمپ میں
آپ کی عصمت کے اظہار کے لئے قرآن کی سورہ نور ہے

Marfat.com

حضرت عائشہؓ سے ایک دوسرے طریقہ سے روایت کی ہے اور بعض حدیثوں میں یہ الفاظ ہیں۔ فرماتی ہیں کہ "رسول اللہؐ نے اُس مرض میں جس میں کہ وہ انتقال کر گئے فرمایا کہ "میرے پاس عبدالرحمٰن ابن ابی بکر کو بلاؤ تا کہ میں ابی بکرؓ کے متعلق لکھوا دوں اس وجہ سے کہ میرے بعد کوئی ان کی مخالفت نہ کرے"۔ اُس کے بعد فرمایا۔ جانے بھی دو خدا کی پناہ مومنین ابوبکرؓ کے بارہ میں اختلاف کرینگے"۔ اور مسلم نے عائشہؓ سے نقل کی ہو کہ آپ سے دریافت کیا گیا "رسول اللہؐ نے اپنا خلیفہ کس کو مقرر کیا ہو اگر کسی کو مقرر کیا ہو؟ آپ نے جواب دیا۔ ابوبکرؓ کو۔ آپ سے کہا گیا ابوبکرؓ کے بعد کسکو؟ آپ نے جواب دیا عمرؓ"۔ پھر آپ سے دریافت کیا "عمرؓ کے بعد"؟ آپ نے جواب دیا۔ ابو عبیدۃ الجراح"۔ اور شیخان نے ابوموسیٰ الاشعری[1] سے نقل کیا ہو کہ انھوں نے فرمایا۔ رسول اللہؐ بیمار ہو جب آپکا مرض شدید ہوا آپ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ لوگوں کی امامت کرادیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہؐ وہ نرم دل شخص ہیں جب آپ کے مقام پر کھڑے ہونگے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی استطاعت نہ رکھیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ لوگوں کی امامت کرادے پھر عائشہؓ نے وہی کہا جو کہا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ سے جا کر کہو کہ لوگوں کی امامت کرادے۔ بیشک تو تو یوسفؑ کی بیوی[2] ہے" پھر رسول اللہؐ خود حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ پس آپ نے لوگوں کی امامت آپ کی زندگی میں کرائی"۔ یہ حدیث متواتر ہے اور یہی حضرت عائشہؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابن عباسؓ ابن عمرؓ عبداللہ بن زمعہؓ۔ ابن سعیدؓ علی ابن ابی طالبؓ اور حفصہ سے منقول ہو[3] اور اُن کے طریقے احادیث متواترہ میں الگ الگ ہیں۔ اور بعض طریقوں میں حضرت عائشہ

---

[1] ابو عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ الاشعری۔ یہ ان کا نام ابن حجر نے دیا ہے۔ یہ جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے ثالث تھے نا بتدا میں قریش کے ائمہ کے متعلق جو فصل باندھی ہے اُس میں صفحہ ۱۲ نمبر ۱۔ صفین کے متعلق نوٹ دیکھو۔ انھوں نے رسول اللہ۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ کے ایام سلطنت میں گورنری بھی کی ہے۔ بسنہ ھ میں انتقال کر گئے (ابن خلق)

[2] معنی یہ ہیں کہ تو برائی کی طرف بہ راہ کرنے والی یا برے راستہ کے لئے ورغلانے والی ہے مطبوعہ کتاب میں الگ لفظ ہو مگر لین Lane نے جو حدیث نقل کی ہو اُس میں اختن ہے۔

[3] یہاں اور بھی بہت سے راویوں کے نام ہیں لیکن طول ہونے کے خوف سے وہ نہیں لکھے گئے۔

Marfat.com

سے یوں مروی ہے "میں کئی دفعہ رسول اللہؐ کی طرف اس معاملہ کے لئے گئی اور اس معاملہ میں میں کئی مرتبہ جانے سے کچھ نہ سمجھ سکی۔ الا یہ کہ لوگ اس بات سے مطمئن ہونگے۔ کہ کوئی شخص آپ کا رسول اللہؐ قائم مقام ہو اور میں اس بات کو دیکھ رہی ہوں کہ کوئی شخص آپ کی جگہ کے لئے ہرگز ہرگز نہ کھڑا ہوگا۔ کہ لوگ اسے منحوس نہ سمجھ لیں اس لئے میں اس بات کی امید وار ہوئی۔ کہ رسول اللہؐ ابو بکرؓ کا نام لے لیں" اور ابن زمعہ کی حدیث میں ہے۔ کہ "رسول اللہؐ نے اُن کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ابو بکرؓ تو وہاں موجود نہ تھے۔ حضرت عمرؓ آئے اور نماز پڑھائی۔ پس رسول اللہؐ فرمانے لگے "نہیں! نہیں!! نہیں!!! اللہ اور مسلمان اس بات کو نہیں چاہتے ابو بکرؓ ہی نماز پڑھائیں (ابو بکرؓ)" اور ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے "عمرؓ نے تکبیر کہی۔ پس رسول اللہؐ نے ان کی تکبیر سنی اور اپنا سر ناراضگی کے ساتھ اٹھایا اور فرمایا۔ ابو بکرؓ ابن ابی قحافہ کا لڑکا کہاں ہے؟ عالموں نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ یہ اس امر پر واضح ترین دلالت ہے۔ کہ الصدیقؓ تمام صحابہ میں بالاتفاق افضل ہیں اور خلیفہ ہونے کے بھی مستحق ترین ہیں۔ نیز نماز کی امامت کے لئے بھی اولیٰ ہیں۔ الاشعریؒ کہتے ہیں یہ حقیقتاً مانی ہوئی بات ہے کہ رسول اللہؐ نے الصدیقؓ کو نماز کی امامت کرانے کے لئے حکم کیا باوجود اس کے کہ مہاجرین اور انصار دونوں موجود تھے کیونکہ آپ کا قول بھی ہے "قوم کی امامت وہ کرائیگا جس نے کتاب اللہ کو تم میں سے بہت اچھا پڑھا ہے" پس یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آپ بہت اچھا پڑھے ہوئے تھے یعنی تمام سے علم قرآن میں عالم ترین تھے۔ فقط اور صحابہ نے خود ہی اس امر کو سمجھ لیا ہے کہ آپ خلافت کے زیادہ حقدار تھے۔ اور ان لوگوں میں عمرؓ بھی تھے۔ ان کا قول قریب ہی فضل سابقہ میں آنے والا ہے۔ اور ان لوگوں میں حضرت علیؓ بھی تھے۔"

ابن عساکر نے آپ ہی سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ بیشک رسول اللہؐ

Marfat.com

نے ابو بکرؓ کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دیا۔ اور میں وہاں پر موجود تھا۔ غائب نہ تھا اور مجھے کوئی مرض بھی لاحق نہ تھا[1]۔ پس ہم اُس شخص سے دنیاوی امورات کے لئے راضی ہو گئے جس سے رسول اللہ نے ہمارے امورات دینی کے لئے خواہش ظاہر کی۔" علماء کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ اس امر کے لئے تسلیم کردہ رسول اللہ کی زندگی ہی میں تھے کہ آپ ہی امامت کے لئے مناسب ہیں۔ احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے سہل ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان قتال تھا۔ کہ رسول اللہ آ گئے۔ اور اُن کے پاس ظہر کے بعد آئے تاکہ ان میں صلح کرا دیں۔" اور فرمایا: "اے بلال اگر نماز کا وقت قریب آ جائے۔ اور میں نہ آؤں۔ تو ابو بکرؓ سے کہنا کہ لوگوں کی امامت کرا دیں۔" پس جب عصر کی نماز کا وقت آیا۔ بلال نے اذان کہی۔ اور پھر ابو بکرؓ سے نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ پس آپ نے نماز پڑھائی اور ابو بکر الشافعی[2] نے الغیلانات میں اور ابن عساکر نے حفصہ[3]ؓ سے روایت کی ہے کہ حفصہؓ نے رسول اللہؐ سے فرمایا۔ جبکہ آپ بیمار تھے۔ "آپ ابو بکرؓ کو سب کا اگوا بنا رہے تھے؟" آپ نے جواب دیا "مجھ میں نے اُن کو نہیں پسند کیا لیکن وہ خدا ہے جس نے اُن کو پسند کیا۔" دار قطنی نے افراد میں۔ اور الخطیب اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ آپ صحت ہوش و عقل کے ساتھ عینی شاہد تھے [2] ابو بکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم۔ البزار کے نام سے مشہور ہیں۔ الشافعی کا انتقال ۳۵۴ھ میں ہوا۔ غیلانات احادیث کا ایک مجموعہ ہے۔ جس کو مؤلف کے شیوخ نے لکھوایا تھا اس کا نام غیلانات غالباً ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان نے رکھا تھا جس نے کہ احادیث سکھلائی تھیں ان کا انتقال ۴۴۰ھ میں ہوا (اتحاف النبلاء) [3] عمر بن الخطابؓ کی لڑکی کا نام ہے ان کا پہلا شوہر حسن ابن حذیفہ تھا جو جنگ بدر میں لڑا اور مدینہ میں مرا اُس کے بعد اُس کے والد نے ابو بکرؓ کے ساتھ پھر عثمانؓ کے ساتھ اُس کی شادی کرنی چاہی لیکن دونوں نے اس تجویز کو نامنظور کیا عمرؓ نے اس امر کے متعلق رسول اللہ سے عرض کیا آپ نے جواب دیا۔ وہ شخص جو حفصہ سے شادی کریگا اُسے عثمان سے بڑا ہونا چاہیئے (یعنی میں) اور جس کی عثمانؓ سے شادی ہوگی اُسے حفصہ سے بڑا ہونا چاہیئے (یعنی آپ کی صاحبزادی ام کلثوم) اُس کے بعد ابو بکرؓ نے عمرؓ سے یہ کہکر معافی چاہی کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہؐ حفصہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں اس لئے میں نے انکار کر دیا ورنہ میں ضرور خوشی سے شادی کر لیتا (ابن حجر)

Marfat.com

نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "میں نے تین شخصوں کو آگوا بنانے کے لئے اللہ سے دریافت کیا" (پس حضرت علیؓ صرف ابوبکرؓ ہی کو آگوا بنانے کے لئے راضی تھے) اور ابن سعد الحسن سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے فرمایا۔ "یا رسول اللہؐ میں ہمیشہ خواب میں دیکھا کرتا ہوں۔ کہ لوگوں کے صحن میں ٹہل رہا ہوں"۔ آپ نے جواب دیا۔ "بیشک تو لوگوں کے لئے ایک راستہ ہو گا" اور یہ بھی فرمایا کہ "میں اپنے سینہ پر دو داغ سے بھی دیکھتا ہوں"۔ آپ نے جواب دیا۔ "یہ دو سال ہیں"[1]

ابن عساکر ابی بکرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ "میں عمرؓ کے پاس گیا آپ کے سامنے کچھ لوگ کھا رہے تھے۔ ان لوگوں میں سے پچھلی قطار میں آپ نے ایک شخص پر نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ "تو پہلی کتابوں میں سے کچھ پڑھتا ہے کیا جانتا ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ان کے صدیقؓ ہیں"۔ اور محمد ابن الزبیر فرماتے ہیں "مجھکو عمر بن عبدالعزیزؒ نے الحسن البصری کے پاس بھیجا۔ تاکہ میں ان سے کچھ باتیں دریافت کروں میں ان کے پاس آیا اور ان سے کہا۔ "مجھے اس امر میں کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے مطمئن کیجئے کیا رسول اللہؐ نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے؟" الحسنؒ جو کہ بیٹھے ہوئے تھے بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا "کیا ایسی بات میں شک ہو سکتا ہے؟ تیرا باپ نہیں ہے لے! خدا کی قسم ایسا خدا کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں اس نے اس کو خلیفہ بنایا ہے۔ اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں عالم ترین تھے۔ اور اس کے لئے متقی ترین۔ اور اس سے خائف ترین۔ ایسے کہ آپ اس کے لئے اپنی جان دیدیں۔ اگرچہ آپ کو اس کے لئے حکم کیا ہی نہ گیا ہو"۔ اور ابن عدی ابوبکرؓ بن عیاش[2] سے

---

[1] یعنی رسول اللہؐ کے دو سال بعد آپ خلیفہ ہوں گے [2] ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ" سورۃ النساء آٹھواں رکوع) اس قرآن کی آیت کے ٹکڑے کا ترجمہ ہو [3] ابوبکر سالم بن عیاش ایک جلیل القدر محدث اور کوفہ کے رہنے والے تھے۔ الرشید کے انتقال کے اٹھارہ دن بعد کوفہ میں ابن عیاش کا انتقال ۱۹۳ھ مطابق ۸۰۹ء کے اٹھانوے سال کی عمر میں ہوا (ابن خل)

نقل کرتے ہیں کہ مجھ سے الرشید نے کہا۔ اے ابا بکرؓ لوگوں نے ابو بکرؓ الصدیق کو کیسے خلیفہ بنایا؟ میں نے جواب دیا" اے امیر المومنین اللہ بھی خاموش تھا اور اس کا رسول بھی خاموش تھا اور مومن بھی خاموش تھے" فرمایا۔ خدا کی قسم تو نے تو اور میری خواہش بڑھا دی" میں نے کہا" اے امیر المومنین رسول اللہؐ آٹھ دن بیمار رہے پس بلالؓ آئے اور کہا۔ یا رسول اللہؐ لوگوں کو نماز کون پڑھائے؟ فرمایا" ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کی امامت کرائیں پس آٹھ دن تک ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی اور وحی برابر نازل ہوتی رہی پھر رسول اللہؐ بھی خدا کی خاموشی سے خاموش رہے اور مومن رسول اللہؐ کی خاموشی سے خاموش رہے اس بات نے ان کو مسرور کیا انہوں نے کہا اللہ تجھے برکت دے

علماء کی ایک جماعت نے الصدیق کی خلافت آیات قرآن سے بھی نکالی ہے پس البیہقی نے الحسن البصری سے اللہ تعالیٰ کے قول یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ (اے ایماندار لوگو اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب وہ ایسی قوم میں آئیگا کہ وہ اُسے دوست رکھتا ہوگا اور وہ اُسے دوست رکھتی ہوگی) (سورہ مائدہ ساتواں رکوع) کے متعلق فرمایا کہ خدا کی قسم وہ ابو بکرؓ اور اُن کے ساتھی ہیں۔ جبکہ عرب مرتد ہو گئے تو ابو بکرؓ اور ان کے ساتھیوں نے کوشش کی یہاں تک کہ ان کو اسلام کی طرف پھیر لائے"

اور یونس ابن بکیر نے قتادہ سے روایت کی ہے۔ کہ" جب رسول اللہؐ نے وفات پائی عرب مرتد ہو گئے تھے" پھر اُس کے بعد ذکر کرتا ہے کہ" ابو بکرؓ نے ان کا قتال کیا۔ یہ ذکر کرتے ہوئے یہاں پر پہنچا ہے" کہ" ہم ذکر کیا کرتے تھے کہ یہ آیہ ابو بکرؓ اور اُن کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ "قریب ہے کہ اللہ ان کو ایسی قوم میں

ملہ عربی میں ماضی مطلق کا صیغہ ہے جسکے خاص موقعوں پر مستقبل کے معنی بھی آجاتے ہیں مگر میں نے متکلم کے معنی کے پیرائے کو پوری طرح پڑھنے والوں کی سمجھ میں آجائے۔

Marfat.com

لائیگا کہ وہ اس کو دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے" اور ابن ابی حاتم جویبر سے اللہ تعالیٰ کے قول قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید (دیہاتی جو سفر حدیبیہ سے پیچھے رہگئے تھے اُن سے کہدے کہ قریب ہی تم بڑی جنگجو قوم (پارسیوں اور رومیوں) کے مقابلہ کے لئے بلائے جاؤ گے (سورۃ فتح پہلا رکوع) کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ بنو حنیفہ تھے[1]" ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ[2] کہتے ہیں کہ یہ آیہ الصدیقؓ کی خلافت پر دلیل ہے۔ کیونکہ آپ ہی تھے جنھوں نے اُن سے لڑنے کو انہیں بلایا تھا اور شیخ ابوالحسن الاشعری[3] کہتے ہیں کہ میں نے ابا العباس ابن شریح کو کہتے ہوئے سنا کہ الصدیقؓ کی خلافت اس آیت سے نکلتی ہے۔ کیونکہ اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس کے نازل ہونے کے بعد کوئی جنگ نہیں ہوئی کہ اس کے لئے لوگوں کو بلایا گیا ہو ماسوا اس کے کہ ابی بکرؓ نے اُن کے مقابلہ کے لئے بلایا اور وہ لوگ جن سے جنگ تھی اہل الردہ تھے۔ اور وہ لوگ تھے جنھوں نے زکوٰۃ کو روکا تھا۔ فرماتے

---

[1] یہ لوگ الیمامہ میں رہتے تھے اور مسیلمہ کذاب کے جس نے رسول اللہ کے مقابلہ میں جھوٹا دعویٰ نبوت کا کیا تھا اُس کی امت تھے (دیکھو Sale صفحہ ۱۵۱) [2] ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ ایک بہت بڑے صرفی، نحوی اور علم لغت یا فلسفہ زبان کے جاننے والے تھے اور بغداد میں احادیث کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ یہ مختلف مضامین پر بہت سی کتابوں کے مصنف ہوئے ہیں ان کے والد مرو کے باشندہ تھے لیکن ان کی پیدائش بغداد کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کی سنہ ۲۱۳ھ مطابق ۸۲۸ء میں پیدا ہوئے اور ۲۷۶ھ مطابق ۸۸۹ء میں انتقال کر گئے (ابن خلکان)

[3] ابوالحسن علی الاشعری۔ اپنے آپ کو ابو موسیٰ کی اولاد بتلاتے ہیں جو رسول اللہ کے صحابہ میں سے تھے یہ علم سنت کے حافظوں میں سے اور فرقہ اشعاریہ کے بانی تھے ابوبکر الباقلانی ان کے خاص خیالات کے بڑے مددگار تھے یہ بصرہ میں سنہ ۲۶۰ھ مطابق ۸۷۳ء میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۳۳۰ھ اور ۳۲۰ھ مطابق ۹۳۱ء اور ۹۴۱ء کے درمیان انتقال کر گئے۔ یہ اولاً معتزلہ تھے لیکن عوام میں برسر منبر اس بات کو کہدیا کہ وہ آزاد قلبی سے اپنے اس عقیدہ سے دست بردار ہوتے ہیں اور نیز اس امر سے کہ قرآن بصرہ کی مسجد میں مخلوق ہوا ہے۔ اور معتزلہ فرقہ کے رد میں بھی بہت کچھ لکھا۔ ان کی کل تصانیف شمار میں وہ تک پہنچتی ہیں (ابن خلکان)

یعنی عرب جو کہ پیچھے رہ گئے تھے" یہ اوپر کی آیہ میں مذکور ہو چکا ہے۔ یہ لوگ قبیلہ اسلم۔ جہینہ۔ مزینہ۔ اور غفار کے تھے جن کو رسول اللہ کے پاس جنگ حدیبیہ میں شریک ہونے کو بلایا گیا تھا۔ یہ لوگ پیچھے رہگئے تھے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱)

پس یہ ابی بکرؓ کی خلافت پر دلالت اور آن کی طاعت کو فرض کرتی ہے جبکہ خداوند تعالیٰ نے خود ہی خبر دیدی کہ اس سے پھرنے والے کو یعذب عذابا الیما دسخت عذاب میں مبتلا کیا جائیگا) (سورہ فتح رکوع اول)

ابن کثیر نے کہا ہے "جو لوگ قوم لفظ کی تفسیر فارس اور روم والوں سے کرتے ہیں تب بھی الصدیق وہی ہیں جنھوں نے آن کے مقابلہ کیلئے لشکر بھیجے ہیں۔ اور اس کام کا پورا کرنا حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کے ہاتھ میں چھوڑا گیا تھا کیونکہ یہ دونوں الصدیقؓ کی فرع تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض...... الآیہ (اللہ تعالیٰ نے ایماندروں اور نیک کام کرنیوالوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ ان کو زمین میں خلیفہ (حاکم یا بادشاہ) ضرور بنائیگا جیسے کہ ان لوگوں سے پہلے خلیفہ ہو چکے ہیں۔ اور اُن کے لئے اس دین کو قائم کر دیگا جسے اُن کے لئے اُس نے (خدا نے) پسند کیا ہے اور اُن کے خوف کو امن سے بدل دیگا تاکہ اطمینان سے میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور جن لوگوں نے اس کے بعد بھی ناشکری کی پس یہی لوگ نافرمان ہیں (سورۃ النور چھٹا رکوع)، ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ آیہ ابوبکر الصدیقؓ کی خلافت پر ٹھیک اترتی ہے"

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں اور عبدالرحمن بن عبدالحمید المھدی سے بھی نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ ابی بکرؓ اور عمرؓ کی ولایت اللہ کی کتاب سے ثابت ہے۔ اللہ فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض........ الآیہ (ترجمہ وغیرہ اوپر مذکور ہو چکا)، اور الخطیب نے ابی بکر ابن عیاش سے نقل کیا ہے کہتے ہیں ابوبکر الصدیقؓ رسول اللہ کے خلیفہ از روئے قرآن ہیں کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱) اور حیلہ یہ کیا کہ اُن کی عدم موجودگی میں اُن کے مال [illegible] حقیقت وہ [illegible] کے ساتھ وفاداری کی پاسداری اور بہشت کے ساتھ تعلقات [illegible] (میزان [illegible] صفحہ [illegible])

للفقراء المہاجرین...... اولٰئک ھم الصدقون (وہ مال جو بغیر لڑے مفت ہاتھ لگا ہے منجملہ اور حقداروں کے) ایسے محتاج مہاجرین کا بھی ہے (جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کردیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُسکی خوشنودی کو تلاش کررہے ہیں اور اللہ اور اس کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں) یہی لوگ سچوں میں سے ہیں[1] (سورۃ الحشر رکوع سوم قبل از ربع) پس جس کا اللہ نے صادق نام رکھدیا وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور خلیفہ ان کو کہا کرتے تھے "اے رسول اللہؐ کے خلیفہ" ابن کثیرؒ نے کہا ہے اسکا استنباط حسن ہے۔ اور البیہقی نے الزعفرانی[2] سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے شافعی کو سنا کہتے تھے۔ "ابی بکر الصدیقؓ کی خلافت پر لوگوں کا اجماع ہے۔ اور یہ بات اسلئے تھی کہ لوگ رسول اللہ صلعم کے بعد پریشان اور بےچین تھے۔ پس ان لوگوں نے آسمان کے پھیلاوے کے نیچے ابوبکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا۔ اور ان لوگوں پر آپ کو والی بنایا"

اسد السنہ نے اپنے فضائل میں معاویہ ابن قرہ[3] سے نقل کیا ہے۔ کہ "رسول اللہ کے صحابیوں کو ابی بکرؓ کے رسول اللہؐ کے خلیفہ ہونے میں کبھی شک نہ ہوا اور آپ کو وہ رسول اللہؐ کا خلیفہ ہی کہکر پکارتے تھے۔ اور کبھی کسی خطا یا غلطی پر انہوں نے اجماع نہ کیا"

---

[1] ہدایات یہ تھی کہ رسول اللہ نے یہ صدقہ صرف مہاجرین میں بانٹا تھا اور انصار کو بالکل کچھ نہ دیا۔ باستثنا انصار کے صرف تین شخصوں کے جن کیلئے انتہا ضرورت لاحق تھی (سیل Sale صفحہ ۴۴۸)۔ [2] ابو علی الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی الشافعی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ یہ علم فقہ اور حدیث کے بہت بڑے علامہ تھے ۲۶۰ھ مطابق ۸۷۳ء میں انتقال کر گئے۔ زعفرانی زعفرانیہ سے اسم نسبتی ہے یہ بغداد کے قریب ایک موضع ہے اس آبادی میں ایک سڑک ہی جو اسی نام یعنی زعفرانی سڑک کے نام سے موسوم ہے کیونکہ اس سڑک پر ان کا مکان تھا (ابن خل[illegible])۔ [3] معاویہ ابن قرہ بن ایاس بن ہلال یہ بصرہ کے مشہور قاضی ایاس کے والد تھے جن کا حریری نے اپنی کتاب مقامات حریری کے ساتویں مقالہ میں حوالہ دیا ہے کہ یہ علم قیافہ کے بڑے [illegible] میں ان کی لائف دیکھو۔ معاویہ [illegible] ال ۱۱۳ھ [illegible] ۶۹۹ء میں ہوا۔

Marfat.com

الحاکم نے نقل کیا ہے۔ اور ابن مسعود سے اس کی صحت کی ہی. کہا کہ "کوئی ایسی چیز نہیں جسے مسلمانوں نے اچھا سمجھا ہو۔ اور کوئی چیز نہیں جو مسلمانوں کے نزدیک بری ہو اللہ کے نزدیک بری نہ ہو۔ اور بیشک تمام صحابہ نے اس بات کو دیکھا کہ ابوبکرؓ ہی کو خلیفہ بنایا جائے۔" اور الحاکم نے نقل کیا ہے اور الذہبی نے مرۃ الطیب سے اس کی صحت کی ہے کہا کہ۔ ابوسفیان ابن حرب علیؓ کے پاس آیا اور کہا۔ "تم اس بات کو نہیں دیکھتے کہ قریش کے ایک نہایت کم حیثیت اور ذلیل ترین شخص کو خلیفہ بنا لیا؟ خدا کی قسم میری طبیعت تو یہ چاہتی ہے کہ میں گھوڑوں اور پیروں سے اسے روند ڈالوں" کہتے ہیں کہ اس کے بعد علیؓ نے کہا بیشک یہ اسلام اور اُس کے اہل کی فضیلت بہت عرصہ سے اے اباسفیان چلی آرہی ہے۔ یہ بات اس کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچائیگی کیونکہ اس اسلام کے لئے میں نے ابوبکرؓ کو اہل پایا۔

فصل

آپ کے بعیت کرنیمیں

شیخان بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ عمر ابن الخطابؓ نے حج سے لوٹنے کے بعد لوگوں کو وعظ دیا اور اپنے خطبہ یا وعظ میں کہا۔ "یقیناً مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تم میں سے فلاں شخص کہتا ہے۔" اگر عمرؓ مر جائینگے تو میں فلاں شخص سے بعیت کرونگا" کوئی شخص ہرگز اپنے آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالے۔ کہ ابوبکرؓ کی بعیت لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے جلدی سے کرلی۔ اگرچہ حقیقتاً بات یہی ہے۔ لیکن بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ شر اور برائی سے بچاتا رہا اور تجھہ میں آج کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے مقابلہ

---

(۱) ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ قبیلہ قریش میں سے تھے۔ یہ خلیفہ معاویہ کے والد تھے۔

Marfat.com

میں دوسرے دعوے داروں کی گردن جھکی رہتی[1] مگر وہ ابوبکرؓ ہی ہیں۔ اور بیشک جب رسول اللہؐ نے وفات پائی تو ابوبکرؓ کی ذات ہم میں بہتر تھی۔ اور یقیناً علیؓ اور الزبیرؓ نے اور جوان دونوں کے ساتھ تھے۔ فاطمہؓ کے مکان میں بیٹھ رہے۔ اور انصار ہم سے علیحدہ ہو کر بنو ساعدہ کی بیٹھک گاہ یا ڈیوڑھی میں چلے گئے۔ اور ابوبکرؓ کے ساتھ مہاجرین متفق ہو گئے اور اُن سے کہا "اے ابوبکرؓ ہمارے ساتھ اپنے بھائی انصار کے پاس چلو" پس ہم سب کو اپنے ساتھ لیکر چلے۔ یہاں تک کہ ہماری ملاقات دو نیک آدمیوں[2] سے ہوئی۔ انھوں نے جو کچھ قوم نے کیا تھا کہا۔ اور کہا اے حضرات مہاجرین! آپ کہاں جاتے ہیں؟ میں نے جواب دیا "ہم اپنے برادران انصار کی طرف جا رہے ہیں" پھر ان دونوں نے کہا "دیکھو تم اُن سے نہ مل سکو گے پس اے مہاجرین کے گروہ تم خود اپنے معاملات کا تصفیہ کر لو۔ میں نے کہا "خدا کی قسم اُن کے پاس ضرور جائینگے" پس ہم چلتے ہی گئے۔ یہاں تک کہ بنی ساعدہ کی بیٹھک گاہ میں آ گئے۔ اور دیکھو! وہ تو جمع ہی ہو رہے تھے۔ اور اُن کے درمیان ایک شخص کمبل میں لپٹا ہوا تھا پس میں نے دریافت کیا "یہ کون ہے؟" انہوں نے جواب دیا سعد ابن عبادہ[3]" پس میں نے کہا "کیوں ان کے متعلق کیا ہے؟" انھوں نے

---

[1] عبدالرحمٰن بن علی الشیبانی تیسیر الوصول میں اس کے یہ معنی لکھتے ہیں "جنکے سامنے سواری کے اونٹوں کی گردنیں کاٹ دیگئیں یا بلند ہونے سے روکدی گئی تھیں" اور ابن الاثیر اس مورخ کے بھائی نے کتاب النہایہ جو علم حدیث کی اصطلاحات متعلق میں لکھی ہے جو معنی ہیں دیئے ہیں یہ اُس کتاب سے لئے گئے ہیں۔

[2] زہری کے مطابق یہ دو شخص عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی ہیں۔ دیل لیبان محمد جلد ۲ صفحہ ۳۵۲ Weil (Leben Mohammad Vol. 2 Page 352.) معن اُن لوگوں میں سے ایک شخص ہیں جو مسیلمہ کے خلاف یمامہ میں جنگ پر شہید ہوئے تھے۔

[3] ابوثابت سعد بن عبادہ بن دلیم قبیلہ بنو ساعدہ کے ہیں۔ مدینہ کے باشندہ تھے۔ انصار کی جنگوں میں علم برداری آپ ہی کیا کرتے تھے آزادی و سادگی طبع کے لحاظ سے آپ ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ حماۃ آن میں سنہ ۱۵ھ میں انتقال کیا اور دمشق کے پاس مزہ میں دفن کئے گئے (النووی)

Marfat.com

جواب دیا "اُن کے درد ہے" پس جب ہم بیٹھ گئے۔ تو اُن کا واعظ اُٹھا۔ اللہ تعالیٰ کی ثنا جس کا وہ اہل تھا اور اُس کے بعد کہا "اب ہم کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے انصار (مددگار) ہیں۔ اور اسلام کی فوج۔ اور تم اے مہاجرین کی گروہ ہم میں ایک مٹھی بھر ہو۔ بیشک تم میں سے ایک جتھا اس ارادہ سے نقل و حرکت میں ہے۔ کہ ہماری بیخ کنی کرے اور ہم کو حکومت سے روکے" جب وہ واعظ چپکا ہوا تو میں نے بھی بولنا چاہا بیشک میں نے ایسی تقریر سوچی ہوئی تھی جس پر میں خود نازاں تھا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اس تقریر کو ابوبکرؓ کے سامنے کروں۔ پس میں ڈرا کیونکہ میں اُن کے بعض احسانات کا ممنون تھا مگر آپ مجھ سے زیادہ بردبار اور زیادہ وقر والے۔ پس ابوبکرؓ نے فرمایا "تو نرمی کو مدنظر رکھ" میں آپ کو ناراض نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ آپ مجھ سے دانا تر تھے اور خدا کی قسم آپ نے کوئی ایسا کلمہ اپنی تقریر میں نہ چھوڑا جس سے میں مسرور نہ ہوا ہوں وہ بداہت اور فضیلت میں بہترین کلمات تھے یہاں تک کہ میں خاموش ہو گیا پھر اس کے بعد کہا۔ "اور اب جو کچھ تم نے بھلائی کی باتیں بیان کیں پس تم ہی اسکے اہل ہو اور عرب اس کو منظور نہیں کرتے مگر اس قریش کے قبیلہ کے لئے۔ کیونکہ قوم عرب میں بلحاظ حسب و نسب کے شریف ترین ہیں۔ اور بیشک میں تمہارے لئے ان دو آدمیوں میں سے ایک کے لئے راضی ہوں جسے تم پسند کر لو" پس اُس نے میرا ہاتھ اور ایک ہاتھ میں ابی عبیدہ ابن الجراح کا ہاتھ پکڑا۔ پس مجھے جو کچھ قول مذکور کے ماسوا کہا کوئی بات بری نہ معلوم ہوئی۔ اور خدا کی قسم وقت ایسا تھا اگر میں اس سے ذرا بھی قدم باہر رکھتا تو آپ میری گردن اڑا دیتے اگرچہ یہ بات میری کسی نافرمانی کے باعث نہیں ہوئی جس گناہ کا کرنا مجھے پیارا ہو۔ ایسی بات سے کہ میں ایسی قوم پر حکومت کروں کہ جس میں ابوبکرؓ ہوں۔ پس انصار میں سے ایک شخص نے کہا "میں اُن لوگوں میں سے ہوں جس سے کو نسل کے لوگ (اہل قریش) آرام پاتے۔ نفع حاصل

Marfat.com

کرتے اور مدد پاتے ہیں۔ اے قریش کے گروہ ہم میں سے بھی سردار ہو اور تم میں کو
بھی سردار ہو"۔ تب تو کھلبلی مچ گئی اور شور و غوغا ہونے لگا یہاں تک کہ میں مخالفت
سے ڈرا پس میں نے کہا۔ "اے ابوبکرؓ اپنے ہاتھ پھیلائیے"۔ پس آپ نے اپنے ہاتھ
پھیلا دیئے۔ پھر میں نے اور مہاجرین نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اُس کے
بعد انصار نے بیعت کی لیکن خدا کی قسم جس بات کے لئے ہم جمع ہوئے تھے اس
لئے ماسوا اس کے ہم نے کوئی مناسب ترین بات نہ دیکھی کہ آپ سے بیعت کر لیں
ہم اس بات سے بھی ڈرے کہ اگر ہماری قوم میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں او
آپ سے بیعت نہ کی گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے بعد بیعت کی جائے۔ پس چا
ہم اُن کی بیعت نارضامندی سے کر لیں یا اُن کی مخالفت کریں۔ کچھ بھی ہو اس میں
تو فساد ہو ہی گا"۔

النسائی سے ابو یعلیٰ اور الحاکم نے نقل کیا ہے اور ابن مسعود سے اس کی تص
کی ہے کہتے ہیں "جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا انصار نے کہا ہم میں سے سر
ہو اور تم میں سے سردار بنے"۔ پس عمر ابن الخطابؓ آئے اور کہا "اے انصار کے
گروہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ ابوبکرؓ لوگوں کی اما
کرائیں۔ اب تم میں سے کون اپنے آپ کو ابوبکرؓ پر مقدم کرتا ہے؟" پس انصار نے
کہا کہ "خدا کی پناہ ہم اپنے آپ کو ابوبکرؓ پر مقدم کریں گے"۔ ابن سعد، الحاکم اور البی
نے ابی سعید الخدری سے نقل کیا ہے۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اور لو

۱؎ لفظی معنی عربی عبارت کے یہ ہیں "میں ایک کھجلی مٹانے کا کھونٹا ہوں اور پُربار حرم کے
کے مانند ہوں" اور احتیاطاً عربی کی عبارت بھی درج کئے دیتا ہوں انا جذیلھا المحکک وعذ
المرجب۔ یعنی جس قدر اونٹ اپنی کھجلی مٹا کر آرام حاصل کرنا چاہیں میں تمہارے لئے ویسا ہی کھ
کہ تم آرام حاصل کر دو میرے اہل و عیال بھی ایسے ہیں جو مجھے مدد دینگے اور محفوظ رکھیں گے۔

Marfat.com

سعد ابن عبادہ کے گھر میں جمع ہوئے۔ اُن میں ابو بکر رض اور عمر رض بھی تھے۔ پس انصار کے خطیب (واعظ) اٹھے اور اُن میں سے ایک شخص نے اس طرح کہنا شروع کیا۔ اے مہاجرین کے گروہ جب کبھی رسول اللہ ص نے تم میں سے کوئی حکم مقرر فرمایا ہے تو ایک شخص کو حکم بنایا ہے اور جب کبھی ہم میں سے کوئی حکم مقرر فرمایا ہے تو ہم میں سے ایک کو حکم بنایا ہے۔ اسلئے دو آدمیوں کو حاکم یا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں ایک تو تم میں سے ہو اور ایک ہم میں سے۔ پس انصار کے خطیب اس امر میں ایک دوسرے کے مؤید بنگئے۔ پھر زید ابن ثابت اٹھے اور فرمایا، کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ رسول اللہ ص مہاجرین میں سے تھے۔ اور ہم رسول اللہ ص کے انصاریں سے تھے۔ پس ہم انصار خلیفہ کے بنے جیسے کہ ہم آپ کے انصار تھے۔" پھر ابو بکر رض کا ہاتھ پکڑا اور کہا۔ "یہ تمہارے آقا ہیں۔" پس عمر رض نے آپ سے بیعت کی۔ پھر مہاجرین اور انصار نے آپ سے بیعت کی پھر ابو بکر رض ممبر پر چڑھے اور قوموں کے سرداروں کے چہرے کو دیکھا لیکن الزبیر نظر نہ آئے۔ اس لئے آپ نے الزبیر کو آواز دی آپ تشریف لائے اور کہا۔ "آپ کہتے ہیں کہ آپ رسول اللہ ص کی چچی کے لڑکے ہیں اور آن کے حواری کیا آپ کا یہ ارادہ ہے کہ مسلمانوں کی لاٹھی کو توڑ دیں؟" الزبیر نے جواب دیا۔ اے رسول اللہ ص کے خلیفہ آپ پر کوئی الزام نہیں۔" پس آپ اٹھے اور بیعت کی۔ پھر ابو بکر رض نے قوم کے تمام سرداروں پر نظر ڈالی۔ علی رض نظر نہ آئے۔ آپ نے علی کو بلایا اور یہ آئے تب انھوں نے کہا، "تم اپنے آپ کو رسول اللہ کے چچا کا بیٹا کہتے ہو۔ اور بذریعہ آپ کی لڑکی (فاطمہ رض) کے اپنے آپ کو رشتہ دار رسول اللہ بتلاتے ہو۔ کیا تم مسلمانوں کے عصا کو توڑنا چاہتے ہو؟" انھوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ص کے خلیفہ آپ پر کوئی الزام نہیں اور آپ نے بھی بیعت کی۔

ابن اسحق اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ انس ابن مالک سے مروی ہے

Marfat.com

ہے۔ جب ابوبکرؓ بنو ساعدہ کے چھتہ میں بیعت کی گئی اور دوسرا دن ہوا ابوبکرؓ ممبر پر بیٹھے۔ پھر عمرؓ اٹھے اور ابوبکرؓ کے سامنے کھڑے ہو کر بولے۔ پہلے تو خدا کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا "بیشک خدا نے تم میں سے ایسے حاکم کو مقرر کیا ہے جو تم سے بہتر ہے اور رسول اللہؐ کے صحابی اور ان دونوں میں سے دوسرا ہے جو غار میں تھے پس اٹھو اور ان سے بیعت کرو" پس عام لوگوں نے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر اس چھتہ بنی ساعدہ والی بیعت کے بعد یہ بیعت کی۔ پھر ابوبکرؓ نے تقریر کی پہلے تو خدا کی حمد و ثنا کی۔ پھر کہا "اب اے لوگو میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں۔ اگرچہ میں اپنے آپ کو تم لوگوں سے بہتر نہیں سمجھتا پس اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو۔ اور اگر برا کام کروں تو میری رہنمائی کرو سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں انشاء اللہ اس کا حق ہر طرح ادا کرنے کو تیار ہوں۔ اور تم میں کا قوی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ انشاء اللہ میں اس سے ہر طرح حق لینے کو تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑنے کو جس قوم نے بھلائی کو چھوڑا اس کو اللہ کی طرف سے ذلت ملی اور کوئی قوم نہیں جس سے بدکاری پھیلی ہو اور خدا نے اسے عام طریقہ پر بلا میں مبتلا نہ کر دیا ہو۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کروں تم بھی میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت چھوڑ دوں پس تم پر میری اطاعت فرض نہیں اپنی نمازوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اللہ تم پر رحمت کرے۔"

ابو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں اور الحاکم نے نقل کیا ہے اور عبدالرحمٰن ابن عوف نے اس کی صحت کی ہے۔ کہ ابوبکرؓ نے وعظ میں فرمایا "خدا کی قسم میں کبھی بھی نہ کسی دن نہ رات سرداری کا حریص تھا اور نہ میری اس کی طرف رغبت تھی اور نہ ہی میں نے اس کے لئے خداوند تعالیٰ سے پوشیدہ یا ظاہر میں دعا مانگی لیکن

Marfat.com

بس فتنہ سے ہمیشہ ڈرتا رہا۔ مجھے امارۃ سے راحت وآرام کی قسم سے کیا فائدہ ہے حالانکہ ایسے اہم کام کی ذمہ داری میرے سر ڈال دی گئی ہے جس کی مجھ میں طاقت نہیں لیکن اگر اللہ تعالےٰ میرے ہاتھوں کو قوت دیدے۔" پھر علیؓ اور الزبیرؓ نے کہا ہمیں کسی وجہ سے غصہ نہ آیا تھا لیکن صرف اس وجہ سے کہ ہم اس مشورہ سے بالکل علیحدہ کر دیئے گئے تھے۔ اب ہم ابوبکرؓ کو تمام لوگوں میں اس بات کا زیادہ مستحق دیکھتے ہیں کیونکہ وہ غار میں ساتھی تھے اور ہم آپ کا شرف اور آپ کی خوبی جانتے ہیں۔ بیشک رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی امامت کرانے کا آپ ہی کو حکم دیا ہے اور آپ (رسول اللہ ﷺ) زندہ ہیں۔" اور ابن سعد نے ابراہیم التیمی[1] سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ عمرؓ ابو عبیدۃ الجراح کے پاس آئے اور کہا، "اپنے ہاتھ پھیلا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے اس امت کا امین فرمایا ہے۔" پس ابو عبیدہؓ نے عمرؓ سے کہا "میں تجھ میں اسلام لانے کے وقت سے کمزوری دیکھ رہا ہوں۔ کیا تو مجھ سے بیعت کرے گا جبکہ تجھ میں الصدیقؓ موجود ہیں اور وہ دو میں کے دوسرے ہیں" اور ابن سعد نے محمد سے بھی نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا اپنے ہاتھ پھیلا تاکہ میں تیرے ہاتھ پر بیعت کروں" عمرؓ نے ان کو جواب دیا۔ "تو مجھ سے افضل ہے" پس ابوبکرؓ نے ان سے کہا "تو مجھ سے زیادہ قوی ہے" اور اس کو دو مرتبہ کہا لیکن عمرؓ نے جواب دیا "میری قوت مع تیری بزرگی کے تیرے لئے ہے" پس ان سے بیعت کر لی۔ اور احمد نے حمید بن عبدالرحمٰن ابن عوف سے نقل کیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اور ابوبکرؓ مدینہ کے ایک گروہ میں تھے۔ پس آئے اور آپ کا (رسول اللہ ﷺ) کا چہرہ کھولا، بوسہ دیا اور کہا "میرے باپ اور ماں تجھ پر سے فدا ہو جائیں۔ آپ زندگی میں اور مرنے کے

---

[1] ابراہیم بن الحارث بن خالد بن صخر التیمی۔ قبیلہ قریش کے ہیں البخاری کے مطابق یہ اور ان کے والد دونوں مہاجرین میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ دیکھا تھا وہ ان کو سن وعن یاد تھا (ابن حجر)

Marfat.com

بعد کیسے پیارے ہیں۔ محمدؐ کا انتقال ہوگیا۔ قسم ہے کعبہ کے مالک کی" حدیث مسلسل ہے۔ پھر کہا کہ "ابو بکرؓ اور عمرؓ جدا ہوگئے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تھے یہاں تک کہ آپ (انصار کے پاس آئے۔ اور ابو بکرؓ نے تقریر شروع کی اور کوئی چیز جو انصار کے متعلق نازل ہوئی ہو نہ چھوڑی اور نہ وہی جو رسول اللہؐ نے اُن کی شان میں کہا تھا۔ مگر اُسے ذکر کر دیا" اور (ابو بکرؓ نے) کہا "تم آگاہ ہو جاؤ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے "اگر لوگوں کا گروہ ایک وادی میں جائے اور انصار ایک وادی میں جائیں میں انصار کی وادی میں جاؤں گا" اور اے سعدؓ تو تو جانتا ہی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ جبکہ تو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ قریش اس تخت خلافت کے مالک ہیں اور اُن میں سے نیکوکار آدمی نیکوکاروں کی پیروی کرینگے اور بدکار بدکاروں کی"۔ تب سعدؓ نے اُن سے کہا "تو نے سچ کہا ہم وزیر ہیں اور تم شاہزادے ہو"

ابن عساکر ابی سعید الخدری سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جب ابو بکرؓ سے بیعت کی گئی۔ انھوں نے لوگوں میں کچھ انقباض دیکھا۔ پس کہا "اے لوگو تم میں کیا رکاوٹ سی پیدا ہو رہی ہے کیا میں اس خلافت کے لئے تم میں سے زیادہ مستحق نہیں ہوں۔ کیا میں اسلام لانے والوں میں پہلا نہیں ہوں! کیا میں نہیں ہوں!! کیا میں نہیں ہوں!!! اپنے خصائل بیان کرتے رہے" اور احمد نے رافع الطائی سے نقل کیا ہے۔ کہ مجھ سے ابو بکرؓ نے اپنی بیعت کے متعلق بیان کیا جو کچھ انصار نے کہا اور جو کچھ عمرؓ نے کہا۔ اور پھر کہا کہ "مجھ سے بیعت کر لی۔ اور میں نے اُن کی اس بیعت کو قبول بھی کر لیا کیونکہ میں ڈرا کہ کہیں فتنہ نہ پیدا ہو جائے اور اس کے

---

(۱) سعد بن عبادہ (۲) رفیع بن عمرو بن جابر بن حارث الطائی ایام جاہلیت میں یہ لٹیروں کی زندگی بسر کرتے تھے اور شتر مرغ یا شنگ خور کے انڈوں میں پانی بھر کے اُن کو ریگستان میں مختلف مقامات پر اپنے استعمال کے لئے چھپا دیا کرتے تھے۔ جب یہ مسلمان ہوگئے تو مسلمانوں کی جنگوں میں انکی رہنمائی کیا کرتے تھے (بقیہ حاشیہ

Marfat.com

بعد روشروع ہوجائے۔ اور ابن اسحاق اور ابن عائبد[1] نے اپنی مغازی میں انہیں
سے روایت کی ہے کہ اُس نے ابوبکرؓ سے کہا "کس بات نے تجھے اس امر پر آمادہ
کیا کہ لوگوں کی حکومت اپنے ذمہ لے لے۔ جبکہ تو نے مجھے منع کیا تھا کہ اُن میں
سے دو پر بھی حاکم نہ ہوں" انھوں نے جواب دیا میں نے اس سے بچنے کی کوئی راہ
نہ دیکھی۔ اور اس بات سے ڈرا کہ رسول اللہؐ کی امت میں فرقے نہ بن جائیں"

احمد نے قیس بن ابی حازم سے نقل کیا ہے کہ "میں ایکدن رسول اللہؐ
کی وفات کے تقریباً ایک ماہ بعد ابوبکرؓ الصدیق کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ اس کا
قصہ بیان فرمارہے تھے۔ پس لوگوں میں ندا کی گئی کہ "نماز جماعت تیار ہے" تمام لوگ
جمع ہوگئے ابوبکرؓ ممبر پر چڑھے اور فرمایا "اے لوگو بیشک میں خوشی کی نظر سے
دیکھتا ہوں کہ تم سے کسی اور شخص کے لئے یہ تخت خلافت کافی ہے اب تم نے
اپنے نبی کے حکم کے موافق مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ لیکن میں اس لائق نہیں ہوں
کیونکہ یہ تخت ایک ایسے شخص کا تھا جو شیطان سے بچنے والا۔ اور بیشک اس کیلئے
تھا جس کے اوپر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی"

ابن سعد نے حسن بصری سے نقل کیا ہے۔ کہ جب ابوبکرؓ سے بعیت کیگئی
آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا وعظ کہا) اور فرمایا "اب میں اس تخت خلافت کا والی
ہوں اگرچہ یہ میرے خلاف منشا ہے۔ اور خدا کی قسم بیشک یہ بات میرے لئے بہت
پیاری ہوتی اگر تم میں سے کسی دوسرے کو یہ عہدہ کفایت کرجاتا۔ لیکن اگر تم نے اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰) انہوں نے ذات سلاسل میں ابوبکرؓ سے خاص دوستانہ کیا تھا جو ان کو اپنے خاص
حلقے سونے کی اجازت اور اپنے خاص کپڑے ان کو پہننے کو دیدیا کرتے اور اُن کے روحانی رہنما تھے ان کا
انتقال حضرت عمرؓ کی خلافت کے خاتمہ پر ہوا (ابن حجر) [1] ان کا نام بجائے عابد کے عائذ ہے کیونکہ اس کتاب کے مصنف
کا نام ابو عبداللہ محمد بن عائذ ہے۔ یہ قبیلہ قریش کے ہیں دمشق کے رہنے والے اور ابن اسحق کی طرح یہ بھی مغازی کے مصنف ہیں
(کشف الظنون)

Marfat.com

بات کیلئے مجھے آمادہ کیا ہے۔ کہ میں تم میں رسول اللہ ص کی طرح حکومت کروں اور میں اس طرح نہ کر سکوں۔ کیونکہ رسول اللہ ایک ایسے خدا کے بندہ تھے کہ اُن پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اور شیطان سے بچے ہوئے تھے۔ دیکھو میں بھی ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں مجھے دیکھتے رہو۔ پس جب تم دیکھو کہ میں ٹھیک راستہ پر ہوں۔ میری اتباع کرو اور جب دیکھو کہ میں سیدھے راستہ سے بھٹک گیا ہوں مجھے ٹھیک راستہ پر لگا دو۔ اور یہ بھی جان لو کہ میرے لئے بھی شیطان ہے جس نے مجھ پر غلبہ پا لیا ہے۔ پس جب تم دیکھو کہ میں حالت غضب میں ہوں۔ مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ کیونکہ نہ میرے اوپر تمہاری پنچائتوں کا کوئی اثر پڑ سکیگا اور نہ میں تمہارے مدحیہ اشعار ہی سے خوش ہوں گا۔" اور ابن سعد اور خطیب نے ایک روایت میں مالک بن عروہ سے نقل کیا ہے کہ جب ابو بکر رض تخت خلافت کے والی تھے لوگوں میں وعظ کہا پہلے تو خدا کی حمد و ثنا کی۔ اور پھر فرمایا۔ اب میں تم میں خلیفہ ہوں اور تم میں سے کوئی لائق شخص نہیں ہوں۔ لیکن قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ نے ہمارے لئے اپنا حکم نافذ کر دیا۔ اور ہمیں جو کچھ بتلایا گیا اس کو جان لیا۔ پس اے لوگو سب سے زیادہ اچھا شخص متقی ہے اور سب سے زیادہ ذلیل فاجر ہے۔ اور میرے نزدیک تم میں کا قوی ترین ضعیف ہے۔ یہانتک کہ اُس سے حق لے لیا جائیگا اور تم میں کا زیادہ کمزور میرے نزدیک قوی ہے یہانتک کہ اس کا حق اُس کو دلا یا جائیگا۔ اے لوگو میں پیروی کرنے والا ہوں کسی نئی بات کا نکالنے والا نہیں ہوں پس اگر میں اچھا کام کروں تو میری اعانت کرو اور اگر میں بہک جاؤں تم مجھے سیدھے رستہ پر لگا دو مجھے بس تم سے یہی کہنا ہے۔ اور مجھ پر اور تم پر خدا رحم کرے۔" مالک کہتے ہیں۔ کہ کوئی شخص امام ہوا ہی نہیں مگر اس شرط پر۔" الحاکم اپنی مستدرک میں ابی ہریرہ رض سے نقل کرتے ہیں کہ "جب رسول اللہ کی روح قبض

Marfat.com

کی گئی، مکہ میں ایک سخت زلزلہ پیدا ہوا۔ پس ابو قحافہ نے یہ سنا۔ اور کہا، یہ کیا ہے؟“ لوگ کہتے ہیں، ”رسول اللہ صلعم کی روح قبض کی گئی“ اُس نے کہا، ”یہ ایک بڑا سانحہ ہے آپ کے بعد خلیفہ کون ہو گا؟“ لوگوں نے جواب دیا، ”تیرا لڑکا“ اُس نے کہا، ”کیا بنو عبد مناف اور بنو مغیرہ نے اس پر تصفیہ کر لیا ہے؟“ لوگوں نے جواب دیا ”ہاں“۔ وہ کہہ اٹھا، اُس بات کا کوئی زائل کرنے والا نہیں ہے جو قائم کر دی گئی اور اس کو کوئی نہیں قائم کرنے والا ہے جو اٹھا دی گئی“ اور الواقدی دوسرے طریقہ سے عائشہؓ، ابن عمرؓ اور سعید ابن المسیبؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”ابو بکرؓ رسول اللہ صلعم کے انتقال کے دن بیعت کئے گئے یہ دوشنبہ کا دن بارہ ربیع الاول تھی اور سنہ ہجری گیارہ تھا۔ اور الطبرانی نے اوسط میں ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ ”ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ کی نشست میں کبھی ممبر پر نہ بیٹھے یہاں تک کہ اللہ سے اجازت نہ مل گئی ہو۔ اور عمرؓ ابو بکرؓ کی جگہ پر کبھی نہ بیٹھے یہانتک کہ اللہ سے اس کی اجازت نہ مل گئی ہو۔“

فصل

اُن باتوں کے متعلق جو آپ کی خلافت میں واقع ہوئی ہیں اور وہ بڑی بڑی باتیں جو آپ کے ایام حکومت میں واقع ہوئی ہیں۔ مثلاً فوج اسامہ کو بھیجنا، مرتدین اور ان لوگوں سے جنگ جنہوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا تھا، مسیلمہ کذاب اور قرآن کا جمع کرنا۔

الاسمٰعیلی[1] حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ”جب رسول اللہ صلعم کی روح قبض کی گئی عرب میں سے کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور کہا، ”ہم نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ نہیں دیتے۔“ پس میں ابو بکرؓ

---

[1] ابو بکر احمد بن ابراہیم الاسمٰعیلی ایک بہت بڑے شافعی علامہ۔ علم فقہ اور حدیث کے بڑے مشہور عالم ہیں آپ علم حدیث میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ماہ رجب ۳۷۱ھ مطابق ۹۸۲ء میں ۹۴ سال کی عمر میں انتقال کیا ان کے لڑکے ابو سعد بھی الاسمٰعیلی کہلاتے ہیں انھوں نے اپنے والد سے علم حاصل کیا اور جرجان میں شافعیوں کے شیخ ہو گئے ان کا انتقال ۳۹۶ھ مطابق ۱۰۰۶ء ۶۳ سال کی عمر میں ہوا۔ (ابن خل)

Marfat.com

کے پاس آیا اور کہا "اے رسول اللہ ص کے خلیفہ لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی و محبت برتئے کیونکہ یہ وحشیوں کے قائم مقام ہیں" پس آپ نے جواب دیا "میں تو تجھ سے مدد کی امید کرتا تھا۔ اور تو تو میری تباہی کے لئے آیا ہے۔ جاہلیت میں تو تم نہایت سخت گیر تھے تعجب ہے کہ اسلام میں سست ہو گئے ہو آخر میں اُن کی تالیف قلوب کس ذریعہ سے کروں۔ کیا میں ان کی تالیف کسی ظاہری خوشامدانہ شعر سے کروں یا کسی دھوکہ دینے والی فصاحت و بلاغت سے۔ افسوس!! افسوس!! کہ رسول اللہ ص تو گذر چکے، اور وحی منقطع ہو چکی۔ خدا کی قسم میں تو اُن کے ساتھ جنگ کروں گا جب تک میرے ہاتھ میں تلوار رک سکیگی۔ اگر وہ مجھے ایک رکاب کے تسمہ کی قیمت دینے سے بھی رد کیں گے۔" عمر رض کہتے ہیں "میں نے آپ کو اپنے سے زیادہ اس امر میں جوشیلا کارکن اور مستقل عہد والا پایا۔ اور آپ نے لوگوں میں انصاف کے ساتھ حکومت کی اس طرح کہ جب میں حاکم ہوا تو بہت سی مشکلات میرے لئے آسان ہو گئی تھیں"۔

اور ابو القاسم البغوی اور ابو بکر الشافعی اپنی فوائد میں۔ اور ابن عساکر عائشہ رض سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ص نے وفات پائی۔ نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد اور انصار یک سو ہو گئے۔ پس اگر کوئی چیز ٹوٹتی تو وہ میرے باپ ہی پر سخت پہاڑ ٹوٹتی جو میرے باپ کو چکنا چور کر دیتی اور صحابہ کسی بات میں بھی اختلاف نہ کرتے تھے کہ میرے باپ کی طرف سے اُس کے فوائد و فضائل نہ بیان کر دیے جاتے ہوں۔ صحابہ نے کہا کہ رسول اللہ ص کو کہاں دفن کیا جائیگا؟ ہمارے پاس کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جسکو اس کے متعلق علم ہو" پس ابو بکر رض نے کہا کہ۔ میں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "کوئی نبی نہیں مرا مگر اسے اسی مقام کے نیچے نہ دفن کیا ہو جہاں اُس کی روح قبض کیگئی ہے" عائشہ رض فرماتی ہیں "پھر آپ کی میراث میں اختلاف پیدا ہوا انھوں نے اپنے پاس کوئی ایسا شخص نہ پایا جسکو اس کے متعلق علم ہو" پس ابو بکر رض نے

Marfat.com

فرمایا "میں نے رسول اللہ کو سنا آپ فرمایا کرتے تھے۔ ہم نبیوں کے گروہ ہیں۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے اُس کا کوئی وارث نہیں۔"

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ پہلا اختلاف ہے جو صحابہ میں واقع ہوا۔ بعض صحابہ نے تو یہ کہا تھا کہ "ہم آپ کو مکہ میں دفن کرتے ہیں کیونکہ یہ آپکی پیدائش کا مقام ہے۔" اور بعض نے کہا کہ "مسجد نبوی میں" اور بعض نے کہا کہ "بقیع (رحبۃ البقیع ایک قبرستان کا نام ہے) میں" اور بعض نے کہا کہ "بیت المقدس میں جو نبیوں کا مدفن ہے۔" یہاں تک کہ ان میں سے اخیر ابو بکرؓ تھے وہ جو جانتے تھے انہوں نے کہدیا۔ ابن زنجویہ کہتا ہے کہ صرف ابو بکرؓ ہی انصار اور مہاجرین میں سے اس بات کو جانتے تھے اس لئے لوگوں نے اس امر کو ان سے دریافت کیا۔ البیہقی اور ابن عساکر ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ "اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں۔ اگر ابو بکرؓ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی بندگی بھی نہ کی جاتی۔" پھر کہا "دوسرا" پھر کہا "تیسرا" پس انھوں نے کہا "اے ابو ہریرہ ایسا کیسے" پس آپ نے فرمایا کہ "رسول اللہ نے اسامہ بن زید کو ملک شام (سیریا) کی طرف سات سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ ذو خشب[^] میں پہنچے رسول اللہ کی روح قبض کر لی گئی اور عرب اطراف مدینہ میں مرتد ہو گئے۔ صحابہ کرام ابو بکرؓ کے گرد جمع ہوئے اور کہا "اس فوج کو واپس بلا لیجیے کیا آپ اسی فوج کو روم (گریک) پر بھیجیں گے جبکہ مدینہ کے اطراف میں عرب مرتد ہو گئے ہیں؟" پس آپنے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی دوسرا لائق پرستش نہیں۔ اگر رسول اللہ کی بیویوں کو کتے پیر پکڑ کر گھسیٹتے پھریں تو میں اس لشکر کو کبھی واپس نہ پھیروں گا جس کو رسول اللہ نے روانہ کیا ہے۔ اور نہ اس علم جنگ کو کبھی کھولوں گا جس کو رسول اللہ نے باندھ دیا ہو۔" پس اسلئے اسامہ کو روانہ کیا۔ جو کبھی کسی مرتدین کے قبیلے سے نہیں گذرے [illegible] ان کو یہ کہتے ہوئے نہ سنا ہو "اگر ان میں یہ قوت نہ ہوتی۔ تو ان میں سے ایسے لوگ کبھی نہ

[^] مدینے سے ایک منزل پر ایک گھاٹی کا نام ہے

Marfat.com

جاتے۔ ان لوگوں کو جانے دو تاکہ وہ رومیوں سے جنگ کریں"۔ پس انھوں نے اُن سے جنگ کی اُن کو شکست دی۔ اور قتل کیا اور سلامتی کی حالت میں واپس آئے۔ اس حالت میں کہ وہ دوسرے اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اور عروہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ حالت مرض میں فرماتے تھے "اُسامہ کے لشکر کو بھیج دو"۔ پس مارچ کرتے رہے یہاں تک کہ جرف[1] میں پہنچے پس رسول اللہ کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے اُن کے پاس آدمی یہ کہنے کے لئے بھیجا "جلدی مت کرو کیونکہ رسول اللہ بہت زیادہ بیمار ہیں"۔ پس وہ پہنچے تھے کہ رسول اللہ کی روح قبض کر لی گئی۔ اب جبکہ آپ کی روح قبض کی جا چکی تھی۔ وہ (اسامہ) ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ اور کہا "مجکو تو رسول اللہ نے بھیجا تھا اور میں کچھ اسی قسم کے مختلف وجوہات میں پھنسا ہوا تھا جیسے کہ تم پھنسے ہوئے ہو۔ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ عرب مخالفت نہ کر بیٹھیں۔ اگر انھوں نے مخالفت کی تو وہ پہلے ہوں گے جن کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اگر انھوں نے مخالفت نہ کی تو میں چلدوں گا۔ کیونکہ میرے ساتھ لوگوں کے سردار اور ممتاز ترین لوگ ہیں"۔ پس ابوبکرؓ نے لوگوں میں وعظ کہا اور فرمایا "خدا کی قسم[2] اگر کوئی شکاری پرندہ بھی مجھے جھپٹ کر اٹھا لیجائے۔ تو یہ مجھے اس بات سے محبوب ہو گا کہ میں رسول اللہ کے حکم سے پہلے کسی بات کو شروع کروں"۔ پس ان کو روانہ کر دیا۔

الذہبی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ کی وفات کی خبر اطراف میں پھیل گئی تو بہت سے عرب گروہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ دینا بند کر دی۔ پس ابوبکر الصدیق رضؓ ان سے جنگ کرنے کے لئے اٹھے۔ عمرؓ وغیرہ نے اُن کو صلاح دی کہ ابھی جنگ سے دست کش ہو جائیں۔ پس آپ نے فرمایا "خدا کی قسم اگر رکابیہ کے تسمہ کے برابر یا ایک بکری کا بچہ

---

[1] یہ جگہ شام کی سڑک پر مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ [2] لفظی معنی یہ ہیں کہ اگر میری لاش کو شکاری پرندے کھا جائیں"۔

Marfat.com

وہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں دیا کرتے تھے اب نہ دینگے تو میں اُن سے جنگ کروں گا۔"
تب عمرؓ نے فرمایا "آپ کس طرح لوگوں سے جنگ کرینگے جبکہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے
"مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا اُس وقت تک حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس امر کا اقرار نہ کر
لیں کہ کوئی معبود سوائے اللہ کے نہیں ہے اور بیشک محمدؐ اس کا رسول ہے۔" بس جس
نے یہ اقرار کر لیا مجھ سے اُس کا مال و خون دونوں بچا رہا۔ مگر اس کا حق (زکوٰۃ) دینا اور
اُس کی جزا خدا کے ذمہ ہے۔" بس ابوبکرؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم میں اس شخص سے ضرور
جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کی۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اور بیشک آپ
کے رسول اللہ کے یہ الفاظ ہیں۔ مگر اس کا حق" عمرؓ کہتے ہیں "بس خدا کی قسم میں نے
تو یہ بات دیکھی کہ خدا نے جنگ کے لئے ابوبکرؓ کا سینہ کشادہ کر دیا تھا۔ میں نے جان لیا
کہ یہی بات ٹھیک ہے۔" ایسے (یہاں اصل متن خالی ہے) نقل کیا ہے۔ اور عروہ سے منقول
ہے کہ ابوبکرؓ مہاجرین اور انصار کیلئے روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ نقعا میں جو نجد کے بالمقابل
ہے پہنچے۔ عرب مع اپنے بال بچوں کے امنڈ آئے۔ بس ابوبکرؓ سے لوگوں نے کہا کہ مدینہ
لوٹ جائیے۔ اپنے بچوں اور عورتوں میں پہنچ جائیے اور لشکر پر ایک شخص کو سردار بنا
دیجئے۔" عرب لوگ ہرگز نہ بیٹھے جب تک آپ واپس نہ چلے گئے اور خالد ابن ولید کو حاکم
فوج بنا دیا اور اُن سے فرمایا "جب وہ اسلام لے آئیں اور صدقہ دینے لگ جائیں
جو کوئی تم میں سے چاہے لوٹ گئے اور ابوبکرؓ مدینہ واپس چلے گئے۔
دارقطنی ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ روانہ ہوئے اور اپنے اونٹ
پر بیٹھے۔ علی ابن ابی طالب نے اس کی مہار پکڑی اور کہا اے رسول اللہؐ کے خلیفہ آپ
کہاں جاتے ہیں؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو آپ سے رسول اللہؐ نے اُحد کے
دن کہا تھا۔ اپنی تلوار کو میان میں کر لیجیے۔ اور اپنی ذات کے لئے ہم کو پریشانی میں مت
ڈالئے۔ اور مدینہ واپس لوٹ چلیے۔ کیونکہ خدا کی قسم اگر ہم کو آپ کے ضرر سے پریشانی

Marfat.com

اٹھانی پڑی۔ تو اسلام میں کبھی بھی نظام نہ باقی رہیگا۔" اور حنظلہ بن علی اللیثی سے مروی ہے۔ کہ ابو بکرؓ نے خالد کو روانہ کیا اور آپ کو پانچ وجوہات سے لوگوں کے ساتھ جنگ کا حکم دیا۔ جو کوئی ان میں سے کسی کا بھی انکار کرے اس کے ساتھ ویسی ہی جنگ کرو جیسی کہ ان تمام پانچوں کو چھوڑنے پر کرنا چاہیئے۔ یعنی کلمۂ شہادت کے اقرار پر کہ کوئی پوجنے کے لائق اللہ کے سوا نہیں ہے اور بیشک محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں۔" اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے۔ خالد اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ جمادی الآخر میں پہنچے۔ اور بنی اسد اور غطفان کے ساتھ لڑے جن کو قتل کیا ان کو قتل کیا۔ اور جن کو قید کیا ان کو قید کیا اور باقی اسلام کی طرف واپس آگئے اس جنگ میں صحابہ میں سے جو شہید ہوئے۔ عکاشہؓ بن محصن اور ثابت ابن اقرم ہیں۔

اسی سال رمضان میں فاطمہ رسول اللہ کی بیٹی کا انتقال ہوا۔ جو تمام عالم کی عورتوں کی سردار تھیں۔ آپ کی عمر چار اور بیس سال تھی۔ الذہبی کہتا ہی کہ رسول اللہ کے نسب قائم رکھنے کے لئے سوا آپکی ذات کے کوئی نہ بچا تھا۔ کیونکہ آپ کی صاحبزادی زینبؓ کی نسل کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ یہی زبیر ابن بکار بھی کہتا ہے اور آپ کے انتقال سے ایک مہینہ پہلے ام ایمنؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔

ما عکاشہ بن محصن صحابیوں میں سے ہیں ان پر رسول اللہ بہت مہربانی کیا کرتے تھے بدر کی جنگ میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی رسول اللہ نے ان کو ایک کھجور کی ڈالی دیدی جو ان کے ہاتھ میں سفید پھل دار اور مضبوط قبضہ کی تلوار بن گئی جسے لیکر آپ پھر جنگ میں شریک ہونے کے لئے لوٹ گئے یہ ان ستر لوگوں میں سے ہیں جن کے لئے رسول اللہ نے بغیر حساب کتاب جنت میں جانے کا وعدہ کیا ہے جب رسول اللہ کا انتقال ہوا تو ان کی چوالیس سال کی عمر تھی (النووی)

ما انھوں نے اپنے چچا کے بیٹے ابو العاص بن الربیع العبشمی سے شادی کی تھی (ابن حجر)

ما ان کی رضاعی ماں برکہ جو ایک حبشی غلام کی لڑکی تھیں انھیں نے عبد اللہ کے انتقال کے بعد محمد کی پرورش کی تھی۔ اور ان کی والدہ آمنہ کے انتقال کے بعد تک یہ رسول اللہ کی کھلائی رہیں۔ انھوں نے زید بن حارثہ سے شادی کی (ابن حجر)

Marfat.com

شوال کے مہینے میں عبداللہ ابوبکر الصدیق رضؓ کے بیٹے کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد خالد اپنی فوج کے ساتھ یمامہ کو مسیلمہ کذاب سے جنگ کے لئے سال کے خاتمہ پر روانہ ہوئے دونوں فوجیں مقابل ہوئیں اور یہ جنگ کچھ دنوں تک رہی¹ پھر کذاب قتل کیا گیا خدا کی لعنت اُس پر ہو۔ حمزہ کے ایک قاتل نے جس کا نام وحشی تھا اُسے قتل کیا۔

صحابہ میں سے جو اس جنگ میں شہید ہوئے۔ ابوحذیفہ بن عتبہ۔ سالم ابی حذیفہ کا آزاد غلام۔ شجاع ابن وہب۔ زید بن الخطاب۔ عبداللہ ابن سہل۔ مالک بن عمرو طفیل بن عمرو الدوسی۔ یزید ابن قیس عامر ابن البکیر۔ عبداللہ بن مخرمہ۔ سائب بن عثمان² بن مظعون۔ عباد بن بشر۔ معن ابن عدی۔ ثابت بن قیس بن شماس ابودجانہ سماک بن حرب اور بھی لوگ تھے جو کل ستر ہوتے ہیں۔ جس دن مسیلمہ قتل کیا گیا تھا اس وقت اس کی عمر ایک سو³ اور پچاس سال تھی۔ اور اُس کی پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کی پیدائش سے پہلے کی تھی۔

---

۱ مسیلمہ کے ماننے والے ایک باغ میں بیٹھ رہے جس کا نام حدیقہ عبدالرحمٰن تھا اور پھر حدیقۃ الموت ہوا اور وہاں آخر تک اپنے آپ کو بچاتے رہے۔ وحشی کے بیان کے لحاظ سے جو اُس نے روضۃ الصفا میں اقتباس کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مسیلمہ کی موت کا کچھ حصہ ابن عمارہ نے بھی لیا تھا کیونکہ وحشی اور عمارہ دونوں نے ایک ہی وقت مسیلمہ پر حملہ کیا تھا۔ حمزہ رسول اللہؐ کے چچا احد کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ ۲ شہدا میں سے یہ ستر خاص آدمی تھے کیونکہ گبن (Gibbon) کہتا ہے کہ پہلے حملہ میں ان کو منتشر کر دیا گیا تھا اس وقت اُن کا نقصان بارہ آدمیوں کا ہوا تھا۔ پھر یہ مارے اور اُن کے ایک ہزار شریک مارے گئے اور مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے اُسی برچھی سے چھلنی کر دیا جس سے بہت بے رحمی سے رسول اللہؐ کے چچا کو زخمی کیا تھا" ڈکلائن اینڈ فال (Decline and Fall)

۳ یہ ایک بہت بڑا مبالغہ ہونا چاہیئے کیونکہ آپ کے انتقال سے پہلے بہت کم زمانہ تھا جبکہ سجاح (Sajah) آپ کی خوبصورتی انسانیت اور شخصیت کی وجہ سے آپ پر عاشق ہو گئی تھی۔ انتقال کے بعد وہ تغلبیوں کے ساتھ رہنے لگی اور معاویہ کے زمانہ خلافت میں مشرف باسلام ہوئی۔ تاریخ ابوالفدا جلد صفحہ ۲۱۲۔

Marfat.com

سنہ ۱۲ ہجری میں الصدیق نے۔ العلاو ابن الحضرمی کو بحرین کی طرف روانہ کیا جہاں پر اُن لوگوں نے ارتداد کر رکھا تھا۔ اور فوجیں جواثی پر ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں پس مسلمانوں نے فتح پائی۔ پھر عکرمہ بن ابی جہل کو عمان بھیجا۔ جہاں پر وہ لوگ مرتد ہوگئے تھے اور مہاجر ابن ابی امیہ کو النجیر والوں پر بھیجا جہاں پر کہ وہ مرتد ہوگئے تھے۔ اور پھر زیاد بن لبید الانصاری کو مرتدین کے ایک گروہ پر بھیجا۔

اور اسی سال میں ابو العاص ابن الربیع رسول اللہؐ کی بیٹی زینب کے شوہر کا انتقال ہوا اور الصعب بن جثامۃ اللیثی اور ابو مرثد الغنوی بھی اسی سال مرے۔

اور اسی ہی سال مرتدین کی جنگوں سے فارغ ہونے کے بعد۔ الصدیق نے خالد ابن الولید کو ملک بصرہ کی طرف بھیجا جنھوں نے شہر ابلہ پر حملہ کیا اور اسے فتح کرلیا اور مدائن کسریٰ کو بھی لے لیا جو عراق میں ہے۔ کچھ تو صلح کرکے اور کچھ جنگ کرکے۔ اور اسی سال ابو بکر الصدیق نے حج کیا اور پھر واپس آگئے۔ پس عمرو بن العاص اور لشکر کو شام (سیریا) کی طرف بھیجا۔ وہاں پر جنگ اجنادین ہوئی (سیریا پانچ اجناد کو شامل ہے دمشق حمص۔ قنسرین۔ اردن۔ فلسطین۔ ان سب کو جند کہتے ہیں) یہ جمادی الاول سنہ ۱۳ ہجری میں ہوئی اس میں مسلمان فتح یاب ہوئے اور ابو بکرؓ نے اس کی خوشخبری جبکہ آپ کی زندگی کے آخر لمحے تھے پائی جو اس جنگ میں شہید ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہل اور ہشام بن العاص وغیرہ تھے۔ اسی سال میں مرج الصفر کی جنگ بھی پیش آئی اور مشرکوں کو شکست ہوئی۔ الفضل العباس اور دیگر اس میں شہید ہوئے۔

قرآن کا جمع کرنا

البخاری نے زید ابن ثابت سے نقل کیا ہے۔ کہ ابو بکرؓ نے میرے پاس یمامہ کے

ﷺ دمشق کے پاس ہے بہت سی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں دمشق کے سامنے محاصرہ کے زمانہ میں ہوئی ہیں۔ صلیبیوں کا ان میں نقصان رہا اس زمانہ کے مشرح حالات سے اوکلے (Ockley) کے دلچسپ صفحات پر ہیں۔

Marfat.com

لوگوں کے قتل کے دن آدمی بھیجا عمر رض ابو بکر رض کے پاس تھے پس انہوں نے کہا بیشک عمر رض میرے پاس آئے اور کہا "یمامہ کے لوگوں کا قتل بہت بڑا قتل تھا اور میں ڈرا کہ کہیں ایسا نہو کہ یہ قتل بڑھتے بڑھتے اضلاع میں پہنچکر قرآن پڑھنے والوں کو بھی ضائع کر دے پس بہت سے قرآن جاتے رہیں گے مگر یہ کہ وہ جمع کر لئے جائیں اور بیشک میں دیکھتا ہوں کہ قرآن جمع کر لیا جائے" ابو بکر رض نے کہا۔ پس میں نے عمر رض کو جواب دیا، میں اُس کام کو کس طرح کروں جس کو رسول اللہ نے نہیں کیا ہے؟ پس عمر رض نے کہا کہ خدا کی قسم یہ ایک اچھی بات ہے" پس عمر رض مجھکو اس کی طرف راجع کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو اس کے لئے کشادہ کر دیا۔ پس میں نے اُسی بات کو دیکھا جسکو عمر رض نے دیکھا تھا" زید کہتے ہیں "اور عمر رض اُس وقت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے خاموش تھے۔ تب ابو بکر رض نے کہا "تم ایک عقلمند نوجوان ہو اور تمہاری ذات کے متعلق مجھے کوئی شک نہیں۔ اور تم رسول اللہ کی وحی کو جمع کرتے تھے۔

پس قرآن کو تلاش کرو اور اُس کو جمع کرو" پس خدا کی قسم اگر آپ پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنے کے لئے مجھ سے کہتے تو یہ میرے اوپر زیادہ ثقیل نہ ہوتا جیسا کہ یہ قرآن جمع کرنے کا حکم" میں نے کہا "دو شخص ایک بات کو کس طرح کریں جسکو رسول اللہ نے نہیں کیا؟ پس ابو بکر رض نے کہا خدا کی قسم یہ تو ایک اچھا کام ہے" اور میں اس امر پر اُن سے بحث کرتا ہی رہا۔ یہانتک کہ اللہ نے میرے سینہ کو بھی کشادہ کر دیا۔ جسکے واسطے ابو بکر رض اور عمر رض کے سینہ کو کشادہ کیا تھا۔ پس میں نے قرآن کی تلاش کی اور اُسے ٹکڑوں سے (کاغذ یا کپڑا) شانوں کی ہڈیوں سے اور کھجور

۱؎ اس عبارت کو صحیح البخاری کے ساتھ مطابقت دینے میں الفاظ میں مختلف مقامات پر کچھ تھوڑا سا فرق سا معلوم ہوتا ہے۔ شانہ کی ہڈیوں کے لئے اکناف لکھا ہوا ہے میری رائے ہے کہ اکتاف ہونا چاہیئے نیز لفاق بھی ہے جسکے معنے پتلے سفید پتھر کے ہیں۔

Marfat.com

یا گھاس کی پتیوں سے اور آدمیوں کے سینوں سے جمع کیا۔ یہانتک کہ سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ بن ثابت کے پاس پائیں جن کو اُن کے ماسوا کسی کے پاس نہیں پایا تھا وہ یہ ہیں لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ۵ فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ۵ (اے لوگو تمہیں میں سے تمہارے پاس ایک رسول آئے ہیں (تمہاری تکلیفیں اُن سے نہیں دیکھی جاتیں۔ تمہاری محبت کے بڑے بھوکے ہیں۔ اور مومنوں پر بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں پس اگر یہ لوگ سرتابی کریں۔ پس اے رسول تو کہدے کہ میرے واسطے تو وہ خدا ہی کافی ہے جس کی ذات کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اُسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور وہی اس بڑی بلند چھت (آسمان کا مالک ہے) (سورہ توبہ رکوع پندرہ آخر و سولہ۔ ختم سورہ) پس وہ صفحات جن میں قرآن جمع کیا گیا تھا۔ ابو بکرؓ کے پاس تھے۔ یہانتک کہ اللہ نے ان کو موت دی۔ پھر عمرؓ کے پاس آئے یہانتک کہ اُن کا بھی انتقال ہوگیا۔ پھر حفصہ عمرؓ کی لڑکی کے پاس آئے۔ ابو یعلی بروایت علیؓ کہتے ہیں کہ سب سے بڑا آدمی جسکو قرآن کا اجر ملنا چاہیئے۔ ابو بکرؓ ہیں۔ کیونکہ ابو بکرؓ پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے قرآن کو دو دفتیوں میں جمع کیا ہے۔"

فصل

ابو بکر الصدیق کی سب سے بڑھی ہوئی یا اولی باتوں میں

ان میں سے یہ ہیں۔ کہ پہلے آپ ہی ہیں جو کہ اسلام لائے۔ اور پہلے آپ ہی ہیں جنھوں نے کہ قرآن جمع کیا اور پہلے آپ ہی ہیں جنھوں نے کہ اس کا نام مصحف رکھا جسکے لئے دلیل پہلے گذر چکی ہے۔ اور پہلے آپ ہی ہیں جن کو کہ خلیفہ کا لقب دیا گیا۔ احمد ابی بکر ابن ملیکہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ "ابی بکرؓ کو "اے اللہ کے خلیفہ" کا خطاب دیا گیا۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ "میں رسول اللہ ؐ کا خلیفہ ہوں اور میں اس سے خوش ہوتا ہوں" اور ان میں سے یہ ہے کہ آپ پہلے ہیں جو اپنے باپ کی زندگی ہی میں تخت خلافت کے والی ہوئے اور آپ پہلے شخص ہیں جن کے واسطے رعایا کی طرف سے پنشن مقرر ہوئی۔ البخاری نے عائشہ سے نقل کیا ہے کہ "جب ابوبکر رضؓ خلیفہ بنائے گئے کہا "لوگ جانتے ہیں کہ میرا پیشہ[1] میرے بال بچوں کے گذارے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوں۔ پس قریب ہے کہ ابوبکر رضؓ کے بال بچے اب اس مال میں سے کھایا کریں ختم کر دینگے۔ جبکہ وہ مسلمانوں کے کام میں ہی مشغول ہوگا" اور ابن سعد نے عطاء بن السائب[2] سے نقل کیا ہے۔ کہ جب ابوبکر رضؓ سے بیعت کر لی گئی۔ اس کے صبح کو اٹھے۔ آپ کے بازو پر کچھ چادریں تھیں اور آپ بازار کو جا رہے تھے۔ پس عمر رضؓ نے کہا "آپکا کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے جواب دیا "بازار کی طرف کا" عمر رضؓ نے کہا "آپ ایسا کرتے ہیں اور بات یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے معاملات کے والی بنائے گئے ہیں" ابوبکر رضؓ نے کہا "پھر میں اپنے بال بچوں کو کہاں سے کھلاؤں؟" پس عمر رضؓ نے کہا "آؤ ابوعبیدہ تمہارے لئے انتظام کر دینگے" پس وہ دونوں ابوعبیدہ کے پاس گئے۔ پس ابوعبیدہ نے کہا "میں آپ کے لئے مہاجرین کے ایک شخص کا گذارہ مقرر کرتا ہوں جو نہ تو ان میں سے کسی اعلیٰ کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور نہ ادنیٰ کے لئے۔ اور جاڑے اور گرمی کے لئے لباس۔ جب ان میں سے کوئی چیز پھٹ جائے اسے واپس کر دو اور دوسری (نئی)، لے لو" پس آپ کے لئے ہر دن کے کھانے کو آدھی بکری، روٹا اور سر اور پیٹ ڈھانکنے کے لئے لباس مقرر کیا۔ اور ابن سعد میمون سے نقل کرتے ہیں کہ "جب ابوبکر رضؓ خلیفہ بنائے گئے آپ کے لئے دو ہزار (درہم) مقرر کئے گئے۔ پس آپ نے فرمایا "میرے لئے (شمار) بڑھاؤ۔ کیونکہ میرے بال بچے

---

[1] آپ کپڑوں کی تجارت یا بزازی کا پیشہ کیا کرتے تھے۔ [2] ابو السائب عطاء بن السائب بن مالک قبیلہ ثقیف میں سے تھے، اور کوفہ کے باشندہ و مستند اور صحیح محدثین میں سے ہیں ۳۶ھ مطابق ۷۵۳ء میں انتقال کر گئے (ابن خل)

Marfat.com

ہیں اور تم نے مجھے دوسرے کام میں میری تجارت سے لگا دیا ہے پس انھوں نے اُن پر پانچسو درہم، اور بڑھا دیئے"

الطبرانی اپنی مسند میں الحسن بن علی ابن ابی طالب سے نقل کرتے ہیں کہ "جب ابو بکرؓ قریب المرگ ہوئے۔ فرمایا" اے عائشہ دودھ والی اونٹنی کا خیال رکھ جس کا دودھ پیا کرتے تھے اور یہ پیالہ جس میں ہم اپنا کھانا تیار کیا کرتے تھے اور یہ تہائی ہوئی چادر جسے ہم پہنا کرتے تھے۔ بیشک ہم اُن سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے جبکہ مسلمانوں پر حکومت کرتے تھے۔ جب میں مرجاؤں تو یہ عمرؓ کو دیدینا" پس جب ابو بکرؓ مر گئے تو اُن کو عائشہؓ نے، عمرؓ کے پاس بھیجدیا۔ عمرؓ نے کہا" خدا تجھ پر رحمت کرے اے ابو بکرؓ کیونکہ بیشک جو تیرے بعد ہوا اس کے دل کو تو نے دردمند کر دیا" اور ابن ابی الدنیا نے ابی بکر ابن حفص سے نقل کیا ہے کہ" ابو بکرؓ نے جبکہ آپ قریب المرگ تھے عائشہ سے فرمایا" اے لڑکی ہم مسلمانوں پر حاکم رہے ہیں۔ اور نہ ہم نے کوئی دینار ہی لیا ہے اور نہ درہم ہی لیا ہے لیکن ہم نے موٹا جھوٹا اپنے پیٹ بھرنے کے لئے کھایا ضرور ہے۔ اور ان کا موٹا جھوٹا اپنی پیٹھیں ڈھانکنے کے لئے پہنا ضرور ہے۔ اور مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے ہمارے پاس تھوڑا یا بہت کچھ نہیں بچا ہے۔ مگر یہ حبشی غلام اور یہ آبکش اونٹ اور یہ لپٹی ہوئی پرانی چادر پس جب میں مرجاؤں تو ان سب کو عمرؓ کے پاس بھیجدینا" اور اُن میں سے آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے کہ بیت المال بنایا۔ ابن سعد سہل ابن خیثمہ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ" ابو بکرؓ کا بیت المال سنح[1] میں تھا جس پر کوئی چوکیدار نہ تھا۔ پس آپ سے کہا گیا کہ" اس پر آپ کسی کو چوکیدار کیوں نہیں مقرر کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ" وہ مقفل ہے" پس جو کچھ اُس میں ہوتا آپ دیدیا کرتے یہانتک کہ خالی ہو جاتا۔ پھر جب آپ شہر میں چلے گئے آپ نے اسے منتقل کر لیا اور اُسے اپنے گھر میں کر لیا۔ پس آپ کے پاس مال آتا اور آپ تمام فقیروں میں تقسیم کر دیا کرتے اور تقسیم میں تمام کو برابر دیا کرتے۔ آپ ہمیشہ اونٹ گھوڑے اور ہتھیار خرید

[1] اطراف مدینہ میں سے ایک آبادی کا نام ہے جو رسول اللہ کے مکان سے ایک میل کی مسافت پر واقع ہے دیکھو قوت۔ م۔ ب)

Marfat.com

کرتے اور ان کو اللہ کے لئے دیدیا کرتے اور آپ چادریں خریدتے جو ریگستانی آبادیوں سے لائی جاتی تھیں ان کو مدینہ کی بیوہ عورتوں میں بانٹ دیا کرتے تھے۔

پس جب ابوبکرؓ نے وفات پائی اور دفن کر دیئے گئے۔ عمرؓ نے امینوں کو بلایا اور اُن کے ساتھ ابوبکرؓ کے بیت المال میں گئے۔ اُن میں سے عبدالرحمٰن ابن عوف اور عثمانؓ ابن عفان تھے۔ پس بیت المال کھولا اُس میں انھوں نے کوئی چیز نہ پائی نہ تو دینار ہی نہ درہم ہی۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث سے عسکری کا قول جو اُس نے اوائل میں نقل کیا ہے رد ہوتا ہے کہ پہلا شخص جس نے بیت المال بنایا عمرؓ ہیں اور یہ بات کہ نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیت المال تھا اور نہ ابوبکرؓ کے پاس" اور میں نے اس کی تردید اپنی اس کتاب میں بھی کی ہے جس کو اوائل میں تصنیف کیا ہے۔ پھر میں نے عسکری کو دیکھا کہ اپنی کتاب کے دوسرے مقام پر خود ہی اپنے قول کی مخالفت بھی کی۔ اور کہا ہے کہ پہلا شخص جو بیت المال کا مالک ہوا ابو عبیدۃ بن الجراح ہے یہ ملکیت ابوبکرؓ کی طرف سے ہوئی۔ الحاکم کہتا ہے کہ اسلام میں پہلا لقب عتیق ابوبکرؓ ہی کا ہوا ہے۔

فصل

دونوں شیخ (بخاری اور مسلم) جابر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "جب بحرین کا مال آئیگا تو میں تجھے اتنا اتنا دونگا" پس جب بحرین کا مال رسول اللہ کی وفات کے بعد آیا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا جسکو رسول اللہ پر کوئی دعویٰ ہے یا آپ نے اُس سے کوئی وعدہ فرمایا ہے ہمارے پاس آئے" پس میں آیا اور ان کو بتلایا ابوبکرؓ نے کہا "لے لو" پس میں نے لے لیا۔ اور خیال کیا کہ مجھ سے وعدہ تو پانسو درم کا تھا۔ لیکن آپ نے مجھے ایک ہزار پانسو درم دیئے۔

Marfat.com

فصل

آپ کے کچھ حلم اور تواضع کے ذکر میں

ابن عساکر انیسہ[1] سے نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں: "ابوبکرؓ ہم میں تین سال رہے اس سے پہلے کہ وہ خلیفہ ہوں اور ایک سال خلیفہ ہونے کے بعد۔ قبیلہ کی لڑکیاں اُن کے پاس مع اپنی بھیڑوں کی ریوڑ کے آیا کرتی تھیں اور آپ کے لئے اُن کا دودھ دوہا کرتی تھیں۔" اور احمد نے زہد میں میمون ابن مہران سے نقل کیا ہے کہ "ایک شخص ابی بکرؓ کے پاس آیا اور کہا "آپ پر اے رسول اللہؐ کے خلیفہ سلامتی ہو کہا۔" ان تمام میں سے وہ کون ہے؟" اور ابن عساکر نے ابی صالح غفاری سے نقل کیا ہے کہ "عمر بن الخطابؓ کی عادت تھی کہ بڈھی کمزور اندھی عورتوں کا کام رات کے وقت شہر کے بعض اطراف میں کیا کرتے تھے۔ انکو پانی پلایا کرتے تھے اور انکی مدد کیا کرتے تھے۔ پس جب آپ اسکے پاس آئے ایک دوسرے شخص کو پایا جو اُن سے پہلے اُن کے پاس پہنچ چکا تھا اور جو اس سے چاہا وہ کر چکا تھا پھر اس کے پاس دوسری مرتبہ (عمرؓ) آئے کہ وہ ابھی اُس کے پاس ہرگز پہلے نہ پہنچے ہونگے اور حضرت عمرؓ انتظار میں بیٹھ گئے پس وہ ابوبکرؓ تھے جو اُس کے پاس جایا کرتے تھے اور اس زمانہ میں وہ خلیفہ تھے۔ عمرؓ بول اٹھے۔ "خدا کی قسم تو انسان ہے۔" اور ابونعیم وغیرہ نے عبدالرحمٰن الاصبہانی سے نقل کیا ہے کہ "الحسن بن علی ابی بکرؓ کے پاس آئے اور وہ رسول اللہؐ کے ممبر پر تھے۔ پس کہا "میرے باپ کی نشست سے نیچے اترو۔" ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ "تو سچ کہتا ہے کیونکہ یہ تیرے باپ کی جگہ ہے۔" اور اپنے ان کو اپنے سینہ سے لگاکر بٹھلالیا۔ اور روئے پس علیؓ نے کہا خدا کی قسم یہ بات میرے حکم سے نہیں کہی گئی۔" ابوبکرؓ نے کہا "تو سچ کہتا ہے خدا کی قسم میں نے تیرے اوپر شبہ نہیں کیا۔"

---

[1] انیسہ بن خبیب بن ساتف کی لڑکی کا نام ہے جو انصار میں سے تھے انیسہ رسول اللہؐ کے ساتھ کئی جنگوں میں بھی رہی ہیں اور رسول اللہؐ سے احادیث نقل کی ہیں (احمد جبر)

Marfat.com

فصل

ابن سعد ابن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رض کو حج پر پہلے حج میں عامل بنایا جو کہ ایام اسلام میں تھا۔ پھر پیچھے آنے والے سنہ میں رسول اللہ نے حج کیا۔ پس جبکہ رسول اللہ کی روح قبض کی گئی اور ابو بکر رض خلیفہ ہوئے تو آپ نے عمر بن الخطاب کو حج کے لئے عامل بنایا۔ اور پھر آنے والے سال میں آپ نے حج کیا پس جب ابو بکر رض کی روح قبض کی گئی۔ اور عمر رض خلیفہ ہوئے آپ نے عبد الرحمن بن عوف کو حج پر عامل بنایا۔ پھر اس کے بعد عمر رض برابر ہر سال اپنے زمانہ موت تک حج کرتے رہے پھر عثمان رض خلیفہ ہوئے اور عبد الرحمن بن عوف کو حج پر عامل بنایا۔"

فصل

آپکی مرض۔ آپکی وفات۔ آپکی وصیت۔ اور حضرت عمر رض کے خلیفہ بنانے کے متعلق

سیف اور حاکم ابن عمر رض سے نقل کرتے ہیں کہ "ابی بکر رض کی موت کا سبب رسول اللہ کی وفات کا غم تھا۔ آپ کا جسم غم میں گھلتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ آپ گھلتے ہی گھلتے فوت ہو گئے۔" اور ابن سعد الحاکم سے بسند صحیح نقل کرتے ہیں اور وہ ابن شہاب سے کہ "ابا بکر رض اور الحارث بن کلدہ[1] دونوں خزیرہ (ایک قسم کا پکا ہوا گوشت) جو ابو بکر رض کو تحفتہ بھیجا گیا تھا کھا رہے تھے۔ پس الحارث نے ابی بکر رض سے کہا "اے رسول اللہ کے خلیفہ اپنا ہاتھ کھینچ لیجئے خدا کی قسم اس میں زہر ملا ہوا ہے جو اپنا اثر سال بھر میں دکھلائیگا۔ اور میں تو دونوں ایک ہی دن مرجائینگے۔" پس آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر یہ دونوں بیمار ہی پڑ گئے۔ یہانتک کہ دونوں کا انتقال ایک ہی دن سال ختم ہونے پر ہو گیا۔ اور الحاکم

(۱) رسول اللہ کے صحابہ میں ہے اور قبیلہ ثقیف میں سے ہیں عربوں کے حج بھی تھے ان کی بیوی کا نام (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸ پر دیکھئے)

نے الشعبی سے نقل کیا ہے کہ "ہم اس کمینی دنیا سے کیا امید رکھیں کہ رسول اللہ کو بھی زہر دیا گیا اور ابو بکرؓ کو بھی زہر دیا گیا؟"

اور الواقدی اور الحاکم نے عائشہ سے نقل کیا ہے کہ "ابو بکرؓ کے مرض کی ابتدا یہ تھی کہ آپ نے دو شنبہ کے دن سات جمادی الآخر کو غسل فرمایا۔ وہ ٹھنڈا دن تھا پس آپ کو پندرہ دن بخار رہا آپ نماز کے لئے بھی نہ نکل سکتے تھے۔ آخر سہ شنبہ کی رات بائیس جمادی الآخر تیرھویں سنہ ہجری میں تریسٹھ سال کی عمر میں آپکا انتقال ہوا مطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ء

ابن سعد اور ابن ابی الدنیا ابی اسفر سے نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام ابو بکرؓ کے مرض کی حالت میں آپ کے پاس گئے پس کہا "اے رسول اللہؐ کے خلیفہ ہم آپ کے لئے کوئی حکیم نہ بلا دیں جو آپ کو دیکھے؟ آپ نے جواب دیا "وہ تو مجھے دیکھ چکا ہے" پس انہوں نے دریافت کیا کہ "اس نے آپ کے متعلق کیا کہا؟ آپ نے جواب دیا "انی فعال لما ارید"[1] (میں جو کچھ چاہتا ہوں کر ڈالتا ہوں)، اور الواقدی نے کئی طریقوں سے نقل کیا ہے کہ "جب ابو بکرؓ کا مرض ثقیل ہو گیا۔ آپ نے عبد الرحمٰن بن عوف کو بلایا اور کہا "مجھے عمر بن الخطابؓ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷) الفریعہ تھا جو حمام بن عروہ کی لڑکی تھی ایک دن جب یہ اپنی بیوی یعنی الفریعہ کے کمرہ میں گئے تو دیکھا کہ وہ اپنے دانتوں میں خلال کر رہی ہے انہوں نے ایک طلاق کا جملہ اسے کہا وہ یہ تھا کہ "اگر تو نے اپنے وقت سے پہلے ناشتہ کر لیا ہے تو تو شکم بندہ یا پیٹو ہے۔ اور اگر تو نے شب گزار دی ہے اور تیرے دانتوں میں گوشت کا ریشہ رہ گیا ہے تو تو ایک گندی اور پھوہڑ عورت ہے" اس کے لئے الفریعہ نے جواب دیا کہ "نہ تو پہلی ہی بات ہے اور نہ دوسری۔ بلکہ بات یہ تھی کہ ایک خلال کا تنکا دانت میں رہ گیا تھا اسے نکال رہی تھی" اس کے بعد اس نے یوسف بن عقیل سے شادی کی جس سے حجاج کا ظالم پیدا ہوا (غالباً یہ حجاج بن یوسف تھا اور عقیل اس کا دادا ترکیب عبارت اصل میں بن یوسف حجاجی ہوگی؟ از مترجم) (حاشیہ صفحہ ۱۲۸) [1] قرآن میں سے کچھ تبدیلی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اصل عبارت یوں ہے "ان ربک فعال لما یرید" (بیشک تیرا رب جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے) (سوہ ہود آٹھواں رکوع) "فعال لما یرید" (اللہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے) (سورۃ بروج خاتمہ سے کچھ پہلے)

Marfat.com

کے متعلق بتلاؤ"۔ انہوں نے جواب دیا "آپ کسی امر کے بارہ میں مجھ سے کیا سوال کرتے ہیں جبکہ میری بہ نسبت آپ بہت بہتر جانتے ہیں"۔ پس ابو بکرؓ نے کہا۔ لیکن تم بھی تو کچھ کہو، عبدالرحمن نے جواب دیا "وہ خدا کی قسم جو کچھ آپ کی رائے ان کے متعلق ہے اس سے بہتر ہیں"۔ پھر عثمانؓ ابن عفان کو بلایا اور کہا "مجھے عمر ابن الخطابؓ کے متعلق بتاؤ" انہوں نے جواب دیا "آپ میری بہ نسبت ان کے متعلق زیادہ جانتے ہیں"۔ ابو بکرؓ نے جواب دیا "ایسا ہی ہو" پھر اس کے بعد فرمایا "اے میرے اللہ ان کے متعلق میرا علم یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے۔ اور یہ کہ ان جیسا ہم میں کوئی نہیں ہے"۔ اور ابو بکرؓ نے ان دونوں کے ساتھ مشورہ کیا اور سعید ابن زید اور اسید بن الحضیر وغیرہ مہاجرین اور انصار میں سے۔ پس اسید نے کہا "اے میرے اللہ بیشک ہم آپ کے بعد ان کو بہتر جانتے ہیں وہ جو رضامندی کا مستحق ہے اسی سے راضی ہیں اور جو غضب کا مستحق ہے اس سے غضب میں ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کا باطن ظاہر سے بہتر ہے اور ان سے بڑھکر اس تخت خلافت کا کوئی مستحق نہیں ہو سکتا"۔ کچھ صحابہ ابو بکرؓ کے پاس گئے اور ان میں سے ایک نے ان سے یوں کہا "آپ اپنے پروردگار کو کیا جواب دینگے جبکہ ہمارے اوپر عمرؓ کے خلیفہ بنانے کے متعلق آپ سے پوچھا جائیگا اس حال میں کہ آپ ان کی سخت گیری دیکھ رہے ہیں"۔ پس ابو بکرؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم تم تو مجھے ڈرا رہے ہو؟ میں کہوں گا اے میرے اللہ میں نے ان کے لئے تیرے اہل سے بہتر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے میری طرف سے یہ دوسروں کو کہدو"۔ پھر عثمانؓ کو بلایا اور کہا "اللہ رحم والے اور مہربان کے نام سے شروع کر کے لکھو۔ یہ وہ عہدنامہ ہے جو ابی بکرؓ بن ابی قحافہ نے اپنے آخر زمانہ میں دنیا کو خیرباد کہتے وقت کہا ہے اور اپنی آخرت کی اوّل زندگی میں داخل ہونے والا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس وقت کافر ایمان لے آتا ہے اور گنہگار اپنے گناہوں کا یقین کرتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے میں تمہارے اوپر اپنے بعد عمرؓ ابن الخطاب کو

Marfat.com

خلیفہ بناتا ہوں اس لئے اُن کو سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ اور میں نے کبھی اپنے خدا اور اُس کے رسول ؐ اور اُس کے دین اور اپنے اور تمہارے لئے کسی فرض کو اٹھا نہیں رکھا ہے پس اگر وہ عادل ہے تو میرا گمان اور اُن کے متعلق میرا علم ٹھیک سمجھا جائیگا اور اگر اس کے برعکس کیا تو پس ہر فعل کی جزا ویسی ہی ہے جیسا کہ کیا ہے میں نے بھلا ہی سمجھ کر یہ کام کیا ہے اور جو بات پوشیدہ ہے میں اُس سے آگاہ نہیں" وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" (اور ظلم کرنے والے اب جانا ہی چاہتے ہیں کہ ان کو کیسی جگہ لوٹ جانا ہے) (سورہ شعراء آخر خاتمہ) اور تمہارے اوپر سلامتی اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہوں"۔ پھر اپنے حکم کیا کہ اس عہد نامہ پر مہر لگا دیں۔ پس مہر لگا دی گئی۔ پھر عثمانؓ کو حکم دیا جو ایک مہر لگائے ہوئے عہد نامہ کے ساتھ نکلے۔ پس لوگوں نے اُن سے بیعت کی اور اس کو مانا۔ پھر ابو بکر رضؓ نے عمر رضؓ کو الگ بلایا۔ اور جو انہیں وصیت کرنا تھی کی پھر آپ کے پاس سے عمر رضؓ چلے آئے۔ اُس کے بعد ابو بکر رضؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا "اے میرے اللہ میں نے ماسوا انکی بہتری کے اور کچھ نہیں خواہش کی اور میں ہمیشہ اُن میں فتنہ سے ڈرتا رہا پس میں نے اُن کے لئے وہ بات کی ہے جسکو تو جانتا ہے اور میں نے پورے طریقہ پر اُن کی مشکلات حل کرنے کی کوشش کی ہے اُن میں سے بہترین اور قوی ترین بینے اُن پر والی بنا دیا ہے۔ اور اُن کو راہ راست پر لگانے میں بڑا کرتا دھرتا شخص اور جو کچھ تو نے مجھے اپنی حکومت عطا کی ہے وہ مجھے یاد ہے اسلئے میں نے اُن پر دوسرے کو اپنی جگہ خلیفہ بنا دیا ہے کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور اُن کی چوٹیاں[1] تیرے ہاتھ میں ہیں اے میرے اللہ اُن کے حاکموں کی درستگی کر۔ اور جسکو تو چاہتا ہے اس کو بنا کہ وہ ایک راہ راست پر چلنے والا خلیفہ ہو۔ اور اُسکی رعایا کو اُسکے لئے اصلاح میں رکھ"

---

[1] حقیقت میں عربی لفظ کے معنی پیشانی کے بال ہیں میں نے "چوٹی" کا ترجمہ اردو محاورہ کے لحاظ سے کر دیا اور اس سے مراد قوم کے سردار بھی لئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے چوٹی کا لفظ اور بھی زیادہ موزوں معلوم ہوا یعنی چوٹی کے آدمی

ابن سعد اور الحاکم ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ "لوگوں میں سے بہت زیادہ دانا تین تھے۔ ابو بکرؓ جب انہوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا اور موسیٰؑ کی بیوی جبکہ انہوں نے کہا "استاجرہ" (اس کو کسی اجرت یا تنخواہ پر رکھ لو (سورہ قصص رکوع دویم) اور عزیز یا وزیر (مصرؑ) جب اس نے دانائی سے حضرت یوسفؑ کی نسبت رائے قائم کی اور اپنی بیوی سے کہا "اکرمی مثواہ" (اس کو (یوسفؑ) کو اچھی طرح رکھو (سورۃ یوسف رکوع دویم) اور ابن عساکر یسار بن حمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ "جب ابو بکرؓ سخت بیمار ہوئے۔ ایک کھڑکی میں سے لوگوں سے کہا"۔ اے لوگو بیشک میں نے ایک عہد کیا ہے اس لئے تم اس پر راضی ہو۔" لوگوں نے کہا "اے رسول اللہ کے خلیفہ ہم اس پر راضی ہیں" پس علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا "ہم راضی نہیں ہیں تاوقتیکہ وہ عمرؓ کے متعلق نہ ہو ابو بکرؓ نے جواب دیا بیشک وہ عمرؓ ہی کے متعلق ہے" اور احمد نے عائشہؓ سے نقل کیا ہے آپ فرماتی ہیں "کہ ابو بکرؓ جب ان کو موت آئی آپ نے دریافت فرمایا "آج کیا دن ہے؟" لوگوں نے جواب دیا "دوشنبہ کا دن[۳]" آپ نے فرمایا "اگر میں آج کی رات مرجاؤں تو کل (دفن) کے لئے مجھے ڈالے مت رکھنا کیونکہ تمام دنوں اور راتوں سے میرے لئے پیارا وہ دن ہے جو کہ رسول اللہؐ کی موت سے زیادہ قریب ہے" اور مالک عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ "آپ کو (عائشہؓ) ابو بکرؓ نے اپنے الغابہ[۴] کے مال میں سے کھجور کا ایک درخت دیا جس پر سے بیس اونٹوں کا

---

۱ اس قصہ کے لئے قرآن سورہ قصص دیکھو اور سیلس (Sales) کا نوٹ صفحہ ۲۱۹ پر ۲ اس کا نام قطفیر یا اطفیر تھا یہ لفظ پوٹیفر (Potiphar) کا بگڑا ہوا ہے یہ ایک بہت بڑی اہمیت اور عقل کا شخص تھا اور شاہی خزانہ کا مالک الاقتصادی۔ سیلس (Sales) صفحہ ۱۸۹) ۳ ایک حدیث کے مطابق جیسا النووی اور دوسرے بیان کرتے ہیں۔ دوشنبہ کو محمدؐ پیدا ہوئے۔ دوشنبہ ہی کو ہجرت کی اور دوشنبہ ہی کو مدینہ پہنچے پہلے پہل دوشنبہ ہی کو وحی اتری اور دوشنبہ ہی کو آپ کا انتقال ہوا۔
۴ ایک مقام کا نام ہے۔ سیریا کو جو سڑک جاتی ہے اس پر مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

Marfat.com

بوجھ کھجوریں کاٹا کرتی تھیں اور جب آپ قریب المرگ ہوئے فرمایا "اے لڑکی! خدا کی قسم لوگوں میں سے کوئی نہیں ہے جس کی مالداری میرے لئے تجھ سے زیادہ محبوب ہو اور کوئی نہیں جس کا فقر میرے لئے سوائے تیرے بعد موت زیادہ تکلیف دہ ہو اور میں نے تو تجھکو بیس اونٹوں کا بوجھ اپنی کھجوریں دے دی ہیں اگر تو ان کو کاٹے گی اور لیگی تو وہ تیری ہونگی لیکن آج کے دن وہ وارثوں کا مال ہے۔ جو تیرے دو بھائی اور تیری دو بہنیں ہیں بس اُن کو خدا کی کتاب کے مطابق انہیں تقسیم کر لینے دے" عائشہؓ نے جواب دیا "اے باپ اگر ایسا اور ایسا بھی ہوجاتا (یعنی میں کاٹ پیٹ بھی ڈالتی) تو میں انہیں چھوڑ دیتی کیونکہ وہ میری (بہن) اسماء ہے تو پھر دوسری کون ہے؟" آپ نے فرمایا "وہ بچہ جو لڑکی خارجہ[1] کے پیٹ میں ہے جس کے متعلق میرا خیال ہے کہ لڑکی ہوگی" اور اسے ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ آپ نے اُس کے آخر میں فرمایا "وہ بچہ جو لڑکی خارجہؓ کے پیٹ میں ہے یہ بات میرے دل میں آئی ہے کہ وہ لڑکی ہے اس لئے اُسے مہربانی سے پالنا پوسنا" پس اُن سے ام کلثوم پیدا ہوئیں[2]۔

اور ابن سعد نے عروہؓ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے مال کا پانچواں حصہ چھوڑا اور کہا "میرا مال لیجاؤ جسکو کہ خدا مسلمانوں کا حصہ سمجھ کر لیتا ہے[3]" اور اسی راوی سے ایک

---

[1] خارجہ بنت زید بن ابی ظہیر انصاریں سے ہیں۔ یہ قبیلہ قریش کے شخص ہیں۔ ابوبکرؓ نے ان کی لڑکی سے شادی کی تھی جسے حاملہ ہی چھوڑ کر انتقال فرما گئے (ابن حجر) [2] عروہ عائشہؓ کی بہن اسماء کے لڑکے تھے جنھوں نے رسول اللہ سے ذات النطاقین کا لقب پایا تھا (دو پیٹیوں یا کمر بند والی) بات یہ تھی کہ انھوں نے اپنے کمربند کے دو ٹکڑے کر ڈالے تھے ایک نصف میں کھانے پینے کا سامان اور پانی باندھا تھا جسے محمدؐ اور ابوبکرؓ مدینہ کو ہجرت کے وقت اپنے ساتھ لے گئے تھے یہ خلیفہ عبداللہ بن الزبیر کی ماں بھی تھیں (ابن حجر) [3] شرع محمدی کے لحاظ سے وصیت کر کے مرجانیوالا مال پانچواں حصہ جسکو وہ چاہے دیا جائے اس کے وارثوں کو لے کر معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے وارثوں کو محروم کر اور اُن کے لئے بے خبر تھے واللہ اعلم کیونکہ پورا اسی قدر چھوڑ گئے جتنا شریعت اجازت دیتی تھی۔ جنگ کے مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو مسلمانوں کا ہوتا ہے وہ سلطنت کے استعمال کے لئے خلیفہ کی ملکیت تھی۔

Marfat.com

دوسرے طریقہ پر کہ آپ نے فرمایا۔ "میں تمہارے لئے پانچواں حصہ چھوڑے جاتا ہوں مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چوتھائی چھوڑ جاؤں اور چوتھائی چھوڑ جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں تہائی چھوڑ جاؤں اور جو تہائی چھوڑ گیا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہی نہیں۔" اور سعید ابن منصور اپنی سنن میں الضحاک[1] سے نقل کرتے ہیں کہ "ابوبکرؓ اور علیؓ دونوں اپنے مالوں میں سے پانچواں حصہ چھوڑ گئے (وہ لوگ جنہیں چھوڑ گئے) ایسے قرابت دار لوگ تھے جن کو وراثت نہ پہنچتی تھی۔

عبداللہ بن احمد اپنی زوائد الزہد میں عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں "خدا کی قسم ابوبکرؓ نے نہ تو کوئی دینار ہی اور نہ درہم ہی چھوڑا جس پر خدا کا نام سکوک کیا ہوا ہو۔" اور ابن سعد وغیرہ نے عائشہؓ سے نقل کیا ہے آپ فرماتی ہیں "جب ابوبکرؓ کو مرض شدید ہوا تو میں نے یہ شعر برمحل پڑھا۔

"تیری عمر کی قسم۔ کہ کوئی مال انسان کو فائدہ نہیں کرتا۔
جس دن کہ حلق میں موت کا غرغرہ پیدا ہوتا ہے اور اس سے سینہ میں تنگی پیدا ہو جائے۔"

ابوبکرؓ نے اپنا چہرہ کھولا اور فرمایا۔ "ایسا تو نہیں ہے لیکن یہ کہو وجاءت سکرت الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید (اور موت کی بیہوشی تو ضرور آگر رہیگی یہی تو وہ ہے جس سے تو گریز کرتا تھا) (سورہ ق پہلا رکوع) ان میرے دونوں کپڑوں کا خیال رکھو۔ ان دونوں کو میرے لئے دھو ڈالنا اور مجھکو انہیں دونوں میں کفن دینا۔ کیونکہ زندہ کو نئے کپڑے کی بہ نسبت مردہ کے زیادہ ضرورت ہے۔" اور ابو یعلیٰ نے عائشہ سے نقل کیا ہے۔ آپ فرماتی

---

[1] الضحاک بن سفیان بن کعب بن عبداللہ قبیلہ بنو کلاب کے تھے یہ صحابیوں میں سے ایک شخص تھے جو تن تنہا صرف اکیلے شجاعت میں دو سو سواروں کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ علقودی کہتے ہیں کہ انہیں ابن قیس کہنا ایک صریح غلطی ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے وہ جنرل تھے جن کا نام ضحاک بن قیس تھا۔ اس کے لئے ابن خلکان جلد چہارم صفحہ ۲۱۲ دیکھو۔ ان کو رسول اللہؐ نے بنو سلیم پر مقرر کیا تھا جو اس وقت نو سو آدمی تھے اور آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص سو آدمیوں کے برابر ہے وہ ایک ہزار کی سپہ سالاری کی قابلیت رکھتا ہے۔

Marfat.com

ہیں "میں ابوبکرؓ کے پاس گئی جبکہ آپ قریب المرگ تھے اور میں نے کہا

"وہ شخص جسکے آنسو اس وقت بھی نہیں بند ہوئے جب وہ پردہ میں
ہو گیا ہے بیشک کسی وقت وہ باہر نکلیں گے"

پس آپنے فرمایا "یہ مت کہو" لیکن یہ کہو " وجاءت سکرت الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد" (ترجمہ اور سورہ کا حوالہ گذر چکا) پھر آپنے فرمایا "رسول اللہؐ نے کس دن وفات پائی تھی؟ میں نے کہا "دوشنبہ کے دن" آپ نے فرمایا "میں موت کی اس اور رات کے درمیان امید کرتا ہوں" پس آپنے منگل کی رات کو وفات پائی اور صبح ہونے سے پہلے دفن کئے گئے۔ اور عبداللہ بن احمد زوائدالزہد میں بکر بن عبداللہ المزنی سے نقل کرتے ہیں کہ "جب ابوبکرؓ قریب الموت ہوئے عائشہؓ آپ کے سر کے پاس بیٹھیں اور فرمایا

"ہر اونٹ والے کے اونٹ اپنے پانی پینے کی جگہ واپس جاتے ہیں
اور اگر وہ اسے گدلا کریں گے اپنے آپ کو محروم رکھیں گے"

ابوبکرؓ نے آپ کے (عائشہ کے) اس کہنے کو سمجھ لیا اور فرمایا "اے بیٹی اس طرح نہیں ہو بلکہ اس طرح ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے وجاءت سکرت الموت ...... آخر آیہ تک۔ اور احمد نے عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ عائشہؓ نے برمحل یہ شعر پڑھا جبکہ ابوبکرؓ انتقال فرما رہے تھے

"آپکا چہرہ ایسا اجلا پڑ گیا ہے کہ ابر نے آپ کے چہرہ سے سارا پانی پی لیا
آپ یتیموں کے محافظ اور رانڈوں کی آبرو کے رکھوالے تھے"

پس ابوبکرؓ نے فرمایا "یہ تو رسول اللہؐ کی شان تھی" اور عبداللہ بن احمد زوائدالزہد میں عبادہ بن قیس سے نقل کرتے ہیں کہ "جب ابوبکرؓ کو موت قریب ہوئی آپ نے عائشہؓ سے فرمایا "میرے لئے یہ دونوں کپڑے دھو ڈالو اور مجھے انہیں کا کفن دیدینا کیونکہ تیرا باپ ان دو مردوں میں سے ایک ہوگا۔ یا تو اچھا لباس پہنایا جائیگا یا برے کپڑے میں لپیٹ دیا جائیگا

Marfat.com

اور ابن ابی الدنیا نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ہے کہ "ابو بکر رضؓ نے وصیت کی کہ آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیں۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر اُن کی مدد کریں۔ اور ابن سعد سعید ابن المسیب سے نقل کرتے ہیں کہ "عمر رضؓ نے ابی بکر رضؓ کی نماز قبر اور رسول اللہ کے منبر کے درمیان پڑھی۔ اور چار مرتبہ تکبیر[1] کہی اور عروہ اور قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے کہ "ابو بکر رضؓ نے عائشہؓ کو وصیت کی کہ آپ رسول اللہ صلعم کے پہلو میں دفن کئے جائیں پس جب آپ نے وفات پائی آپ کے لئے قبر کھودی گئی۔ آپکا سر رسول اللہؐ کے مونڈھے کے پاس رکھا گیا اور قبر کا تعویذ رسول اللہ کی قبر کے برابر کیا گیا" اور ابن عمر رضؓ سے نقل کیا ہے کہ "ابو بکر رضؓ کی قبر میں عمر رضؓ طلحہ رضؓ عثمان رضؓ اور عبدالرحمٰن رضؓ بن ابی بکر رضؓ اترے" اور کئی طریقوں سے یہ بات نقل کی ہے کہ آپ رات کو دفن کئے گئے۔ اور ابن سیب سے منقول ہے کہ "جب ابو بکر رضؓ انتقال فرما گئے تو مکہ میں ایک زلزلہ آیا پس ابو قحافہ نے کہا "یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا "تیرا لڑکا مر گیا" ابو قحافہ نے کہا یہ تو ایک مصیبت عظیمہ ہے اس کے بعد خلیفہ کون ہوا؟" لوگوں نے جواب دیا "عمر رضؓ" وہ کہہ اٹھا "وہ تو اس کا ساتھی تھا" اور مجاہد سے منقول ہے کہ "ابا قحافہ نے ابی بکر رضؓ کی میراث ابی بکر رضؓ کے لڑکے کو لوٹا دی۔ اور پھر ابو قحافہ ابو بکر رضؓ کے بعد صرف چھ مہینے اور کچھ دن عیش کر گئے۔ آپ کی موت محرم میں سنہ چودہ ہجری میں ستانوے سال کی عمر میں ہوئی" علماء کہتے ہیں کہ "اپنے باپ کی زندگی میں کسی خلیفہ نے ماسوا ابو بکر رضؓ کے حکومت نہ کی اور ماسوا ابو بکر رضؓ کے باپ کے کسی کے بھی باپ نے اپنے خلیفہ لڑکے کی میراث نہ پائی"

---

[1] نماز جنازہ میں پہلی مرتبہ جو تکبیر کہی جاتی ہے اول تو خدا کی حمد کا بیان کرتا ہے دوسری مرتبہ رسول اللہ کے متعلق۔ تیسری مرتبہ زندوں اور مردوں کی دعا کے متعلق اور چوتھی مرتبہ نماز سے فارغ ہونے کے لئے ایک سلام کی طرح اور پھر السلام علیکم ورحمتہ اللہ "تم پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو" ...... وغیرہ عتا محمد، ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ کی قبریں مدینہ میں پہلو بہ پہلو مگر یہ ساری زمین دوز شکل میں بنی ہوئی ہیں اس طرح کہ رسول اللہ کے شانے کے پاس ابو بکر رضؓ کا سر ہے برٹنس پلگریمیج (Burton's Pilgrimage) جلد دوم صفحہ ۹ میں اس کی نہایت صحیح تصویر ہے لحد یا بغلی قبر قبر کے اندر مغرب کی طرف آدمی کے لمبان کے برابر ایک گڑھا کیا جاتا ہے جس میں انسان آرام سے سو سکے وہاں مردہ کی لاش رکھی جاتی ہے

Marfat.com

الحاکم ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ "ابو بکرؓ نے دو سال ساتھ مہینے حکومت کی" اور ابن عساکر کی تاریخ میں بسند اصمعی ہے کہ "خفاف ف۱ بن ندبہ السلمی نے ابو بکرؓ کا نوحہ کیا ہے۔

"ہر زندہ چیز کو آگاہ کردو کہ اس کے لئے مستقل جگہ نہیں ہے۔

"اور تمام دنیا اس کے لئے فنا کا حکم ہے۔

"اور قوموں کی ملکیتیں ایک امانت جیسی ہیں۔

"وہ ایک مانگی ہوئی چیز ہیں اُن کے لئے شرط ادا کر دینا ہے۔

"اور آدمی کوشش کرتا ہے۔ لیکن وہ ایسا ہے کہ اس کے لئے انتظار ہے۔

"آنکھیں اسکے لئے ماتم کرتی ہیں۔ اور آوازف۲ اس کی مشتاق ہے۔

"وہ بڈھا ہو جاتا ہے یا قتل کر دیا جاتا ہے یا مغلوب ہو جاتا ہے۔

"وہ ایسی بیماری سے آہ وزاری کرتا ہے کہ اُسکے لئے شفا نہیں۔

"بیشک ابو بکرؓ وہ آب باران کے مانند تھے۔

"جبکہ برج جوزا سے بھی پانی کی کمی کے باعث کھیتیاں نہ اگتی تھیں۔

"خدا کی قسم اُن کی (نیک اعمالی) حکومت کے دن نہیں مل سکتے۔

"نہ تو کسی ازارف۳ پہننے والے کو اور نہ زمین پر چادر لتھیڑتے چلنے والے کو

"جو شخص کوشش کرتا ہے ان کا زمانہ (نیک اعمالی) کب پا سکتا ہے۔

"درحقیقت وہ میدان میں تنہا حادث ہونے والی ایک چیز تھی (موت)"

ف۱ خفاف بن عمیر بن الحارث۔ امرءالقیس کی اولاد میں سے اور ابن الندبہ کے نام سے معروف تھے۔ ندبہ ان کی ماں کا نام ہے ان کی ماں حارث کی ملکیت میں ایک قیدی تھیں جنہوں نے اپنے لڑکے عمیر کو دیدیا تھا جن سے خفاف پیدا ہوئے۔ یہ جنگ حنین میں موجود تھے اور مکہ کی فتح کے وقت بھی موجود تھے جہاں یہ بنو سلیم کے علم بردار تھے اور شرید کے ساتھ ہو چکے۔ وہ بہت شعر کے اعزاز کے بھی حصہ دار تھے عمرؓ کے زمانہ خلافت میں انتقال ہوا۔ ابن حجر ف۲ یعنی الویا کی دو سرا یہ مرد پیدا ہوتا ہے جاہل عرب کا عقیدہ تھا کہ مردہ کی قبر سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور ہر طرف بولتا ہے گویا مقتول کے خون کا بدلہ چاہتا ہے ... وغیرہ ... کہ

ف۳ کا ترجمہ ہے تہ بند یا لنگ یا پاجامہ جسم کے نیچے کا حصہ ڈھانکتا ہے اور چادر اوپر کا۔

Marfat.com

فصل

اس امر میں کہ آپ سے جو حدیثیں رسول اللہؐ سے براہِ راست روایت کی گئی ہیں

النووی اپنی تہذیب میں کہتا ہے کہ "الصدیق رضؓ نے رسول اللہ سے ایک سو بیالیس حدیثیں روایت کی ہیں اور آپ کے کم روایت کرنے کا سبب یہ ہے کہ آپ کی وفات حدیثوں کے پھیلنے سے پہلے ہوئی ہے اور تابعین اُن کے سنن حاصل کرنے اور اُن کے محفوظ رکھنے سے الگ الگ رہتے تھے" میں کہتا ہوں کہ تحقیق عمر رضؓ نے حدیث بعیت مذکور میں ذکر کیا ہے کہ ابوبکر رضؓ نے کوئی چیز نہ چھوڑی جو انصار کے بارہ میں اتری ہو اور نہ وہ جو رسول اللہ صلعم نے اُن کے متعلق فرمایا ہے لیکن آپ نے اس کا ذکر کردیا ہے" اور یہ ایک نہایت ہی مضبوط دلیل آپ کے احادیث کی یادداشت کے متعلق ہے اور آپ کے قرآن کے کثرت علم کے متعلق ہے اور آپ سے احادیث عمر رضؓ عثمان رضؓ علی رضؓ ابن عوف رضؓ ابن مسعود رضؓ حذیفہ رضؓ ابن عمر رضؓ ابن الزبیر رضؓ ابن عمرو رضؓ ابن عباس رضؓ انس رضؓ زید بن ثابت رضؓ البراء بن عازب رضؓ۔ ابوہریرہ رضؓ عقبہ بن الحارث رضؓ آپ کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن رضؓ زید بن ارقم رضؓ عبداللہ بن مغفل عقبہ بن عامر الجہنی۔ عمران بن حصین رضؓ۔ ابوبرزہ الاسلمی رضؓ۔ ابوسعید الخدری رضؓ۔ ابوموسیٰ الاشعری رضؓ۔ ابو الطفیل اللیثی۔ جابر بن عبداللہ۔ بلال رضؓ۔ عائشہ رضؓ آپ کی صاحبزادی۔ اور اسماء آپ کی صاحبزادی اور تابعین میں سے اسلم عمر رضؓ کے آزاد غلام اور واسط البجلی اور بہت سے لوگ روایت کرتے

ر اصفر، فصل سابقہ کا چوتھا اور پانچواں پیراگراف دیکھو ما کا لفظ لا اور ذکرہ کے درمیان اور شامل کرنا چاہیے تاکہ بجنسہ حضرت عمر رضؓ کے الفاظ کہ سا تقریظؓ مقتضب بالامین ہو جائے یہ بات نہ تو قلمی نسخوں میں ہے اور نہ مطبوعہ میں۔

سلہ ملزم۔ اس بحیرث کے انگریزی ترجمہ میں طول عبارت کے خوف سے یہ ناموں کی فہرست نہیں دی ہے۔

ہیں۔ میں اس امر کو مناسب دیکھتا ہوں کہ ہم یہاں سلسلہ وار مختصر طریقہ سے اُن کی حدیثیں درج کر دیں اور آپ سے نقل کرنے والے راویوں کا نام بھی آخر میں آئیں اگر خدا نے چاہا تو اُن کو علیحدہ علیحدہ اُن کے الفاظوں کے ساتھ مسند میں بھی ذکر کرونگا

۱۔ حدیث ہجرت۔ (دونوں شیخ اور ان کے سوا)

۲۔ دریا کے متعلق حدیث۔ اس کا پانی پاک ہے۔ اور اس میں مرا ہوا حلال ہے (الدار قطنی)

۳۔ مسواک کی حدیث۔ منہ کو پاک کرنے والی ہے اور خدا کو خوش رکھنے والی ہے (احمد)

۴۔ حدیث اس امر میں کہ رسول اللہؐ نے بکری کی پٹھ کھائی۔ پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (البزار اور ابو یعلی)

۵۔ حدیث اس امر میں کہ "تم میں سے کوئی کھانا کھانے کے بعد وضو نہ کرے جس کا کھانا اُس کے لئے حلال ہے" (البزار)

۶۔ حدیث۔ رسول اللہ نے نماز پڑھتے ہوئے لوگوں کو مارنے سے منع کیا ہے (ابو یعلی اور البزار)

۷۔ حدیث۔ آخری نماز جو رسول اللہؐ نے پڑھی میرے پیچھے پڑھی۔ اور آپ صرف ایک کپڑا پہنے ہوئے تھے (ابو یعلی)

۸۔ حدیث "جو کوئی اس بات پر مسرور ہوتا ہو کہ قرآن کو جیسا وہ نازل ہوا ہے۔ چہرہ پر وہی آثار پڑھنے میں ظاہر کرے تو وہ ابن ام عبد کی طرح پڑھے" (احمد)

۹۔ حدیث۔ کہ آپ نے رسول اللہ سے عرض کیا "مجھے ایسی دعا سکھلائیے جسے میں نماز میں پڑھا کروں" آپ نے جواب دیا یہ پڑھا کرو "اے میرے اللہ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے بہت زیادہ ظلم۔ میرا ان خلاف زیادتیوں پر سوائے تیرے کوئی مددگار نہیں۔ پس اپنی ذات سے میری مدد کر۔ اور مجھ پر رحم کر کیونکہ تو مددگار اور ڈھارس دینے والا ہے" (البخاری اور مسلم)

۱۰۔ حدیث "جو شخص صبح کو نماز پڑھتا ہے اُس کی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے۔ پس اللہ کو اُس کے

Marfat.com

وعدہ سے ہٹانے کا سامان مت کرو اور وہ جو ایسا کرنے والے کو قتل کرتا ہے اللہ اُس کو طلب کریگا یہاں تک کہ اُس کو اوندھے منہ آتش دوزخ میں جھونک دیگا۔" (ابن ماجہ[1])

۱۱۔ حدیث: "کسی نبی کی ہرگز روح نہیں قبض کی گئی، یہاں تک کہ اُس نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو امام نہ بنا دیا ہو۔" (البزار)

۱۲۔ حدیث: جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے پس وضو کرتا ہے اچھی طرح وضو پھر دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور اللہ کے سامنے سچے دل سے اپنا افسوس ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ڈھارس دیدیتا ہے۔" (احمد چاروں سنن کے مولفین اور ابن حبان)

۱۳۔ حدیث: "اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی روح نہیں قبض کی مگر اس جگہ جہاں پر کہ اُسے محبوب ہو کہ وہ دفن کیا جائے۔" (الترمذی)

۱۴۔ حدیث: اللہ نے یہودیوں اور نصرانیوں پر لعنت کی ہے جنھوں نے اپنے نبیوں کی ترتبول کو خدا کی پرستش گاہ کی طرح سجدہ گاہ بنالیا ہے (ابو یعلی)

۱۵۔ حدیث: "بیشک میت پر[2] زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے کھولتا ہوا پانی ڈالا جاتا ہے۔" (ابو یعلی)

۱۶۔ حدیث دوزخ کی آگ سے ڈرتے رہو چاہے وہ خرمہ کی ایک پھانک ہی برابر کیوں نہ ہوں کیونکہ وہ ٹیڑھے کو سیدھا بنادیتی ہے اور ایک بُری موت سے مارتی ہے اور جو اپنے آپ کو پیٹ بھری حالت میں سمجھتا ہے اُسے بھوک کی حالت میں لاتی ہے (ابو یعلی)

---

[1] ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی ایک مشہور حافظ ہیں اور کتاب السنن اور ایک قرآن کی تفسیر کے اور قزوین کی تاریخ کے مصنف ہیں ان کی کتاب سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے ۲۰۹ھ ۸۲۴ء میں پیدا ہوئے اور ۲۷۳ھ ۸۸۶ء میں انتقال کر گئے (ابن خل)

[2] یہ زندہ لوگوں کے بے فائدہ رونے دھونے کے باعث عذاب دیا جاتا ہے ایک دوسری حدیث میں یوں ہے ان المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ (یعنی مردہ کو گھر والوں کی گریہ وزاری کے باعث عذاب دیا جاتا ہے) لین (Lane) کہتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہونا چاہیے کہ اہل عرب اپنی عورتوں کی یہ ڈیوٹی مقرر کرتے تھے کہ ان کے لئے نوحہ و ماتم کیا کریں اس لئے مردوں پر اس کے کرنے سے عذاب کیا جاتا تھا۔

Marfat.com

۱۷۔ حدیث۔ صدقات کے پورے پورے فرائض (البخاری وغیرہ)

۱۸۔ حدیث۔ ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ کئی مرتبہ ابو بکر الصدیق رضہ کے ہاتھ سے قمچی گر جاتی تھی پس آپ اونٹنی کے اگلے پیروں میں مارتے اور اسے گھٹنوں کے بل جھکا دیتے" لوگوں نے ان سے کہا "آپ ہمیں اسے پکڑا دینے کے لئے کیوں نہیں حکم کرتے ہو اپنے جواب دیا میرے دوست رسول اللہ صنے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی کام کے لئے نہ کہوں" (احمد)

۱۹۔ "رسول اللہ نے اسماء عمیس کی لڑکی کو حکم دیا جب آپ محمد بن ابو بکر رض کے پیدا ہونے سے نفاس میں تہیں کہ "نہا دالیں۔ اور حج و عمرہ میں تلبیہ میں اہلال کریں" البزار اور الطبرانی)

۲۰۔ حدیث۔ "رسول اللہ صسے دریافت کیا گیا کہ "کونسا حج افضل ہے" آپنے جواب دیا تلبیہ میں آواز کا بلند کرنا" اور قربانیوں کا خون بہانا" (الترمذی۔ ابن ماجہ)

۲۱۔ حدیث۔ کہ آپ نے حجر اسود کو چوما اور کہا۔ کیا یہ بات نہیں کہ میں نے تجھے رسول اللہ کو چومتے ہوئے دیکھا؛ تو کیا میں تجھے نہ چومونگا" (الدارقطنی)

۲۲۔ حدیث "رسول اللہ صنے اہل مکہ کے نام یہ حکم بھیجا۔ کہ "اس سال کے بعد نہ تو کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرے ....." آخر حدیث تک (احمد)

۲۳۔ "حدیث۔ میرے گھر اور میرے ممبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا ممبر جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ[1] پر ہے" (ابو یعلی)

۲۴۔ حدیث۔ محمد کا ابو الہیثم بن التیہان کے مکان پر جانا۔ پورے طریقہ پر اس کے بیانات (ابو یعلی)

۲۵۔ حدیث۔ سونے کا سونے کے مثل بمثل اور چاندی کا چاندی کے مثل بمثل۔ لیکن

---

[1] چشمہ میں لفظ کے معنی ہیں (ترعۃ) ہے ترعۃ غلط ہے اس حدیث کی مختلف تبدیلیوں کے لئے برٹنس پلگرمیج (Burton's Pilgrimage) جلد دوئم صفحہ ۵۰ دیکھنا مفید ہے۔

Marfat.com

جو زیادہ دینے والا اور زیادہ طلب کرنے والا ہے۔ وہ آتش دوزخ میں ہے۔" (ابو یعلی اور البزار)

۲۶۔ حدیث: "ملعون ہے وہ جس نے مومن کو ضرر پہنچایا یا اس کے ساتھ مکر کیا۔" (الترمذی)

۲۷۔ حدیث۔ "جنت میں بخیل۔ دھوکہ دینے والا۔ خیانت کرنے والا۔ اور برے طریقہ پر حکومت کرنے والا نہ داخل ہوگا۔ اور پہلے جو جنت میں داخل ہوگا۔ وہ وہ غلام ہے جو اللہ اور اپنے آقا کی اطاعت کرے۔"

۲۸۔ حدیث: "غلام کا وارث ہونا اس کے لئے ہے جو اسے آزاد کرے۔" (الضیاء[1] المقدسی مختارہ میں)

۲۹۔ حدیث: "وہ ہم وارث نہیں ہیں جسے ہم نے صدقہ چھوڑ دیا ہے۔" (البخاری)

۳۰۔ حدیث: "بیشک خداوند تعالیٰ جب کسی نبی کے لئے رزق مہیا کرتا ہے اور پھر اس کی روح قبض کر لیتا ہے وہ ان ذرائع کو ان کے لئے نامزد کر دیتا ہے۔ جو اس کے بعد ہونے والا ہو۔" (ابو داؤد)

۳۱۔ حدیث: "اللہ کے ساتھ کفر چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو نسب کو زائل کر دیتا ہے۔" (البزار)

۳۲۔ حدیث: "تیرا اور تیرے مال کا مالک تیرا باپ ہے۔" ابو بکرؓ نے کہا: "آپکی[2] مراد اس سے صرف ضروری اخراجات تھے۔" (البیہقی)

۳۳۔ حدیث۔ جس نے اپنے قدم اللہ کے راستے میں خاک آلود کئے۔ ان دونوں پیروں کو اللہ آتش دوزخ سے محفوظ رکھیگا۔" (البزار)

۳۴۔ حدیث: "مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بجز ان کے جو ایمان کے سوا

۱؎ حافظ ضیاء الدین محمد بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی ۶۴۳ھ مطابق ۱۲۴۵ء میں انتقال کر گئے۔ مختلف علوم پر ان کی کتاب ہے (کشف الظنون)

۲؎ آپکی خلافت میں کتاب اللہ قرآن کے جمع کرنے وغیرہ کے متعلق جو فضل ہوا اس کا نصف آپ کا پہلا دوسرا پیراگراف دیکھو

Marfat.com

۳۵۔ حدیث: "اچھا خدا کا بندہ اور اپنے ہم گروہ کا بھائی خالد بن الولید ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسکو اللہ نے کفار اور منافقین پر کھینچا ہے۔" (احمد)

۳۶۔ حدیث۔ "آفتاب عمر رضی سے بہتر شخص پر کبھی طلوع ہوا۔" (الترمذی)

۳۷۔ حدیث مسلمانوں کے معاملات میں سے جس نے کسی معاملہ پر حکومت کی۔ اور ان پر کسی فروگذاشت کرنے والے کو حاکم بنایا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی کسی نفل کو قبول کریگا اور نہ فرض کو یہاں تک کہ اُسے جہنم واصل کردیگا۔ اور جو شخص کسی کو اللہ کے حق میں سے دیتا ہے اُس حالت میں کہ اُس میں سے وہ حقدار نہیں ہے۔ پس اس پر خدا کی لعنت ہے۔" (احمد)

۳۸۔ حدیث۔ ماعز[1] اور اُس کے رجم کا قصہ (احمد)

۳۹۔ حدیث۔ وہ گنہگار نہیں ہوتا جو استغفار کرلیتا ہے (معافی مانگ لیتا ہے)، چاہے وہ دن میں ستر ہی مرتبہ اُس گناہ میں پھر پھنس جائے (الترمذی)

۴۰۔ حدیث۔ یہ کہ رسول اللہؐ ہمیشہ جنگ کے معاملہ میں مشورہ کرلیا کرتے تھے۔ (الطبرانی)

۴۱۔ حدیث۔ جبکہ یہ نازل ہوا "ومن یعمل سوءًا یجز بہ" (جو بُرا کام کریگا تو تکلیف اُٹھائیگا) (سورہ النساء رکوع سترھواں) ...... آخر حدیث تک (الترمذی ابن حبان اور اُن کے ماسوا)

۴۲۔ حدیث۔ تم تو اس آیت کو پڑھتے ہو یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم (اے ایماندارو تم اپنی خبر رکھو) (سورۃ المائدہ رکوع تیرھواں) .... آخر حدیث تک (احمد چار سننوں کے مولف اور ابن حبان)

۴۳۔ حدیث۔ تیرا گمان ان دو کے متعلق کیا ہے جن کا تیسرا اللہ ہے (الشیخان)

۴۴۔ حدیث۔ اے میرے اللہ مجھے ان دو چیزوں سے مت مار یعنی نیزے کی برچھی اور طاعون" (ابو یعلیٰ)

---

[1] ماعز بن مالک الاسلمی صحابہ میں سے ہیں انہیں زنا کرنے پر سنگسار کیا گیا تھا۔ ستہ صحاح کی پہلی چار کتابیں (البخاری، مسلم، ابوداؤد، الترمذی)۔

Marfat.com

۴۵۔ حدیث "سورہ ہود نے مجھے بڈھا کر دیا ۔۔۔۔۔" آخر حدیث تک (الدار قطنی علل میں)

۴۶۔ حدیث "شرک میری امت میں چیونٹی کے رینگنے سے بھی کم رفتار ہے ۔۔۔۔۔۔" آخر حدیث تک (ابو یعلی اور دوسرے)

۴۷۔ حدیث "میں نے کہا" یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز سکھلایئے جسے میں جب صبح کروں اور جب شام کروں کہا کروں ۔۔۔۔۔" آخر حدیث تک (الہیثم بن کلیب اپنی مسند میں اور الترمذی اور اُن کے ماسوا ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں)

۴۸۔ حدیث۔ خبردار" اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں ہے" اور خدا سے معافی مانگنے کو کبھی مت بھولو اور کہتے رہو۔ کیونکہ ابلیس نے کہا ہے "میں لوگوں کو گناہوں سے برباد کرتا ہوں اور وہ مجھے" اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں" اس سے ہلاک کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ سے معافی مانگنے سے۔ اور جب میں دیکھتا ہوں کہ ان کو انکی خواہشات سے ہلاک کر رہا ہوں تو وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ رہنمائی حاصل کئے ہوئے ہیں" (ابو یعلی)

۴۹۔ حدیث۔ جب یہ نازل ہوا "لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیؐ" (اپنی آواز کو نبی کی آواز سے مت بڑھاؤ) سورہ حجرات کی ابتدا میں۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنی آواز کو ایک پھونس بھرے کی آواز سے بھی نہ بڑھاؤں گا" (یعنی بالکل آہستہ بولونگا) (البزار)

۵۰۔ حدیث "ہر شخص وہی حاصل کرتا ہے جو اُس کے لئے پیدا کیا گیا ہے" (احمد)

۵۱۔ حدیث۔ "جو قصداً میرے سامنے جھوٹ بولتا ہے یا میرے کسی چیز کے حکم کو رد کرتا ہے۔ تو اُسے دوزخ کے اپنے بنائے ہوئے گھر میں رہنا پڑیگا" (ابو یعلی)

۵۲۔ حدیث۔ اس حکم سے چھٹکارا نہیں ہے ۔۔۔۔" آخر حدیث تک اس میں کہ "اللہ کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے" (احمد اور دوسرے)

ؔ۱ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابو بکر و عمرؓ کے درمیان ایک وقت جھگڑا ہوا تھا یہ جھگڑا کسی جگہ پر گورنر مقرر کرنے کے متعلق تھا جس کے متعلق انھوں نے رسول اللہؐ کے سامنے اپنی آوازوں کو تیزی میں اگر بہت بڑھا دیا تھا۔ اس لئے آئندہ اس قسم کا واقعہ نہ پیش آئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ آیہ نازل کر دی جائے (Sales)

Marfat.com

۵۳۔ حدیث: "باہر جا اور لوگوں میں پکار کر کہدے جو اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ پس میں نکلا اور مجھے عمرؓ ملے ...... آخر حدیث تک (ابو یعلی اور یہ ابی ہریرہؓ کی حدیث سے محفوظ ہے۔ اور ابی بکرؓ کی حدیث سے صرف ایک راوی سے روایت کی گئی ہے)

۵۴۔ حدیث: "میری امت میں دو قسم کے لوگ ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ المرجئہ اور القدریہ" (الدارقطنی علل میں)

۵۵۔ حدیث: "اللہ سے عافیت کے طلبگار رہو" (احمد۔ النسائی۔ ابن ماجہ جو اس کو بہت سے مختلف طریقوں سے روایت کرتا ہے)

۵۶۔ حدیث: "جب رسول اللہ کسی کام کا ارادہ کرتے تھے تو کہتے تھے "اے میرے اللہ میرے لئے مہیا کر دے۔ اور میرے لئے چن دے (الترمذی)

۵۷۔ حدیث۔ دعا (دائے) قرض: "اے میرے اللہ غم کو رفع کرنے والے .... آخر حدیث تک (البزار اور الحاکم)

۵۸۔ حدیث: "ہر جسم جسکی پرورش حرام کمائی سے کی گئی ہے۔ پس جہنم کی آگ ہی اس کے لئے بہتر ہے" اور بالفاظ دیگر "وہ جسم جنت میں داخل نہ ہوگا۔ جسے حرام غذا دی گئی ہو" (ابو یعلی)

۵۹۔ حدیث: "جسم میں سے کوئی شے نہیں ہے۔ جو خدا کے سامنے تیزی زبان سے شکایت نہ کریگی" (ابو یعلی)

---

(۱) فرقہ مرجئہ کی یہ تعلیم ہے۔ کہ ہر ایک گناہ کبیرہ کے مرتکب مسلمان کا یوم حشر تک عذاب ملتوی رہیگا جسکی وجہ سے اس عالم میں نہ وہ کسی شخص کو مردود کہتے ہیں اور نہ ناجی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دین کی مخالفت سے کوئی عذاب نہیں ہوتا اور نہی مشرکیت اختیار کرنے سے کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ یہ فرقہ اور چار نوعوں میں متنوع ہے ان کے نام کی جہلیت اور علم و عقائد کے متعلق کشاف اصطلاحات الفنون جلد اول مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ و سیلس پری لیمنری ڈسکورس صفحہ ۱۲۳ دیکھو۔ فرقہ قادریہ والے پورے طریقہ پر دوامی سزا پانے کے بعد موت وحساب و کتاب کے منکر ہیں بعض لوگ معتزلہ کو بھی اس لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ کشاف اصطلاحات الفنون و سیلس (Sales) صفحہ ۱۱۵

Marfat.com

۶۰۔ حدیث۔ "ماہ شعبان کے نصف ایک رات میں اللہ نزول فرماتا ہے پس ہر ایک کو اپنی رحمت سے ڈھانک لیتا ہے ماسوا کافر کے یا اُس شخص کے جسکے دل میں کینہ ہے" (الدار قطنی)

۶۱۔ حدیث۔ "دجال مشرق میں جس زمین سے خروج کریگا اسکے لیے کہا جاتا ہے۔ کہ خراسان ہوگا۔ اور اُس کی وہ قومیں اتباع کرینگی جنکے چہرے دبیز سپروں جیسے ہوں گے" (الترمذی وابن ماجہ)

۶۲۔ حدیث: "مجھے ستر ہزار عطا کئے گئے ہیں جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہونگے ......" آخر حدیث تک (احمد)

۶۳۔ حدیث: "مخلوق کی شفاعت کا پورا بیان اور یہ کہ ایک نبی سے دوسرے نبی تک شفاعت کا معاملہ دوڑتا رہیگا[۱]" (احمد)

۶۴۔ حدیث: "اگر لوگ ایک وادی میں چلے جائیں۔ اور انصار ایک وادی میں چلے جائیں تو میں انصار کی وادی میں جاؤنگا" (احمد)

۶۵۔ حدیث: "قریش اس حکومت کے مالک ہیں۔ ان کا نیکو کار نیکو کار کا پیرو کار ہوگا اور اُن کا بدکردار بدکردار کا تبع ہوگا" (احمد)

۶۶۔ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قریب المرگی میں انصار کو وصیت کی۔ اور فرمایا "وہ لوگ جو اچھا کرنے والے ہیں اُن کو مانو۔ اور وہ جو برا کرنے والے ہیں۔ اُن کو معاف کرو" (البزار اور الطبرانی)

۶۷۔ حدیث: "مجھے ایک زمین کا علم ہے جسے عمان کہتے ہیں جسکے کناروں کو سمندر دھوتا ہے۔ اُس میں عربوں کا ایک قبیلہ ہے۔ اگر اُن کے پاس میرے پیغام لیجانیوالے جاتے ہیں۔ تو وہ نہ اُن کو تیر مارتے ہیں اور نہ پتھر" (احمد اور ابو یعلی)

---

[۱] حقیقت یہ ہوگی کہ لوگ ایک نبی سے دوسرے نبی کے پاس شفاعت کیلئے دوڑے دوڑے پھریں گے اور انجام کار حضور ﷺ کی شفاعت ...

Marfat.com

۶۸۔ حدیث۔ کہ ابوبکرؓ الحسنؓ کے پاس سے گذرے وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اُن کو گردن پکڑ کر اٹھا لیا اور کہا "میں اپنے والد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ نبیؐ کے مشابہ ہیں۔ علیؓ کو نہیں پڑے ہیں۔" (البخاری) ابن کثیر کہتا ہے کہ "یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اس قول کی قوت میں ہے کہ "رسول اللہ الحسنؓ کے مشابہ تھے۔"

۶۹۔ حدیث۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کے دیکھنے کو جایا کرتے تھے۔" (مسلم)

۷۰۔ حدیث۔ پانچویں (چوری میں) چور قتل کر دیا جائے[1]" (ابو یعلی اور الدیلمی)

۷۱۔ حدیث "احد کا قصہ" (الطیالسی اور الطبرانی)

۷۲۔ حدیث "جب میں رسول اللہ کے ساتھ تھا۔ لو! میں نے یہ دیکھا کہ آپ اپنے پاس سے کسی چیز کو بھگا رہے ہیں لیکن میں نے وہ چیز نہ دیکھی۔ میں نے کہا "اے رسول اللہؐ آپ کسے بھگا رہے ہیں؟" آپ نے جواب دیا "دنیا یہ تو میرے پیچھے ہی پڑ گئی" میں نے کہا کہ "اس نے مجھے جواب دیا "کیا! کیا تم مجھے نہ لو گے؟" (البزار)

اس کو ابن کثیر نے الصدیقؓ کی اسناد میں بہت نقل کیا ہے۔ یہ مرفوع حدیثوں میں سے ہے لیکن دوسری حدیثیں اُس نے ذکر نہیں کی ہیں۔ ہم اس تعداد کو پورا کرنے کا تتبع کرتے ہیں جیسے النووی نے ذکر کیا ہے[2]

۷۳۔ حدیث۔ "اہل قرد کو اس وقت تک قتل کئے جاؤ جب تک وہ آدمیوں میں ملکیں (الطبرانی اوسط میں)

۷۴۔ حدیث۔ "دیکھو تم کس کے گھر میں رہتے ہو کس کے ملک میں تمہاری بود و باش ہے اور کس کے راستہ پر تم چلتے ہو" (الدیلمی)

---

[1] شریعت کے قانون کے مطابق چور کا پہلی چوری میں بایاں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اور دوسری چوری میں داہنا پیر اور پھر اگر چوری کرے تو سیدھا ہاتھ اور چوتھی چوری میں بایاں پیر۔ ان سزاؤں پر بھی اگر پانچویں مرتبہ چوری کا مرتکب ہو تو اس کی سزا قتل ہے۔ [2] النووی نے ایک سو بیالیس رقوم کی ہیں مگر السیوطی صرف ایک سو چار نقل کرتا ہے

Marfat.com

۷۵۔ حدیث "میرے لئے بہت زیادہ دعا مانگا کرو اور مجھ پر بہت درود پڑھا کرو کیونکہ خدا نے ایک فرشتہ کو میری قبر پر مقرر کیا ہے۔ جب میری امت میں سے کوئی میرے لئے دُعا کرتا ہے۔ تو یہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ فلاں شخص نے جو فلانے کا بیٹا ہے اس وقت آپ کے لئے دُعا کی ہے یا آپ پر درود بھیجا ہے" (الدیلمی)

۷۶۔ حدیث "جمعہ کی نماز دوسرے جمعہ تک جو کچھ ان دونوں جمعہ کی نمازوں کے درمیان واقع ہوتا ہے اُس کے لئے کفارہ ہے۔ اور جمعہ کے دن غسل کفارہ ہے۔۔۔۔۔۔ آخر حدیث تک (العقیلی ضعفا میں)

۷۷۔ حدیث "بیشک میری امت پر دوزخ کی گرمی۔ حمام کی گرمی کے مانند ہو گی" (الطبرانی)

۷۸۔ حدیث "جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ جھوٹ ایمان سے اجنبی رکھتا ہے۔ (ابن لال مکارم الاخلاق میں)

۷۹۔ حدیث "ہر اُس شخص کیلئے جو جنگ بدر میں شہید ہوا ہے جنت کی خوشخبری ہے" (الدار قطنی افراد میں)

۸۰۔ حدیث "دین اللہ تعالیٰ کا بڑا وزنی نشان ہے۔ کون ہے وہ جو اس کے اٹھانیکی طاقت رکھتا ہے؟"

۸۱۔ حدیث "سورۃ یٰس[1] کا نام "المعمہ" (المطعمہ) ہے۔۔۔۔" آخر حدیث تک (الدیلمی اور البیہقی شعب الایمان میں)

۸۲۔ حدیث "عادل اور خاکسارانہ طبیعت والا بادشاہ اللہ کا سایہ ہے اور زمین پر اُس کی انی ہے۔ اور اُس کے حساب میں۔ ہر دن اور ہر رات ساٹھ درست کردار لوگوں کے

---

[1] ان حروف یعنی یٰس کے معنی معلوم نہیں تفاسیر میں ان حروف مقطعات کی نسبت اللہ اعلم بل للہ (اللہ ہی اُن کے معنی سے خوب واقف ہے) لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ لوگوں نے اپنے اندازہ بتلانے کی کوشش کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یا انسان (اے آدمی) مراد ہے اس سورہ کے اور بھی رسول اللہ نے بہت سے نام رکھے ہیں۔ اور خاص کر اس کا لقب قلب القرآن رکھا ہو سکرات موت کی آسانی کے لئے مرنیوالے شخص کے سرہانے پڑھتے ہیں عقیدہ کرجان قبض کرنے میں آسانی ہوتی ہو جیسا (Sale)

Marfat.com

نیک عمل لکھے جاتے ہیں" (ابوالشیخ العقیلی ضعفا میں، اور ابن حبان کتاب الثواب میں)

۸۳۔ حدیث: موسیٰ ع نے اپنے پروردگار سے کہا "اس شخص کے لئے کیا بدلہ ہے جو بڑھی مصیبت زدہ اولاد مردہ ماں کو تسلی دے؟" اُس نے جواب دیا "خدا اُس کو اپنے سایہ سے ڈھانک لیگا" (ابن شاہین ترغیب میں اور الدیلمی)

۸۴۔ حدیث: اے میرے اللہ اسلام کو عمرؓ بن الخطاب سے قوت دے (الطبرانی اوسط میں)

۸۵۔ حدیث: کوئی شکار نہیں کیا گیا۔ اور کوئی کانٹے دار درخت نہیں کاٹا گیا اور کسی درخت کی جڑ نہیں کاٹی گئی۔ لیکن اس سبب کہ اُس نے خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کی بیان کرتے میں کمی کی ہوگی" (ابن راہویہ اپنی مسند میں)

۸۶۔ حدیث: اگر میں تم میں نہ بھیجا جاتا۔ تو عمرؓ یقیناً بھیجے جاتے"...... آخر حدیث تک (الدیلمی)

۸۷۔ حدیث: اگر اہل جنت تجارت کرتے تو کپڑے کی تجارت کرتے (ابویعلیٰ)

۸۸۔ حدیث: وہ شخص جو اپنی ذات کے لئے یا کسی دوسرے کے لئے بغاوت کرتا ہے درآں حالیکہ امام لوگوں پر حکومت بھی کرتا ہے۔ پس اُس پر خدا کی لعنت ہو اور اُس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی پس اُسے قتل کر ڈالو (الدیلمی تاریخ ہمدان میں)

۸۹۔ حدیث: جس شخص نے مجھ سے کوئی علم یا حدیث لکھی یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کا اجر اُس وقت تک اُس کے حساب میں برابر نہ لکھا جاتا رہے جب تک وہ علم یا حدیث باقی ہے

۱؎ ابو یعقوب اسحٰق مرو شاہجہاں کے باشندہ ہیں یہ جیسا کہ اپنے زہد و ورع کے لحاظ سے ممتاز تھے ویسے ہی قوانین شرعیہ اور حدیث کے علم میں ممتاز تھے۔ ابن حنبل نے ان کو مسلمانوں میں امام مانا ہے۔ اور ایک خاص مشہور قانون تھے ان کی مسند بہت مشہور ہے ۱۶۱ھ مطابق ۷۷۸ء میں پیدا ہوئے اور ۲۳۸ھ مطابق ۸۵۳ء میں نیشاپور میں انتقال کر گئے۔ ابن خلکان کہتا ہے کہ ان کا نام ابن راہویہ ان کے والد نے رکھا تھا کیونکہ یہ مکہ جانے والی سڑک پر پیدا ہوئے تھے راہ کے فارسی میں راستہ کے معنی ہیں اور ویہ کے بے پائے گئے اس لفظ کا تلفظ راہویہ بھی کرتے ہیں ابن خلکان کی لغت کو ہمیشہ قابل تسلیم نہیں سمجھنا چاہیئے۔ ۲؎ ابوبکرؓ عثمانؓ طلحہؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف یہ سب ہی کپڑے کی تجارت کرتے تھے (ابن قتیبہ)

(الحاکم تاریخ میں)

۹۰۔ حدیث:۔ جو شخص اللہ کی بندگی میں ننگے پیر چلا۔ تو اللہ اس سے اُسکے فرائض کے متعلق قیامت کے دن نہ سوال کریگا"(الطبرانی اوسط میں)

۹۱۔ حدیث:۔ کون خوش ہو گا کہ خدا اُس کو جہنم کی لپٹوں سے محفوظ کر دے اور اُسے اپنے سایہ میں لے لے؟ پس اُسے چاہیئے کہ مومنوں کے ساتھ سخت مزاجی نہ کرے۔ بلکہ ان کے ساتھ رحم دل بنے"(ابن لال مکارم الاخلاق میں۔ اور ابو الشیخ اور ابن حبان الثواب میں)

۹۲۔ حدیث:۔ وہ شخص جو صبح سویرے اللہ کی عبادت کی نیت سے اُٹھ بیٹھتا ہے۔ اللہ اُس کے لئے اسے دن بھر کا اجر نیک لکھ دیتا ہے۔ پھر چاہے وہ گناہ ہی کیوں نہ کرے"

۹۳۔ حدیث:۔ کوئی قوم جہاد کو نہیں چھوڑتی۔ لیکن اللہ ان پر ایک عذاب نازل کرتا ہے"(الطبرانی اوسط میں)

۹۴۔ حدیث:۔ مفتری جنت میں نہ داخل ہو گا" (الدیلمی لیکن بغیر اسناد)

۹۵۔ حدیث: مسلمانوں میں سے کسی کو حقیر مت جانو۔ کیونکہ مسلمانوں کا معمولی آدمی بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے" (الدیلمی)

۹۶۔ حدیث:۔ اللہ کہتا ہے:"ان کنتم تریدون رحمتی فارحموا خلقی" اگر تم میری رحمت کے خواہش مند ہو۔ تو میری مخلوق سے مہربانی سے پیش آیا کرو (ابو الشیخ بن حبان اور الدیلمی)

۹۷۔ حدیث:۔ میں نے رسول اللہؐ سے ازار کے متعلق دریافت کیا۔ پس آپ نے اپنی پنڈلی کا گوشت پکڑا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ میرے لئے اور لمبائی بڑھائیے۔ پس آپ نے پنڈلی کے گوشت کا نچلا حصہ پکڑ لیا۔ پھر میں نے کہا کہ کچھ اور لمبائی بڑھائیے" آپ نے فرمایا"اس سے زیادہ نیچا رکھنا اچھا نہیں ہے" میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ ہم ہلاک ہو گئے آپ نے فرمایا۔ اے ابو بکرؓ راہ راست اختیار کر۔ اور درمیانی راستہ سے تو محفوظ رہیگا"

Marfat.com

(ابو نعیم الحلیہ میں)

۹۸۔ حدیث: "میری ہتھیلی اور علی رض کی ہتھیلی بالکل ایک سی برابر ہیں" (الدیلمی اور ابن عساکر)

۹۹۔ حدیث: "شیطان سے بچے رہنے میں غفلت نہ کرو۔ کیونکہ اگر تم اس کا خیال چھوڑ دو گے تو وہ تم سے غافل نہیں ہے"۔ (الدیلمی۔ بغیر اسناد)

۱۰۰۔ حدیث: جس نے خدا کے لئے مسجد بنائی۔ اللہ اسکے لئے جنت میں گھر تیار کرتا ہے (الطبرانی اوسط میں)

۱۰۱۔ حدیث: "جس نے اس کریہ جڑ کو کھایا۔ پس ہماری مسجد کے قریب ہی نہ آئے"۔ (الطبرانی اوسط میں)

۱۰۲۔ حدیث۔ نماز کے شروع اور رکوع اور سجدہ میں رفع یدین کرنا (البیہقی السنن میں)

۱۰۳۔ حدیث۔ یہ کہ رسول اللہ ص نے ابی جہل کو ایک اونٹ تحفۃً بھیجا (الاسمٰعیلی اپنی معجم میں)

۱۰۴۔ حدیث۔ "علی رض پر نظر کرنا عبادت ہے" (ابن عساکر)

فصل

الصدیق رض سے تفسیر قرآن کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے

ابو القاسم البغوی ابن ملیکہ سے نقل کرتا ہے۔ کہ ابو بکر رض سے قرآن کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا گیا پس آپنے فرمایا۔ "کونسی زمین مجھے وسعت دیگی اور کون سا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا۔ اگر میں قرآن کے ایسے معنی بیان کردوں جو اللہ نے مراد نہ لئے ہوں"۔

اور ابو عبیدہ نے ابراہیم التیمی سے نقل کیا ہے۔ کہ ابو بکر رض سے اللہ برتر کے قول (وفاکھۃ و أبا) (اور میوے اور چارا) (سورہ عبس) کے معنی دریافت کئے گئے۔ پس آپنے فرمایا۔ "میں کون سے آسمان کے سایہ میں بس سکوں گا اور کونسی زمین مجھے پناہ دیگی اگر میں اللہ کی کتاب

ا؎ کتاب الاکتفا میں دو جگہ ہے کہ یہ لمبی ہو چار زبانی اس نا حدیث میں شامل ہو۔ یہ باتیں حضرت عمر رض کے بیان میں ہے طریقہ پڑ آئیں گی ۲؎ جائز کر منسوخ کرتے وقت ایں ہاتھ اٹھانا عام قاعدہ ہو گر مذہب حنفی والے رکوع اور سجدہ میں جاتے وقت بھی کرتے ہیں ۳؎ ابی جہل رسول اللہ کا چچا تھا

کے وہ معنی بیان کر دوں جن کو میں نہیں جانتا" اور البیہقی وغیرہ نے ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ سے الکلالۃ[1] کے معنی دریافت کئے گئے پس آپ نے فرمایا: میں تم کو ضرور اس کے بارہ میں بتلاؤں گا۔ پس اگر وہ ٹھیک ہے تب تو اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اگر غلط ہے۔ پس وہ میری طرف سے ہے اور شیطان کی طرف سے میں تو اس کے معنی بے نسل والے انسان اور بغیر باپ بچوں والے والدین سمجھتا ہوں۔ پس جب عمرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے کہا: مجھے اس بات کی تردید کرتے ہوئے حیا آتی ہے۔ جسے ابوبکرؓ نے کہا ہے"

اور ابونعیم نے اپنی الحلیہ میں الاسود بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ "تم ان دو آیتوں کے بارہ میں کیا کہتے ہو؟ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اور الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم (بیشک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے اور پھر اس بات پہ قائم رہے) (سورہ حم السجدہ تیسرا رکوع) اور (وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی بے انصافی یا زیادتی کی آمیزش نہیں کی) (سورۃ الانعام رکوع اٹھواں قریب الاختتام) انہوں نے جواب دیا "پھر وہ لوگ قائم رہے یعنی گناہ نہیں کیا اور اپنے ایمان کو اپنے گناہوں کا لباس نہیں پہنایا" ابوبکرؓ کہا "تم نے تو ایسے معنی کئے جو ہو ہی نہیں سکتے" اس کے بعد فرمایا۔ ہمارا رب اللہ ہے یہ کہو اور پھر اسی پر قائم رہو یعنی کسی دوسرے اللہ کی طرف اس کے سوا راغب مت ہو اور اپنے ایمان کو شرک کا لباس نہ پہناؤ" اور ابن جریر نے عامر بن سعد البجلی سے نقل کیا ہے وہ ابوبکر الصدیق سے اللہ برتر کے قول للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ (جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ) (سورہ یونس دوسرا رکوع) اپنے اس اچھے بدلہ کی تفسیر فرمائی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ

---

[1] الکلالہ کے معنی دور کا رشتہ ہیں (جاملہ کا) زمخشری اپنی تفسیر میں اس کے چار معنی بتلاتا ہے (۱) وہ شخص جس کا لڑکا اور نہ باپ زندہ ہو (۲) وہ شخص نہ تو جس کا باپ زندہ ہو اور نہ کوئی اولاد (۳) وہ شخص جس کا باپ کی طرف سے بلاواسطہ کوئی رشتہ دار زندہ نہ ہو اور نہ ہی اس کی اپنی اولاد کا۔ چوتھا

Marfat.com

اللہ کے چہرہ کو دیکھیں گے۔ اور ابن جریر ابی بکرؓ سے اللہ برتر کے قول ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس آیت کے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ اسے جن لوگوں نے کہا اور وہ اسی بات پر مر گئے پس وہ لوگ ہیں جو قائم رہے۔"

فصل

اُن موقوف حدیثوں میں جو ابوبکرؓ کے قول یا فیصلے یا لیکچرس یا دعا میں سے نکالی گئی ہیں

الالکائی[1] نے سنتہ میں ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص ابی بکرؓ کے پاس آیا اور کہا "کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ زنا بھی خدا کے حکم سے ہوتا ہے؟" آپ نے جواب دیا "ہاں" کہا "جب خدا نے ہمیں اُس پر قدرت دی ہے پھر عذاب بھی کریگا؟" آپ نے جواب دیا "ہاں" اے بغیر ختنہ کی ہوئی عورت کے لڑکے۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس کوئی آدمی ہوتا تو میں اسے حکم کرتا کہ تیری ناک پکڑ کر رگڑ دے۔ اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں الزبیر سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا اور وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ کہ "اے لوگوں کے گروہ خدا سے حیا کرو قسم ہے اس ذات جسکے ہاتھ (قبضہ) میں میری جان ہے جب میں میدان میں پاخانہ جاتا ہوں اپنے سر کو اگر ڈھکا نہیں ہوتا ہے ڈھاک لیتا ہوں اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کے لئے"۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں عمرو بن دینار سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے کہا ہے "اللہ سے حیا کرو۔ خدا کی قسم جب میں کبھی رفع حاجت کے مقام پر جاتا ہوں تو خدا سے شرم کی وجہ سے اپنی پیٹھ دیوار پر لگا لیتا ہوں"۔ اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابی عبداللہ الصنابحی[2] سے نقل کیا ہے

---

[1] ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور الرازی [2] ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن الصلت الصنابحی آخر الذکر قبیلہ مراد کی شاخ ہے

Marfat.com

کہ وہ ابو بکر رض الصدیق کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پس ابو بکر رض نے پہلی دو رکعتوں میں تو ام القرآن (سورہ فاتحہ) کے بعد قصار مفصل¹ میں سے سورتیں پڑھیں اور تیسری رکعت میں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب (اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول ہدایت دینے کے بعد مت کر اور اپنے پاس سے ہم کو رحمت بخش کیونکہ تو بڑا دانا ہے) (سورہ آل عمران رکوع پہلا)۔

اور ابن ابی خثیمہ اور ابن عساکر نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ ابو بکر رض جب کسی شخص کی تعزیت کے لئے جاتے تو کہا کرتے کہ "صبر کرنا کوئی مصیبت نہیں ہے اور رونے چلانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے موت اُس سے بہت زیادہ آسان ہے جو اُس سے پہلے گذرتا ہے اور اُس کے بعد جو آتا ہے وہ اُس سے بہت زیادہ شدید ہے۔ یاد کرو کہ بیشک رسول اللہ صلعم نے تمہاری مصیبت کو کم کر دیا ہے۔ اور اللہ نے تمہارے لئے اجر یا انعام کو زیادہ کر دیا ہے"

اور ابن ابی شیبہ اور الدار قطنی نے سالم بن عبید² سے نقل کیا ہے۔ اور وہ صحابی ہیں کہ انہے فرمایا ہے "ابو بکر الصدیق رض مجھے کہا کرتے تھے "میرے اور فجر کے درمیان کھڑے ہو یہاں تک کہ میں صبح کا کھانا کھاؤں اور ابی قلابہ سے نقل کیا ہے یہ کہتے ہیں۔ کہ ابو بکر الصدیق رض فرمایا کرتے تھے "دروازے کو بند رکھو یہاں تک کہ ہم صبح کا کھانا کھالیں" اور البیہقی اور ابو بکر بن زیاد النیشاپوری نے کتاب الزیادات میں حذیفہ بن اسید سے نقل کیا ہے کہ انہوں

---

¹ مفصل قرآن کا وہ حصہ ہے جو سورہ الحجرات کے حصہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور آخر میں یعنی الناس پر ختم ہوتا ہے یہ بالکل صحیح ترین روایت کے لحاظ سے ہے اور مفصل کہنے کی یہ وجہ ہے کہ اس کی سورتوں میں بہت سی تقسیمیں یا حصے ہیں ² ابو عبداللہ سالم بن عبید بن ربیعہ ابو حذیفہ صحابی کے آزاد غلام تھے۔ ابو نعیم اس نسب کا انکاری ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ معقل کا لڑکا ہے یہ فارسی النسل اور جلیل القدر صحابہ اور انصاریوں سے تھا۔ عمر رض کی نظروں میں اس کی اتنی وقعت تھی کہ کہا گیا ہے "اس کے انتقال کے بعد عمر رض نے ایک مرتبہ کہا کاش اگر سالم زندہ ہوتا تو تخت خلافت پر بٹھلانے کیلئے مجلس شوریٰ کبھی منعقد نہ ہوتی کہ کسی کو بٹھلایا جائے۔ سالم، بدر، احد اور غزوہ خندق میں بھی لڑا تھا۔ اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہوا جہاں پر مسلمانوں کی فوج کا علمبردار تھا جہاں یہ اپنے دونوں ہاتھ کٹ کر گر جانے کے بعد اپنے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۵ پر دیکھئے)

Marfat.com

نے کہا کہ "میں نے بیشک ابوبکرؓ اور عمرؓ کو دیکھا کہ دوپہر کے بالکل پہلے حصے میں وہ جو کچھ کیا کرتے تھے۔ میرا دیکھنا اسلئے تھا کہ میں بھی ان دونوں کی طرح کیا کروں" اور ابوداؤد نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں اس امر کا گواہ ہوں کہ ابوبکرؓ الصدیق نے کہا کہ مرنے کے بعد پیٹ کے بل تیرتے رہنے والی مچھلیاں جیسی وہ زندگی میں تیرا کرتی تھیں کھالیا کرو" اور الشافعیؒ نے اعم میں ابی بکر الصدیقؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے زندہ جانوروں کے عوض گوشت بیچنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور البخاری نے ان سے نقل کیا ہے کہ "آپ نے دادا کو باپ کے درجہ میں برابر (حق وراثت میں) رکھا ہے اگر اس کے سوا اس کا باپ نہ ہو۔ اور لڑکے کے لڑکے کو لڑکے کی جگہ اگر اُس کے ماسوا نہ ہو" اور القاسم سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ ایک شخص کے پاس لائے گئے جو اپنے باپ کو بُرا کہہ رہا تھا پس ابوبکرؓ نے فرمایا اس کی گردن مار دو کیونکہ اس کے سر میں شیطان ہے" اور ابن ابی مالک سے نقل کیا ہے۔ کہ "ابوبکرؓ جب نماز جنازہ پڑھا کرتے تو فرمایا کرتے تھے "اے میرے اللہ یہ تیرا بندہ ہے اس کے اہل اور مال اور رشتہ داروں یا گروہ والوں کو سلامت رکھ۔ اس کے گناہ بہت بڑے ہیں مگر تو بخشنے والا اور رحم والا ہے" اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ نے عاصم[1]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۳ سوئڈہوں کے ٹھنڈ پر علم برداری کا کام انجام دیتا رہا (النودی) ۲ صبح صادق کے بعد دن شروع ہو جاتا ہے ہر ایک چیز جس سے روزہ ٹوٹتا ہو روزہ دار کے لئے ناجائز ہو جاتی ہے ۳ حذیفہ بن اسید صحابہ میں سے ہیں جنگ حدیبیہ میں موجود تھے اور ان میں سے ایک ہیں جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ وفادار رہنے کی قسم کھائی تھی جس وقت کہ آپ نے درخت کے نیچے بیٹھکر بیعت لی ربیعۃ الشجرہ ابن حبان کے مطابق ۴۲ھ میں انتقال کیا (ابن حجر)

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۵۵ ۱۔ ۱۵۰ھ مطابق ۷۶۷ء میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ مطابق ۸۲۰ء میں انتقال کر گئے اور قاہرہ قدیم میں مقطم پہاڑ کے قریب قبرستان کرافہ خورد میں دفن ہوئے ان کی سوانحعمری عقائد اور تعلیم کے لئے یہاں طول دینا بیکار ہے کامل تشریحات کیلئے ابن خلکان کا مطالعہ کرنا چاہیئے ۲ عاصم اس زمانہ میں بچے تھے اور عمرؓ ان کے ساتھ جھگڑا کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ لڑکے کو ماں سے جدا کرلیجائیں لیکن ابوبکرؓ نے انکے خلاف تصفیہ کیا۔ (یہ) خلیفہ عمر بن العزیز کا دادا ہوا تھا۔

Marfat.com

بن عمر بن الخطاب کا ام عاصم سے فیصلہ کیا اور کہا " اس کے جسم کی بو اور اس کی خوشبو اور اس کا لطف تجھ سے تیرے لئے بہتر ہے" اور البیہقی نے قیس بن ابی حازم سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابی بکر رض کے پاس آیا اور کہا کہ " میرے باپ کا ارادہ ہے کہ میرا سارا مال جبکی اسے ضرورت ہے لے لے" پس آپ نے اس کے باپ سے کہا " اس کا مال تیرے لئے جائز ہے جتنا تجھے کافی ہو" پس اس نے کہا " اے رسول اللہ صلعم کے خلیفہ کیا رسول اللہ نے یہ نہیں فرمایا ہے؟ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے" پس آپ نے فرمایا " بیشک اس سے مراد خروج ضروری ہے" اور احمد نے عمرو بن شعیب[1] سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ ابو بکر رض اور عمر رض غلام کے قصاص میں آزاد کو کبھی نہیں قتل کرتے تھے" اور بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ " ایک شخص نے ایک شخص کا ہاتھ ایسا کاٹا کہ اس کی انگلی جدا ہو گئی۔ پس ابو بکر رض نے اس کو بلا سزا چھوڑ دیا اور ابن ابی شیبہ نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ اور البیہقی عکرمہ[2] سے نقل کرتے ہیں کہ۔ "ابو بکر رض کان ضایع کرنے کے عوض پندرہ اونٹ دلوایا کرتے تھے۔ اور کہا کہ " اس عیب کو بال اور پگڑی ڈھانک لینگے" اور البیہقی وغیرہ نے ابی عمران الجونی سے نقل کیا ہے کہ ابو بکر رض نے ملک شام دسیوں لشکر بھیجے اور یزید بن ابی سفیان کو ان کا کمانڈر بنایا۔ اور فرمایا " میں تمہارے لئے دس احکام نافذ کرتا ہوں " کسی عورت اور بچے اور بڈھے فرتوت شخص کو قتل کرنا

---

[1] ابو ابراہیم عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ قبیلہ قریش میں سے تھے۔ زمانہ کے لحاظ سے تابعیوں سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ بہت سے ممتاز محدثین ان سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ اور حدیثوں کو صحت اور درستگی کے ساتھ روایت کرنے میں آپ بڑے مشہور معروف ہیں (النووی)

[2] اس نام کے دو شخص ہیں ایک تو ابو جہل کا لڑکا۔ اور دوسرے ابن عباس کا آزاد غلام۔ یہ شخص بڑے ممتاز تابعیوں میں سے ہیں اور البخاری ان کی مروی احادیث کی درستگی و صحت کی بڑی تعریفیں کرتے ہیں ۱۰۵ھ میں انتقال کر گئے (النووی)

Marfat.com

اور کسی پھل دار درخت کو مت کاٹنا۔ اور کسی زرخیز ملک کو ویران مت کرنا اور کسی بکری یا اونٹ کو برباد مت کرنا۔ کونچیں مت کاٹنا الا غذا کے لئے اور نہ کسی چھارے کے درخت کو کاٹنا اور نہ اُسے جلانا۔ نہ فضول خرچی کرنا اور نہ مٹھی کے تنگ ہونا"

اور احمد۔ ابوداؤد اور النسائی نے ابی برزۃ الاسلمی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ "ابوبکرؓ ایک شخص سے غصہ میں ہوئے اور ان کا غضب بہت سختی کی حالت کو پہنچ گیا پس میں نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ کیا میں اس کی گردن اڑا دوں؟" انہوں نے جواب دیا تجھ پر مصیبت پھٹ پڑے۔ یہ فعل رسول اللہؐ کے ماسوا کسی کے لئے نہیں ہو سکتا اور سیفؒ نے کتاب الفتوح میں اپنے شیخوں سے نقل کیا ہے کہ دو گانے والی عورتیں مہاجر ابن ابی امیہ کے سامنے لائی گئیں جو کہ یمامہ کا امیر تھا۔ وہ دونوں عورتیں گاتے ہوئے اُسکے نزدیک ہو گئیں ان میں سے ایک تو رسول اللہ کو گالی کے گیت گا رہی تھی۔ اُس نے اُس کے ہاتھ کاٹ دیئے اور اُس کے دانت نکال لئے اور دوسری نے مسلمانوں کی ہجو کے گیت گائے پس اُس کے بھی ہاتھ کاٹ لئے اور دانت نکلوائے۔ پس ابوبکرؓ نے لکھا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تو نے ایک عورت کے ساتھ ایسا کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی پس اگر تم نے اس سزا دہی میں سبقت نہ کی ہوتی تو میں تم کو اُس کے قتل کے لئے حکم دیتا کیونکہ نبیوں کے متعلق سزا دوسری سزاؤں کے مشابہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جو مسلمانوں میں سے کوئی ایسی گستاخی کرے پس وہ مرتد اور ذمی ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے جنگجو اور غدار ہے۔ اور وہ عورت دوسری جو مسلمانوں کی ہجو گاتی تھی۔ پس اگر وہ مسلمانوں میں سے ہے تو اُسے ادب دینا اور شرمانا چاہیئے نہ کہ اُس کے ہاتھ پیر کٹوا دینا۔ اور اگر کافروں میں سے ہے تو اپنی جان کی قسم میں اُس کے شرک کو معاف کر دیتا جو اس سے بھی بہت بڑا ہو۔ اور اور اگر میں اس قسم کی کوئی سزا اُسے دے بیٹھا ہوتا تو میرے لئے بہت ہی بُرا ہوتا پس نرمی اختیار کر اور لوگوں کو مثلہ کرنے سے پرہیز کر کیونکہ یہ ایک گناہ ہے۔ اور ماسوا قصاص کے

Marfat.com

قابل نفرت ہے:-

مالک اور دار قطنی صفیہ ابی عبید کی لڑکی سے نقل کرتے ہیں کہ "ایک شخص نے ایک کنواری لونڈی لڑکی سے زنا کر لیا اور اقرار کیا۔ ابوبکرؓ نے اُس کے کوڑے لگوائے اور فدک[1] میں شہر بدر کر دیا" اور ابویعلیٰ محمد بن حاطب سے نقل کرتے ہیں کہ "ایک شخص ابوبکرؓ کے سامنے لایا گیا جس نے چوری کی تھی اور اُس کے پیر اور ہاتھ کاٹ دیئے گئے تھے۔ پس ابوبکرؓ نے کہا کہ میں تیرے لئے کوئی بات نہیں پاتا۔ مگر جو رسول اللہؐ نے تیرے لئے فیصلہ کیا ہے۔ جس دن کہ تیرے قتل کرنے کا حکم کیا تھا کیونکہ وہ تیرے بارہ میں بہت زیادہ جانتے تھے" پس آپ نے اُسے قتل کئے جانے کا حکم دیا۔ اور مالک نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے۔ کہ یمن کے لوگوں میں سے ایک شخص ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے آیا۔ اور ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور آپ سے شکایت کی کہ یمن کے گورنر نے اُس پر ظلم کیا ہے۔ اور وہ شخص رات کے وقت نماز پڑھا کرتا تھا۔ پس ابوبکرؓ نے فرمایا "تیرے باپ کی قسم تیری رات تو چوروں کی رات نہیں ہے۔ پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ابی بکرؓ کی بیوی اسماء عمیس کی لڑکی کا ایک زیور کھو گیا۔ وہ شخص سب کے ساتھ ڈھونڈھنے لگا اور کہتا جاتا تھا" اے میرے اللہ تو ہی اس شخص کو بدلہ دینے والا ہے۔ جس نے رات کے وقت اس گھر کے نیک لوگوں پر چھاپا مارا ہے" پس اس کے بعد وہ زیور ایک سنار کے پاس ان کو مل گیا۔ جس نے اس بات کی تصدیق کی کہ وہ مشلہ شخص اُس کے پاس وہ زیور لایا تھا۔ پس اس مشلہ نے بھی اقرار کر لیا۔ یا اُس کے متعلق یہ بات ثابت ہوگئی۔ پس اُس کے لئے ابوبکرؓ نے حکم نافذ کیا اور اُس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا "خدا کی قسم اُس کی دُعا اس کی ذات کے لئے تھی اور یہ بات مجھ پر اُس کی چوری سے بھی زیادہ شدید گذری۔ اور الدار قطنی انس سے روایت کرتے ہیں

---

[1] حجاز میں ایک آبادی کا نام ہے جس کا مدینہ سے دو دن کا راستہ ہے۔
[2] ابوبکرؓ سے جو حدیثیں مروی ہیں ان میں سے لنشہ حدیث کا نوٹ دیکھو۔

Marfat.com

کہ ابو بکر رض نے ایک ڈھال کے چرانے پر جسکی قیمت پانچ درم تھی کاٹنے کا حکم دیا۔ اور ابو نعیم نے اپنی حلیہ میں ابی صالح سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب یمن کے لوگ ابو بکر رض کے زمانہ میں آئے اور قرآن سنا وہ رونے لگے۔ پس ابو بکر رض نے کہا۔ اسی طرح ہم بھی تھے اس کے بعد ہمارے دل سخت ہو گئے۔" ابو نعیم کہتے ہیں یعنی قوی ہو گئے اور اللہ برتر کی معرفت سے مطمئن ہو گئے۔" اور النجاری ابن عمر رض سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابو بکر رض نے فرمایا "رسول اللہ کو ان کے گھر کے لوگوں سے اختیار کرو۔" اور ابو عبید[2] نے غریب میں ابی بکر رض سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابو بکر رض نے فرمایا ہے "مبارک ہو وہ جو اپنی آرام کی جگہ مرا" یعنی اول اسلام میں فتنہ کے پہلے۔

اور چار محدثوں اور مالک نے قبیصہ[3] سے روایت کی ہے کہ دادی ابو بکر رض کے پاس آئی اور اپنی میراث کے متعلق ان سے دریافت کیا پس آپ نے جواب دیا۔ اللہ کی کتاب کے لحاظ سے تیرا کوئی حق نہیں ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی حدیث کے لحاظ سے مجھے علم نہیں ہے اس لئے دوسرے وقت پر آئیو تاکہ میں لوگوں سے دریافت کر رکھوں۔ پس آپ نے لوگوں سے دریافت کیا۔ مغیرہ[4] ابن شعبہ نے کہا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ نے ایسی عورت کو چھٹا حصہ دیا پس ابو بکر رض نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور دوسرا تھا؟ پس محمد بن سلمہ اٹھے

---

[1] یعنی ابو بکر رض جب فتح شام (سیریا) کے بارہ میں سوچ رہے تھے اور عربستان کے سرداروں کو خطوط اعدانہ کئے تیلکس (Felix) ان کو ان کے پیرو کرنے والوں کے ساتھ جمع کر رہا تھا۔ [2] ابو عبید القاسم بن سلام ہرات میں پیدا ہوا اور طرسوس کا اٹھارہ سال تک قاضی رہا اپنے زہد کی وجہ سے اور علم ادب کی مختلف شاخوں کے بڑے علامہ ہونے کی وجہ سے بہت مشہور و معروف تھا اس کی احادیث بہت معتبر سمجھکر روایت کی گئی ہیں یہ مکہ میں ۲۲۳ھ میں البخاری کے مطابق انتقال کر گیا کتاب جس کا متن میں حوالہ دیا گیا ہے اس کا نام غریب الحدیث ہے (متعلق حدیث کے الفاظ کی تشریح) اس نے ایک کتاب اور لکھی ہے جس کا نام غریب المصنف ہے اور نادر حدیثوں کا مجموعہ ہے (ابن خلکان) [3] قبیصہ بن ذویب تابعیوں میں سے ہیں فتح مکہ کے سال میں پیدا ہوئے اور عبد الملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں انتقال کیا جب تحت میں یہ سکریٹری کے عہدہ پر مامور تھے (النووی) [4] ابو عبد اللہ بن شعبہ قبیلہ ثقیف اور کوفہ کے باشندے تھے صحابیوں میں سے ہیں ان کے زمانہ میں جو غزوات اور جنگیں ہوئیں ہیں قریب قریب سب میں حاضر تھے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹ پر دیکھو)

Marfat.com

اور جو کچھ مغیرہ نے کہا تھا وہی انہوں نے بھی کہا۔ پس ابوبکر رض نے اسی کے لحاظ سے حکم کر دیا۔ اور مالک اور الدار قطنی نے القاسم بن محمد سے نقل کیا ہے کہ دو دادیاں ابوبکر رض کے پاس اپنے حق وراثت کے لئے آئیں۔ ایک تو ماں کی ماں تھی۔ اور دوسری ایک باپ کی ماں۔ پس ماں کی ماں کو اپنے حق میراث عطا کیا۔ پس ان سے عبدالرحمن بن سہل الانصاری نے کہا جو کہ جنگ بدر میں لڑے تھے۔ اور بنو حارث کو بھائی چارہ رکھنے والے تھے یا رسول اللہ ؐ کے خلیفہ آپ ایسی کو دے رہے ہیں کہ اگر وہ مرجائے تو اس کا کوئی حق وراثت لینے والا نہو۔ پس اسلئے آپ نے اسے ان دونوں میں تقسیم کر دیا۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں عائشہ رض سے نقل کیا ہے۔ یہ رفاعہ کی بیوی کی حدیث ہے جسکو ان سے طلاق ہو گئی تھی۔ اور اس کے بعد اس نے عبدالرحمن بن الزبیر سے شادی کی جن میں شادی کے معاملہ کے پورا کرنے کی طاقت نہ تھی اس نے پھر رفاعہ کیطرف لوٹنے کی خواہش کی۔ پس رسول اللہ نے اس سے کہا "اس وقت تک نہیں کہ وہ تیرے نچوڑ کا مزا لیلے اور تو اس کے نچوڑ کا مزا لیلے" اور اسی قدر صحیح میں ہے اور عبدالرزاق اس میں اور شامل کرتے ہیں "پھر وہ تھوڑی دیر ٹھہری یا کنٹری رہی۔ اور پھر آپ کے پاس گئی اور آپ کو مطلع کیا کہ اس نے اس سے مساس کیا ہے۔ پس آپ نے منع کیا کہ وہ پہلے شوہر کے پاس جائے اور فرمایا "اے میرے اللہ اگر وہ کہیں ایسا کر بیٹھیں کہ رفاعہ کے پاس واپس ہو جائے تو دوسری مرتبہ اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا" تب وہ ابوبکر رض اور عمر رض کے پاس ان کے زمانہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۰) عمر رض نے ان کو بصرہ کی اور پھر کوفہ کی حکومت سپرد کی جہاں ان کو عثمان رض نے منتقل کر دیا اور پھر اس کے بعد تخت سے اتار دیا مگر پھر معاویہ نے ان کو تخت پر بٹھلایا۔ کوفہ میں ۵۰ھ میں انتقال کر گئے کہا گیا ہے کہ انھوں نے ۳۰۰ عورتوں سے شادی کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہزار تھیں (النودی)۔ ۱؎ شرح محمدی کے مطابق پوتے کو نانی کے رشتہ سے کچھ حق وراثت نہیں ملتا۔ ۲؎ شرح محمدی سے دوسرے شوہر کے ساتھ شادی کی اجازت ہے تاوقتیکہ پہلے شوہر کے ساتھ خلوت صحیحہ نہ ہو جائے

لیکن انہوں نے اُسے منع کیا۔ اور البیہقی نے عقبہ بن عامرؓ سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن العاصؓ اور شرجیل بن حسنہ ؓ ابو بکرؓ کے پاس ایک قاصد بنان شام (سیریا) کے ملک کے جرنل کا سر لیکر بھیجا پس جب وہ قاصد ابو بکرؓ کے پاس آیا آپ نے اُس سے نفرت ظاہر کی پس عقبہ نے اُسے کہا "اے رسول اللہؐ کے خلیفہ۔ وہ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے ہیں" آپ نے جواب دیا۔ کیا وہ ملک فارس اور روم (Greeks) والوں کی اقتدا کرتے ہیں؟ میرے پاس کوئی سر نہ لاؤ کیونکہ ہمارے لئے تو خط اور خبر ہی کافی ہے" اور البخاری قیس بن ابی حازمؒ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ابو بکرؓ قبیلہ احمس کی ایک عورت کے پاس گئے جس کا نام زینب تھا۔ پس اپنے دیکھا کہ وہ کلام نہیں کرتی ہے۔ پس فرمایا "تو کیوں نہیں بولتی؟ لوگوں نے جواب دیا "اُس نے حج کیا ہے اور خاموشی کی حالت میں ہے" آپ نے اس عورت سے کہا "بول۔ کیونکہ یہ جائز نہیں ہے۔ یہ تو ایام جاہلیت کا عمل تھا" پس وہ بولی اور کہا تو کون ہے؟ آپ نے جواب دیا مہاجرین میں سے ایک شخص" اُس عورت نے کہا "کون سے مہاجرین میں سے؟" ابو بکرؓ نے جواب دیا "قریش میں سے" اُس نے دریافت کیا "قریش کے کون سے گھرانے میں سے؟ ابو بکرؓ نے فرمایا "تو تو بڑی پوچھنے والی ہے۔ میں ابو بکرؓ ہوں" اُس عورت نے کہا "ہم اس نیک حکومت میں کب تک باقی رہیں گے جسے کہ اللہ برتر نے ایام جاہلیت کے بعد سے ہم پر کیا ہے؟ ابو بکرؓ نے جواب دیا۔ تمہاری اس حکومت میں

---

(۱) اصحابہ میں سے ہیں اپنے طرز قرات قرآن کے لحاظ سے ممتاز ہیں۔ معاویہ بن ابی سفیان کی عوض میں آپ نے مصر کی گورنری بھی کی ہے اور ۵۸ھ میں مصر ہی میں انتقال کیا انہوں نے حضرت عمرؓ کو فتح دمشق کی خبر سات دن میں مدینہ میں پہنچائی تھی اور رسول اللہؐ کے روضہ پر دعا مانگنے سے ۱۲ دن میں شام (سیریا) میں واپس چلے گئے (النووی)

(۲) ان کو ابو بکرؓ اور پھر عمرؓ نے ملک شام (سیریا) کی فوج کی کمانڈ پر مقرر کیا تھا اور پلیگ سے انتقال کرنے تک آپ ملک میں عمرؓ کے جانشین رہے ان کا انتقال ۱۸ھ میں ۶۷ سال کی عمر میں ہوا (النووی)

(۳) تابعیوں میں سے ہیں۔ یہ اسلام پھیلنے سے پہلے پیدا ہوئے تھے اور انہی بود و باش رسول اللہؐ کے بیان کرنے کیلئے تیار ہو گئے تھے مگر قیس کے آنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ کوفہ کے رہنے والے تھے اور ۸۴ھ میں انتقال کر گئے (النووی)

Marfat.com

اُس وقت تک بقا رہیگی جب تک تمہارے امام ٹھیک طریقہ پر حکومت کرینگے"
اُس عورت نے کہا "امام کیا ہیں؟ ابو بکر رض نے جواب دیا کیا تیری قوم میں سردار اور راہنما نہیں ہیں جو اُن پر حکومت کرتے ہیں اور لوگ ان کا حکم مانتے ہیں؟ اس عورت نے جواب دیا "ہاں" پس آپ نے جواب دیا "وہ وہی لوگ ہیں" اور البخاری نے عائشہ رض سے نقل کیا ہے۔ کہ ابو بکر رض کے پاس ایک غلام تھا جو کہ آپ کو اپنی کمائی کا خراج ادا کیا کرتا تھا۔ اور ابو بکر رض اس خراج کے پھل کھایا کرتے تھے پس ایکدن آپ کے پاس وہ ایک چیز لایا جس میں سے ابو بکر رض نے کھایا غلام نے آپ سے کہا "آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟" ابو بکر رض نے دریافت کیا یہ کیا ہے "غلام نے جواب دیا" میں ایام جاہلیت میں ایک شخص کی قسمت تبلائی تھی۔ میں اتنا اچھا قسمت بتلانے والا تو تھا نہیں مگر بات یہ تھی کہ میں نے اُسے دھوکہ دیا تھا۔ پس وہ مجھے ملا اور اُس نے مجھے یہ دیا جس میں سے آپ نے کھایا ہے" پس ابو بکر رض نے اپنا ہاتھ حلق میں ڈالا اور جو کچھ آپ کے پیٹ میں تھا قے کر ڈالا"
اور احمد نے زہدیں میں ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ "میں سوائے ابی بکر رض کے کسی کو نہیں جانتا کہ اُس نے کھائے ہوئے کھانے سے قے کی ہو" اور قصہ کا ذکر کیا ہے اور النسائی نے اسلم سے نقل کی ہے کہ عمر رض ابو بکر رض کے پاس آپہنچے جو اپنی زبان پکڑے ہوئے تھے پس آپ نے فرمایا "یہ وہی چیز ہے جو مجھے اس حالت میں لائی جس میں میں ہوں" اور ابو عبید نے الغریب بن ابو بکر رض سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ عبدالرحمن بن عوف کے پاس سے گذرے۔ جو اپنے پڑوسی سے جھگڑ رہے تھے پس آپ نے اُس سے کہا "اپنے پڑوسی سے مت لڑو کیونکہ یہ باقی رہیگا اور لوگ تمہارے پاس سے گذرتے جائینگے المماظة کے معنی منازعت اور مخاصمت ہیں اور ابن عساکر نے موسیٰ بن عقبیٰ سے نقل کیا ہے کہ " ابو بکر الصدیق رض ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے پس آپ نے فرمایا۔ اللہ کے واسطے ستائش ہے جو تمام پیدا شدہ چیزوں کا رب ہے۔ میں اسکی حمد بیان کرتا ہوں اور اُس سے مدد طلب کرتا

Marfat.com

ہوں۔ اور اس کے کرم سے اُس چیز کے لئے طلبگار رہیں جو بعد موت کے واقع ہوگی کیونکہ میرے اور تمہارے گھنٹے موت کے قریب ہو رہے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمدؐ اُن کا بندہ اور رسول ہے جس نے اُس کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو اچھی خبروں کا لانے والا اور پندو نصیحت کرنے والا ہے اور چمکتی ہوئی روشنی ہے تاکہ زندوں کو متنبہ کرے اور کافروں پر اپنے قول کو درست ثابت کرے اور وہ شخص جس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کی بیشک اُس نے راہ حق اختیار کی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔ پس اُس نے کھلم کھلا گمراہی اختیار کی۔ میں تم کو اللہ کی معرفت میں لگ جانے کا حکم دیتا ہوں اور خدا کے احکام کو ہبک کر پکڑ لینے کا۔ اور وہ ایسے احکام ہیں جو اُس نے تمہارے ہی لئے بنائے ہیں اور اُن سے تمہیں ہدایت حاصل کرنے کے لئے دیئے ہیں کیونکہ بیشک اسلام کے تمام احکام دین کا اعتراف کر لینے کے بعد سننا اور طاعت کرنا ہے۔ وہ جن کو اللہ نے تمہارے اوپر حاکم بنایا ہے اور بیشک جو خدا کی اطاعت کرتا ہے اور اُن کی جو اچھی باتوں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور بڑی باتوں سے روکتے ہیں۔ وہ فلاحیت پاتے ہیں اور جو اُن پر حق ہو اُسے ادا کرتے ہیں۔ اور خواہشات نفسانی کے پیرو ہونے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بیشک اسی نے یقیناً فلاح پائی ہے جس نے اپنے آپ کو خواہشات نفسانی اور طمع اور غصہ سے بچائے رکھا اور تکبر سے پرہیز کرو کیونکہ اس کے لئے کیا تکبر ہو سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور پھر مٹی ہی میں لوٹنے والا ہو اور پھر اُسے کیڑے چبا کھانے والے ہوں؟ کیونکہ آج وہ زندہ ہے اور کل مر جائیگا اس لئے ہر دن اور گھڑی گھڑی نیک اعمال اختیار کرو۔ اور مظلوم کی دُعا سے ڈرتے رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ اور صبر کرتے رہو کیونکہ ہر ایک کام صبر ہی سے مکمل ہوتا ہے اور پرہیز کرتے رہو یا خبردار رہو کیونکہ پرہیز یا خبرداری ہی نفع دیتی ہے۔ نیک

Marfat.com

عمل کرو کیونکہ نیک عمل خدا کے یہاں قبول کیا جاتا ہے اور ان باتوں سے پرہیز کرتے رہو جن کے لئے اللہ نے تمکو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے۔ اور ایک دوسرے سے اُس چیز میں جلدی کرو جس کے لئے اللہ نے تمہیں اپنی رحمت کا وعدہ کیا ہے اور لوگوں کو سمجھاؤ اور خود سمجھو۔ اور دھیان دو اور خوف کرو۔ کیونکہ بیشک خدا نے تمہارے لئے وہ باتیں کھول کر بتادی ہیں جنکی وجہ سے تمہارے سے پہلے لوگوں کو اُس نے ہلاک کیا۔ اور جن کی وجہ سے تمہارے سے پہلے لوگوں کو اُس نے نجات دی۔ بیشک اُس نے اپنی کتاب میں اپنے احکام اور اپنے منہیات کو بتلادیا ہے۔ اور جن اعمال کو وہ دوست رکھتا ہے اور جن اعمال سے وہ نفرت کرتا ہے پس بیشک اپنی روح کی قسم میں نصیحت کر کے تمہیں مایوس نہ بناؤں گا۔ اور اللہ وہ ہے جس سے مدد مانگی گئی ہے اور کوئی طاقت یا قوت سوائے خدا کے کسی چیز میں نہیں ہے اور جا لو بیشک تمہارے سوہ اعمال جن اعمال میں تم اللہ کے ساتھ مخلص رہے ہو پس تمنے اپنے خدا کی اطاعت کی ہے اور اپنے شرف کا حصہ محفوظ رکھا ہے اور اپنی خواہشات میں رسائی حاصل کی ہے اور جو کچھ تم نے اختیار کیا ہے اپنے دین کے لئے اختیار کیا ہے۔ پس تم بھی خوبیوں کو اپنے پیش نظر رکھو۔ کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں اُن سے اپنا اطمینان حاصل کرلو اور صدقہ وخیرات اپنی غریبی کے زمانہ میں کرو اور جبکہ تم کو اس کی ضرورت ہو۔ پھر اے خدا کے بندو اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کا خیال کرو ایسے جو کہ تم سے جدا ہو گئے ہیں کیونکہ انہوں نے ان کاموں کو کیا ہے جو انہوں نے اُن کے سامنے رکھا تھا۔ پس وہ لوگ اس پر قائم رہے اور تکلیف و راحت میں جو کچھ بعد موت واقع ہوا پڑے رہے۔ بیشک خدا اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اُس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان کوئی نسبتی اخوۃ نہیں ہو جس کی وجہ سے اُس کو خیر ملتا ہو۔ یا اُس کو برائی سے پھیرتا ہو۔ مگر طاعت سے۔ اور احکام کی پیروی سے کیونکہ بیشک کوئی بھلائی بھلائی میں نہیں ہے جس کے بعد دوزخ ملتی ہو اور کوئی برائی برائی میں نہیں ہے جس کے بعد جنت ملتی ہو میں تم سے یہ الفاظ کہتا ہوں اور

Marfat.com

خدا سے اپنے اور تمہارے دونوں کے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے نبی پر درود بھیجو کیونکہ اللہ نے اُن پر رحمت اور سلامتی بھیجی ہے اور اُن پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں"

الحاکم اور البیہقی نے عبداللہ بن عکیم سے نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر الصدیق نے ہم کو خطبہ دیا۔ پس اللہ کی حمد اور ثنا کی جس کے لائق وہی ہے۔ پھر کہا میں تم کو اللہ کے ساتھ پرہیزگاری کا حکم دیتا ہوں اور اسکی ثنا کرنے کا جس کے لائق وہی ہے۔ اور خواہش کو خوف کے ساتھ ملاؤ۔ کیونکہ خدائے برتر نے ذکر کیا ہے اور اُن گھرانے کی تعریف کی ہے پس کہا انهم كانوا يسارعون فى الخيرات. ويدعوننا رغبا ورهبا و كانوا لنا خاشعين (یہ وہ لوگ تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو رغبت اور خوف سے پکارتے رہتے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے رہتے تھے) (سورہ انبیا پانچواں رکوع قریب ختم) پس اے اللہ کے بندو جانو! کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری روحوں کو اپنا (خدا کا) حق ادا کرنے کا ضامن بنایا ہے۔ اور اس بات پر تم سے عہد لیا ہے[1] اور تم سے فنا ہو جانے والی تھوڑی کو بہت باقی رہنے والی کے عوض خرید لیا ہے۔ اور تم میں یہ اللہ کی کتاب ہے جس کی روشنی نہیں بجھائی جا سکتی اور نہ اس کے عجائبات ختم ہو سکتے ہیں پس اُس کے نور سے روشنی حاصل کرو۔ اور اس کی کتاب سے نصیحت حاصل کرو۔ اور تاریک دن کے لئے روشنی لو۔ کیونکہ تم کو اللہ نے

---

[1] واذ اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى شهدنا

اور جبکہ تمہارے پروردگار نے اولادِ آدم کی نسلوں کو ان کی پیٹھوں سے نکالا اور اُن کو خود اُن کے لئے گواہ بنایا یہ کہتے ہوئے کہ "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں" ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں)

(سورۃ الاعراف رکوع اکیسواں شروع) مفسرین نے کہا ہے کہ خدا نے آدم کی پیٹھ کی اور ان کی پیٹھ سے تمام نسل آدم کو نکالا اور ان سب کو چیونٹیوں کی صورت میں جمع کیا اور اس کے بعد فرشتوں کے سامنے انہوں نے اقرار کیا کہ ہمارا اے خدا تیرے ہی اوپر بھروسہ ہے اور پھر اس کے بعد وہ آدم کی پیٹھ میں واپس کر دی گئیں۔

Marfat.com

عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور تمہارے اوپر وکیل بنایا ہے کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون خدا کے نزدیک) بزرگ فرشتوں کو جو) لکھنے والے یعنی۔ جو کچھ تم کرتے ہو جانتے ہیں (سورۃ الانفطار نصف سورہ کے بعد) اور اے خدا کے بندہ جانو! کہ تم پہنچ رہے ہو اور قریب ہو رہے ہو ایک مقررہ وقت پر جس کا جاننا بیشک تمہارے سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ پس اگر تم میں استطاعت ہے کہ مدت مقررہ کو پورا کر دو اس حالت میں کہ تم اللہ کے کاموں میں لگے ہوئے ہو۔ پس تم کرو۔ مگر اس کی ہرگز استطاعت نہ رکھوگے لیکن اللہ کی اجازت سے۔ اپنے مقررہ وقت میں اپنی ڈیوٹیاں پوری کرنے کی سبقت کرو۔ اس سے پہلے کہ تمہارا مقررہ وقت پورا ہو۔ کہیں ایسا نہو کہ وہ تم کو بدترین اعمال میں ڈال دیں کیونکہ ایسی قوم بھی تھی جنھوں نے اپنی ڈیوٹیوں کے ادا کرنے کا دوسروں کو ذمہ دار سمجھا ہوا تھا اور اپنی ذاتوں کو بھلایا ہوا تھا۔ پس میں تمہیں منع کرتا ہوں کہ ان کی مثال مت بنا۔ پس جلدی کرو! جلدی کرو!! بچو! بچو!! کیونکہ تمہارے پیچھے ایک چالاک ترغیب دینے والا لگا ہوا ہے جس کا حکم یا کام تیز ہے" اور ابن ابی الدنیا اور احمد نے زہد میں اور ابونعیم نے حلیہ میں یحییٰ ابن کثیر سے نقل کیا ہے۔ کہ ابابکرؓ خطبہ (وعظ) میں فرمایا کرتے تھے کہاں ہیں وہ پاکیزہ خوبصورت اپنی جوانی سے تعجب میں ڈالدینے والے۔ کہاں ہیں وہ بادشاہ جنھوں نے شہروں کی بنیاد ڈالی اور ان کو شہر پناہوں سے مضبوط کیا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو جنگوں کے میدانوں کو سر کرتے تھے۔ بیشک ان کے ستون پست ہو گئے۔ جبکہ زمانہ نے ان پر غلبہ پاکر برباد کر دیا۔ اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں چلے گئے جلدی کرو! جلدی کرو!! بھاگو! بھاگو!!" اور احمد نے زہد میں سلمانؓ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا کہ "میں ابوبکرؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ۔ مجھے کسی ہدایت کا پابند بنائیں" پس آپ نے فرمایا۔ "اے سلمان اللہ سے ڈر۔ اور جان کہ قریب ہی فتحیں ہونے والی ہیں۔ لیکن مجھے تو معلوم ہی نہیں کہ ان میں تیرا حصہ کیا ہوگا۔ اس میں سے جو کچھ تو اپنے پیٹ میں کھا سکے۔ یا اپنی پیٹھ پر لاد سکے۔ اور

۱؎ اس نام کے دو صحابی ہیں ایک تو محمدؐ کے آزاد غلام ہیں جن کی پیدائش ملک فارس کی تھی اور دوسرے سلمان بن عامر الضبی (کا مطالعہ کرو)

Marfat.com

جان کہ جس شخص نے پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں۔ بیشک وہ اللہ کے ذمہ صبح کرتا ہے

اور اللہ برتر ہی کی حفاظت میں شام کرتا ہے۔ پس اللہ کے ذمہ میں جو لوگ ہیں اُن

کو ہرگز کسی کو قتل مت کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ نے جسکو اپنے ذمہ لیا ہو اُس کو تم توڑتے

ہو۔ اور تمہارے منہ کے بل خدا انہیں جہنم کی آگ میں جھونک دے" اور ابوبکر رض سے

نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "اچھے لوگ قبض کرلئے جائینگے اور بہترین درجہ میں دوسرے

نمبر پر ہوں گے۔ یہانتک کہ لوگوں میں سے چھارے یا جو کی بھوسی جیسے لوگ باقی رہجائیں

گے۔ اور اللہ اُن پر کوئی دھیان نہ دیگا" اور سعید بن منصور اپنی سنن میں معاویہ بن قرہ

سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ابوبکر الصدیق رض اپنی دعا میں کہا کرتے تھے "اے میرے اللہ

میری زندگی کا آخر اچھا کرنا اور میرے عملوں کا انجام اچھا کرنا۔ اور میرا اچھا دن تیری دید

کا دن ہوگا" اور احمد نے زہد میں الحسن رض سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے

سنا ہے ابوبکر رض اپنی دعا میں کہا کرتے تھے "اے میرے اللہ میں تجھے ایسی چیز کا سوال

کرتا ہوں جو میرے لئے اپنے انجام میں بہتر ہو۔ اے میرے اللہ تو جو مجھے خبر دینا چاہتا

ہے۔ وہ آخر میں تیری رضامندی۔ اور بلند درجے مسرت کے باغوں میں ہوں" اور

عرفجہ[1] سے منقول ہے۔ کہ ابوبکر رض نے کہا "جو شخص رونے کی استطاعت رکھتا ہے وہ

روئے اور اگر نہیں رکھتا ہے۔ پس رونے کی کوشش کرے" اور عزرہ سے منقول ہے

وہ ابی بکر رض سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "دو سرخ سب چیزوں سے زیادہ

ہلاک کرنے والی ہیں سونا۔ اور زعفران[2] اور مسلم بن یسار[3] سے منقول ہے وہ ابی بکر رض سے

---

[1] عرفجہ بن اسعد بن صفوان صحابہ میں سے ہیں۔ اور قبیلہ بنو تمیم کے تھے [2] کہا گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو برباد کر دیا ہے۔ یعنی سونے اور خوشبوؤں کی محبت نے جس طرح کہا جاتا ہے کہ الاحمران یعنی دو سرخ چیزوں نے مردوں کو برباد کر دیا ہو اس سے مراد ایک تو گوشت ہے اور دوسرے شراب کیونکہ یہ دونوں سرخ ہیں [3] ابو عبداللہ مسلم بن یسار بصرہ کے رہنے والے تھے بعض کہتے ہیں کہ یہ عثمان کے آزاد غلام تھے اور بعض کہتے ہیں کہ طلحہ کے یہ علم فقہ کے جاننے میں ممتاز درجہ رکھتے تھے سنہ ۱۰۰ھ انتقال کیا۔ (النووی)

Marfat.com

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا" بیشک مسلم تمام چیزوں میں اجر دیا جائیگا یہانتک کہ رنج و مصیبت میں۔ یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ ٹوٹ جانے میں۔ اور ذراسی پونجی جو اس کی آستین میں ہو۔ پس اُسے گم کردے۔ اور وہ اُس سے ڈر رہا ہو۔ وہ اُسے اُس کے پہلو ہی میں مل جائیگی" اور میمون بن مہران سے منقول ہے کہ" ابوبکرؓ کے پاس ایک پہاڑی کوا لایا گیا جس کے بازو بڑے بڑے تھے آپ نے اس کو پلٹا اور کہا "کوئی شکار نہیں کیا گیا۔ اور کوئی درخت نہیں کاٹا گیا۔ مگر اس نے خدا کی پاکی بیان کرنے میں کمی کی" اور البخاری نے ادب میں اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں الصنابحی سے نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے ابوبکرؓ کو کہتے ہوئے سُنا۔ کہ" ایک بھائی کی بھائی کے لئے دُعا اللہ کی درگاہ میں قبول ہوتی ہے" اور زوائد الزہد میں عبد اللہ سے منقول ہے۔ وہ عبید بن عمر سے وہ لبید شاعر سے نقل کرتے ہیں کہ لبید شاعر ابی بکرؓ کے پاس آیا اور کہا۔

مصرعہ " آگاہ رہو کیا ہر ایک چیز ماسوا اللہ کے باطل نہیں ہے؟"

پس آپ نے فرمایا" تو نے سچ کہا" پس لبید نے کہا۔

مصرعہ" اور ہر ایک نعمت ضرور زائل ہو جانے والی ہے"

پس ابوبکرؓ کہ اٹھے تو نے جھوٹ کہا۔ اللہ کے پاس ایک نعمت ہے جو کہ زائل ہی نہیں ہوتی" اور جب لبید چلا گیا ابوبکرؓ نے کہا" کبھی کبھی شاعر حکمت کے کلمے بھی کہتا ہے"

فصل

انکے کلمات میں جو انکے اپنے پروردگار سے بہت زیادہ خوف کرنے پر دلالت کرتے ہیں

احمد اور الحاکم نے معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے۔ کہ ابوبکرؓ ایک باغ میں داخل ہوئے

Marfat.com

پس اچانک ایک فاختہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی آپ نے ایک ٹھنڈی لمبی سانس لی اور کہا "اے پرندے تیرے لئے مبارکباد ہو۔ تو درخت میں سے کھاتی ہے اور درختوں کے نیچے سایہ لیتی ہے اور بے حساب ادھر ادھر ماری پھرتی ہے۔ اے کاش ابوبکرؓ تیرا ہی جیسا ہوتا اور ابن عساکر الاصمعی سے نقل کرتا ہے کہ ابوبکرؓ کی جب مدح کی جاتی تھی تو کہا کرتے تھے "اے میرے اللہ تو میری ذات کے متعلق بہت زیادہ جانتا ہے۔ اور میں اپنے بارہ میں لوگوں سے بہت زیادہ جانتا ہوں اے میرے اللہ میرے متعلق جیسا لوگوں کا خیال ہے اُس سے مجھے بہتر بنا اور میری ان باتوں کو معاف کر دے جس کو کہ وہ لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اور مجھے جو کچھ وہ کہتے ہیں اُس کے لئے مت پکڑنا۔ اور احمد نے زہد میں ابی عمران الجونی سے نقل کیا ہے۔ کہ ابوبکر الصدیقؓ نے فرمایا "میں اس بات کا متمنی ہوں کہ مومن بندہ کے پہلو کا ایک بال ہوتا اور احمد نے زہد میں مجاہد سے نقل کیا ہے کہ ابن الزبیر جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے خشوع سے بالکل لکڑی کے کندے کے مانند معلوم ہوتے تھے" اور کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ "ابوبکرؓ بھی ایسے ہی تھے" اور حسن سے نقل کیا گیا ہے کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے تمنا ہے کہ میں یہ درخت ہوتا۔ کھایا اور کاٹا جاتا" اور قتادہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ ابابکرؓ نے کہا ہے "کاش میں گھاس یا سبزی ہوتا کہ مجھے چوپائے کھاتے" اور ضمرہ بن حبیب سے منقول ہے کہ ابابکر الصدیقؓ کے ایک لڑکے کی موت قریب تھی۔ اور نوعمر تکیہ کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پس جب انتقال کر گیا لوگوں نے ابی بکرؓ سے کہا، ہم نے آپ کے لڑکے کو تکیہ کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے دیکھا" پس لوگوں نے اُسے تکیہ کے اوپر سے اٹھایا پھر اُس کے نیچے پانچ یا چھ دینار پائے۔ پس ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ دوسرے پر مارا۔ اس حالت میں کہ اللہ کی طرف بازگشت کا اقرار کر رہے تھے اور کہتے تھے "بیشک ہم خدا کے

Marfat.com

ہیں۔ اور اُس کی طرف ہم لوٹیں گے"۔ اے فلاں تیرا جسم کیسا خوشنما ہے کہ اُس کے لئے پھیلتا ہے"۔ اور ثابت البنانی سے منقول ہے۔ کہ ابوبکرؓ مشابہتاً یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ شعر

" تو کبھی نہ رُکے گا کہ اپنے دوست کی موت کی تشہیر نہ کرے۔

یہانتک کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائیگا۔

" اور بیشک جوان امید وار رہتا ہے جب تک کہ موت اُس کو

نہیں آلیتی"

اور ابن سعد نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہؐ کی موت کے بعد ابوبکرؓ سے زیادہ کوئی خوف کرنے والا نہ تھا جس کے بارہ میں وہ ابوبکرؓ کے متعلق نہیں جانتا تھا۔ اور ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد عمرؓ سے زیادہ کوئی شخص خوف کرنے والا نہ تھا جسکے بارہ میں وہ عمرؓ کے متعلق نہیں جانتا۔ اور بیشک ابوبکرؓ کے پاس جب کوئی مقدمہ آتا۔ پس اگر اُس کو اللہ کی کتاب میں بالکل نہ پاتے اور نہ حدیث میں کوئی نشان ملتا۔ آپ فرماتے۔ میں اپنے تصفیہ کا تبع ہوں۔ اگر وہ درست ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر نادرست ہے تو میری طرف سے ہے۔ اور خدا مجھے معاف فرمائے"۔

ؑ ﴿والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۝ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۝﴾ ۱ور وہ لوگ جو سونے چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔ پس ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو (جبکہ قیامت کے دن اُس کو دسونے چاندی کو) جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا۔ اور اُن سے انکی پیشانیاں۔ پہلو اور پیٹھیں داغی جائینگی۔ اور کہا جائیگا) یہ وہی ہے جس کو تم نے اپنے لئے دنیا میں) جمع کیا تھا آج اپنے کئے کا مزہ چکھو (سورہ التوبہ چوتھا رکوع النصف کے شروع میں) السیوطی نے اپنی تفسیر (تفسیر جلالین) میں اس عبارت کی یوں تفسیر کی ہے کہ ان خارج از رحمت الٰہی (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۰ پر دیکھو)

Marfat.com

فصل

جو کچھ خواب کی تعبیر کے متعلق آپکے بارہ میں وارد ہے

سعید بن منصور نے سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے۔ کہ عائشہ رضؓ نے خواب دیکھا کہ گویا اُن کے گھر میں تین چاند اتر آئے ہیں۔ پس اُس خواب کو ابی بکر رضؓ سے بیان کیا۔ اور ابو بکر رضؓ تمام لوگوں میں بہت بڑے تعبیر تبلانے والے تھے۔ آپ نے فرمایا بیشک تیرے خواب نے سچ تبلایا ہے۔ یقیناً تیرے گھر میں اہل زمین والوں میں سے تین بہترین شخص دفن کئے جائینگے۔“ پس جب رسول اللہ کی روح قبض کی گئی آپنے فرمایا ”اے عائشہؓ چاندوں میں بہترین چاند ہے“ اور عمرو بن شرجیل سے بھی منقول ہے۔ کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا ”میں نے دیکھا ہے کہ کچھ سیاہ بھیڑیں مینے اپنے سامنے ہانکیں۔ پھر اُس کے بعد سفید بھیڑیں ہکائیں۔ یہانتک کہ اُن میں سیاہ بھیڑیں نظر نہ آتی تھیں“ ابو بکر رضؓ نے کہا، اے رسول اللہ ؐ بہرحال سیاہ پس وہ عرب ہیں۔ اسلام لائیں گے اور بہت تعداد میں ہونگے اور سفید بھیڑیں عجمی ہیں۔ اسلام لائینگے یہاں تک کہ اُن کی کثرت کی وجہ سے اُن میں عرب نہ نظر آئیں گے“ پس رسول اللہ ؐ نے فرمایا ”اسی طرح صبح کو فرشتے نے تعبیر بیان کی تھی۔ اور یہی شخص ابن ابی لیلی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا ”میں نے دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں اور اس میں سے پانی بھر رہا ہوں۔ پس میرے سامنے سیاہ بھیڑ آئی۔ اور پھر اُس کے پیچھے بھوری بھیڑ آئی“ پس ابو بکر رضؓ نے فرمایا ”مجھے بیان کر لینے دیتے“ جیسا مذکور ہو چکا اسی جیسا ذکر کیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۹) لوگوں کے جسم پھیلائے اور پھیلائے جائینگے تا کہ ان کا جسم اس قدر وسیع ہو جائے کہ جس قدر کے انہوں نے دنیا میں اپنے خزانہ میں جمع کئے تھے ہر سکہ کے داغ لگانیکی گنجائش ہو۔ اس نے اقسم کا لفظ اس معنی کو ظاہر کرنیکے لئے لکھا ہے

Marfat.com

اور ابن سعد نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے۔ کہ علم تعبیر میں اس امت میں نبی ﷺ کے بعد ابوبکر رضؓ کا درجہ ہے۔ اور ابن سعد نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب دیکھا۔ پس اسے ابوبکر رضؓ کے سامنے بیان کیا۔ اور کہا: "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اور تم دونوں ایک سیڑھی پر چڑھنے میں سبقت کر رہے ہیں اور میں تم سے ڈھائی ڈنڈے آگے بڑھ گیا" آپ نے تعبیر بیان فرمائی "اے رسول اللہ ﷺ اللہ آپ کو اپنی بخشائش اور رحمت میں بلا لیگا۔ اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہونگا"

اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ابی قلابہ سے نقل کیا ہے۔ کہ ایک شخص نے ابی بکر رضؓ الصدیق سے کہا "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں خون موت رہا ہوں" آپ نے تعبیر بیان فرمائی "تو ایسا شخص ہے کہ اپنی بیوی کے پاس حیض کی حالت میں جاتا ہے۔ پس اللہ سے توبہ کر اور پھر ایسا مت کرنا"

فائدہ۔ البیہقی نے الدلائل میں عبداللہ بن بریدہ سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو ایک فوجی جتھے پر بھیجا۔ کہ اُن میں ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ بھی تھے۔ اور جب وہ میدان جنگ میں پہنچ گئے ان کو عمر رضؓ نے حکم دیا۔ کہ وہ آگ نہ جلائیں۔ اور عمر رضؓ غصہ کی حالت میں تھے۔ اور اس بات کو ضروری سمجھا کہ اُن کے پاس آئیں لیکن ابوبکر رضؓ نے ان کو منع کیا اور اُن سے یہ کہا "رسول اللہ ﷺ نے اُن کو تم پر نہیں مقرر کیا ہے مگر جنگ کی باتیں سکھلانے کیلئے بس اسلئے یہ حکم اُن کا ہے" اور البیہقی نے دوسرے طریقے سے ابی معشر سے اور وہ بروایت بعض شیخوں کے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یقیناً میں لوگوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بناؤں گا جو اُن میں اُن سے بہتر ہوگا کیونکہ اُس کی حالتی آنکھیں اور جنگ کے معاملات دیکھنے کا بڑا ماہر ہوگا"

Marfat.com

فصل

خلیفہ بن خیاط۔ احمد بن حنبل اور ابن عساکر نے یزید بن الاصم سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضہ سے فرمایا "کیا میں بڑا ہوں یا تو؟" آپ نے جواب دیا "آپ بڑے اور بزرگ تر ہیں۔ مگر میں آپ سے عمر میں زیادہ ہوں" یہ حدیث مرسل ہے اور ایک ہی راوی سے روایت کی گئی ہے۔ پس اگر یہ صحیح ہے۔ تو یہ جواب اُن کی انتہائی ذکاوت اور ادب کا نتیجہ ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ جواب عباس رضہ نے دیا تھا۔ اور یہی سعید بن یربوع سے بھی مروی ہے (اور اسے الطبرانی نے نقل کیا ہے) اُس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ نے اُن سے فرمایا "ہم دونوں میں سے کون بڑا ہے؟" آپ نے جواب دیا "آپ مجھ سے بڑے اور بہتر بن ہیں۔ لیکن میں آپ سے پرانا ہوں"

اور ابو نعیم سے منقول ہے۔ کہ ابو بکر رضہ سے کہا گیا "اے رسول اللہ کے خلیفہ کیا آپ بدر کی جنگ میں شامل ہونے والوں کو ملازم نہ رکھیں گے؟" انہوں نے جواب دیا میں اُن کے درجوں کو جانتا ہوں۔ لیکن میں بُرا سمجھتا ہوں کہ دنیا میں لگا کر اُن کی بے عزتی کروں۔ اور احمد نے زہد میں اسمٰعیل بن محمد سے نقل کیا ہے۔ کہ ابو بکر رضہ نے مال غنیمت کے حصے کئے پس اُسے تمام لوگوں میں برابر تقسیم کیا۔ پھر آپ سے عمر رضہ نے کہا "کیا آپ اسے بدر کے لڑنے والوں اور دوسرے لوگوں میں برابر تقسیم کر رہے ہیں؟" پس ابو بکر رضہ نے کہا بیشک دنیا کافی ہونے یا پہنچنے والی ہے اور سب سے بہتر پہنچنا وہ ہے جو کشادگی کے ساتھ ہو۔ اُن کی بزرگی تو اُن کے بدلے کے لحاظ سے ہے۔

ملہ ابو عوف یزید بن الاصم ایک تابعی ہیں اور کوفہ کے باشندہ پر رقہ میں رہا کرتے تھے اور وہیں سنہ ۱۰۳ھ میں انتقال کیا رسول اللہ صلعم کی بیوی میمونہ کی بہن کے لڑکے تھے جو احادیث اُن سے مروی ہیں وہ معتبر سمجھی گئی ہیں۔ (ناشر)

Marfat.com

فصل

احمد نے الزہد میں ابی بکر رحمہ بن حفص سے نقل کیا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابوبکر رضؓ گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے تھے اور جاڑوں میں افطار کیا کرتے تھے (نہ رکھا کرتے تھے) اور ابن سعد نے حیان بن الصائغ سے نقل کیا ہے کہ " ابوبکر رضؓ کی انگوٹھی پر نعم القادر اللہ (اللہ بہت اچھا قدرت رکھنے والا ہے) نقش تھا۔

فائدہ: الطبرانی نے موسیٰ بن عقبی سے نقل کیا ہے کہ میں چار لوگوں کو نہیں جانتا جنہوں نے مع اپنے لڑکوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری پائی ہو۔ مگر وہ چار۔ ابوقحافہ اور اس کے بیٹے ابوبکر الصدیق رضؓ اور ابوبکر الصدیق رضؓ کے بیٹے عبدالرحمن

معلوم واقع ہوتا ہو کہ اس روایت کی اس پر بنی لاالت ہو کہ جب کبھی رمضان جاڑے کے موسم میں پڑتا تھا تو ممکن ہو کہ اس مہینہ میں روزہ رکھنے کو فرض کر کے مسلمان نا نجام دیتے ہوں اگرچہ اس مضمون کے خلاف کوئی مصالحہ نہیں ہو جس سے اس کا جواب دیا جا سکے مگر صرف اسی قدر جواب دیا جا سکتا ہو کہ قدیم مسلمانوں کے مہینوں کا نام کلاب بن مرہ نے جو رسول اللہ کے اجداد میں سے تھے تقریباً اسلام سے دو صدیاں پہلے رکھا تھا یہ سارے مہینے قمری تھے اس زمانہ سے عربوں نے اپنے شمسی مہینوں کا حساب پورا کرنے کے لئے ایک مہینہ اور شامل کر لیا تھا جس کو انہوں نے النسئ کے نام سے نامزد کیا تھا۔ یہ مہینہ ہر تیسرے سال شامل کیا جاتا تھا یہاں تک کہ قرآن کے ذریعہ اُن کو منع کر دیا گیا کہ ایسا نہ کریں قرآن شریف میں ہے انما النسئ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاماً ویحرمونہ عاماً لیواطؤا عدۃ ما حرم اللہ فیحلوا ما حرم اللہ زین لھم سوء اعمالھم واللہ لا یھدی القوم الکفرین۔ (مہینوں کا سرکا دینا بھی کفر میں ایک زیادتی ہے جس سے کافر گمراہ ہوتے رہتے ہیں ایک برس کے ایک مہینہ کو حلال سمجھتے ہیں اور ایک سال کے ایک مہینہ کو حرام تاکہ اس حساب اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کا اپنے حساب پورا کر لیں یعنی ان مہینوں کو حلال کر لیں جن کو اللہ نے حرام کیا ہے اُن کے بُرے اعمال اُن کی نظر میں اچھے کھلائے گئے ہیں کیونکہ اللہ کفر پر تلے ہوئے لوگوں کو ہدایت حاصل کرنے کی توفیق نہیں دیا کرتا۔ سورہ توبہ چوتھا رکوع آخر) نوٹ۔ قمری مہینوں میں تو موسم کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے وہی مہینے جو کبھی جاڑے میں پڑتے ہیں دونوں کا فرق ہوتے ہوتے گرمیوں میں پڑنے لگ جاتے اس طرح اشن او تب کے چار مہینے لڑائی کے موسم میں پڑنے لگتے تھے ایسے موقع پر مشرکین مہینوں کو اپنی مرضی کے مطابق ہٹا سرکا دیتے آیت مذکورہ بالا سے اس کی مخالفت فرما دی گئی اس نسی کی تشہیر رسول اللہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴ پر دیکھیں)

Marfat.com

اور ابوعتیق بن عبدالرحمن ہیں ان کا نام محمد ہے۔ اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے عائشہ رضہ سے نقل کیا ہے" آپ فرماتی ہیں کہ مہاجرین میں سے کسی کے والدین ایمان نہیں لائے مگر ابوبکر رضہ کے"

فائدہ ابن سعد اور البزار نے بسند حسن انس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں میں سے سب سے زائد عمر ابوبکر رضہ کی تھی۔ اور سہیل بن عمرو بن بیضا رضہ کی

فائدہ البیہقی نے الدلائل میں اسماء ابی بکر رضہ کی بیٹی سے نقل کیا ہے۔ کہ "جب مکہ کی فتح کا سال تھا ابی قحافہ کی ایک لڑکی نکلی اُسے ایک گھوڑا سوار ملا۔ وہ لڑکی سونے کا ایک طوق پہنے ہوئے تھی۔ ایک آدمی نے اُس کی گردن سے اُسے کاٹ لیا جب رسول اللہ مسجد میں داخل ہوئے۔ ابوبکر رضہ کھڑے ہو گئے۔ اور کہا "میں اپنی بہن کے بچوں کے لئے اللہ اور اسلام کا واسطہ دیکر دریافت کرتا ہوں" پس خدا کی قسم اُن کو کسی نے جواب نہیں دیا پھر بھی دوسری مرتبہ کہا لیکن پھر بھی کسی نے جواب نہیں دیا پھر آپ نے فرمایا" اے لڑکی۔ اپنے طوق کے عوض اللہ کی طرف سے کوئی انعام شمار کرلے کیونکہ آجکل لوگوں میں ایمان داری بہت کم ہے"

فائدہ۔ میں نے حافظ الذہبی کی تحریر سے اُن شخصوں کا نام دیکھا ہے جو زمانہ میں اپنے فن میں فرد تھے۔ ابوبکر الصدیق رضہ تو علم النسب میں عمر بن الخطاب رضی اللہ کے حکم کے بجالانے کی قوت میں۔ عثمان رضہ بن عفان حیا میں۔ علی رضہ مقدمات کے فیصل کرنے میں۔ ابی ابن کعب قرآن کے پڑھنے میں۔ زید بن ثابت علم فرائض میں۔ ابو عبیدہ بن جراح امانت میں۔ ابن عباس قرآن کی تفسیر میں۔ ابوذر سچے کلام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۲) نے اپنی ہجرت کے دسویں سال حج میں فرمائی۔ اگر اس مہینہ کے نام کو لیا جائے تو یہ امر بالکل صریح ہے کہ یہ عربی نام رمضان جس میں کہ یہ آرام کیا کرتے تھے رمضی سے نکلا ہے جس کے معنی شدید یا بہت سخت گرمی کے ہیں اور یہ موسم جولائی اور اگست کے درمیان واقع ہوتا ہے عربوں میں اُس زمانہ تک (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۷۴)

Marfat.com

ہیں۔ خالد بن الولیدؓ شجاعت میں۔ حسن بصری وعظ و نصیحت میں۔ وہب بن منبہ قصص میں۔ ابن السیرین خواب کی تعبیر بیان کرنے میں۔ نافع قرآن کے پڑھنے میں۔ ابو حنیفہ فقہ میں۔ ابن اسحاق فوجوں وغیرہ کے بھیجنے کے حساب میں۔ مقاتل مغلق باتوں کے کھولنے یا تاویل میں۔ الکلبی قرآن کے قصوں میں۔ الخلیل عروض میں فضیل بن عیاض عبادت میں۔ سیبویہ علم نحو میں۔ مالک علم (سائنس) میں۔ الشافعی حدیث کی فقہ میں۔ ابو عبید حدیث کے مغلق الفاظ کی تشریح میں۔ علی بن المدینی علل میں۔ یحییٰ بن معین، حدیثوں کے راویوں کے علم یا اسماء الرجال میں۔ ابو تمام شاعری میں۔ احمد بن حنبل سنت میں۔ البخاری حدیثوں کے پرکھنے میں۔ الجنید تصوف میں۔ محمد بن نصر المروزی حدیث کے اختلافی معنی کے دور کرنے میں۔ الجبائی معتزلہ فرقہ کے عقائد کی تردید میں الاشعری علم کلام میں محمد بن زکریا الرازی، علم طب میں۔ ابو معشر علم نجوم میں۔ ابراہیم الکرانی علم تعبیر خواب میں۔ ابن نباتہ وعظ میں۔ ابو الفرج الاصبہانی ڈبیٹ (Debate) یا علم محاضرہ میں۔ ابو القاسم الطبرانی بڑی روایات سے مروی حادثات کے علم میں۔ ابن حزم قرآن کے لفظی معنی بیان کرنے میں۔ ابو الحسن البکری کذب میں۔ الحریری اپنے مقامات میں۔ ابن منده بہت بڑی سیاحی میں۔ المتنبی شعر گوئی میں۔ الموصلی تان لگا کر گانے میں۔ الصولی شطرنج میں۔ الخطیب البغدادی۔ قرآن کے جلد پڑھنے میں۔ علی بن ہلال خوشنویسی میں۔ عطاء السلمی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴) جس وقت کا ابوبکرؓ کے متعلق ذکر ہے یہی عربوں کا شمسی طریقہ مانا جاتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خاص مہینے ایام کے اسی موسم گرما میں پڑتے تھے اس لئے ابوبکرؓ نے رمضان کے مہینہ کے ساری گرمیوں کے موسم بھر کے مہینوں میں روزے رکھتے ہوں گے اس روایت کے لئے بس یہی ثبوت ہو سکتا ہے جو مطابق شریعت ہے اور اعتراض کے رفع ہونے کا موجب۔ ؎ ابن خلکان سے عطا ابن ابی رباح اسلم کا (بقیہ صفحہ ۱۷۶ پر دیکھیں)

Marfat.com

خوف میں۔ القاضی الفاضل علم انشاء میں۔ الاصمعی نوادر یا حکایات میں اشعب طمع میں۔ معبد گانے میں۔ ابن سینا فلسفہ میں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۵) تذکرہ دیا ہے۔ جو کہ کے مفتی تھے اور بڑے عابد و زاہد۔ خوف سے مراد "اللہ سے خوف" ہونا چاہیے۔ اگر انہیں کی ذات واحد مراد لی جاتی ہے۔ اصل کتاب میں جو نام عطاء السلمی ہے۔ اس کے مشابہ بھی کوئی نام نہ مل سکا واللہ اعلم۔

سیر الخلفاء کا پہلا حصہ

یعنی

سیرۃ الصدیق

ختم ہوئی

Marfat.com

اُردُو ترجمہ کتاب حضرت نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب جامی نقشبندیؒ کی اعلیٰ تصنیفات سے ہے۔ حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ اس کتاب میں حضرتؒ نے تمام اولیاء اللہ کے حالات معہ اُن کی کرامات تفصیل قلمبند کئے ہیں۔ اور جس طریقہ سے بیان ہوئے ہیں وہ عجیب و غریب ہے۔ کتاب ہذا میں مردان خدا کے علاوہ جو خواتین باصفا اولیاء اللہ سے گذری ہیں۔ اُن کے حالات بھی حضرتؒ نے نہایت تحقیق سے رکھے ہیں۔ اور سب سے اوّل مسائل تصوف پر ایک زبردست بحث کی ہے۔ نہایت سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ قیمت ۳ؔ

سوانح عمری منصور ابن حلاجؒ

چونکہ آپ سے تمام لوگ آشنا ہیں۔ اس لئے آپ سے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص آپ کی سوانح عمری پڑھنا چاہیگا۔ یہ کتاب تین بابوں میں منقسم ہے۔ پہلا باب پہلی فصل آپکے حالات میں دوسری فصل آپکے کشف و کرامات میں۔ دوسرا باب ایک ہی فصل میں آپؒ کے ملفوظات میں ہے تیسرا باب اس میں بھی ایک ہی فصل ہے۔ یہ آپ کو قتل کئے جانے کے حالات میں ہے۔ قیمت ۲ر

سوانح عمری میاں وڈا صاحب علیہ الرحمۃ

یعنی حضرت زبدۃ العارفین عمدۃ الکاملین حضرت شیخ خواجہ اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہروردی لاہوری المعروف میاں وڈا صاحب کی زندگی کے پاک حالات کے علاوہ آپکے ملفوظات اور کرامات کا مفصل حال بہ تفصیل درج ہے اور آج تک حضرت موصوف کا درس قرآن شریف جاری ہے۔ جہاں سے لاکھوں بندگان خدا قرآن شریف حفظ کر چکے ہیں۔ اہل دل اصحاب بالخصوص حضرت میاں وڈا صاحب کے ارادتمند ضرور ملاحظہ فرماویں ... ۶ر

حیات سعدی

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری اور جملہ حالات متعلق ان کی سیر و سیاحت کے درج ہیں۔ اور نیز ان کی تمام تصنیفات نظم و نثر پر ریویو کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب میں دلچسپ ۴۸ مضامین ہیں ... ۱عہ

اللہ والے کی قومی دکان مالک ملک چنن دین خلف ملک فضل دین ککے زئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور

اصل کتاب الماس پریس دہلی میں منشی عبدالقادر کے اہتمام سے چھپی ہے۔

تذکرۂ بہادرانِ اسلام المعروف بہ تاریخِ خلفائے اسلام

علامہ جلال الدین سیوطی کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ انکی اکثر تصانیف اور انکے تراجم یورپ والوں نے شائع کئے ہیں۔ اصحاب بصیرت سے یہ امر مخفی نہیں کہ مغربی علماء اور محققین مشرقی زبانوں کے انہیں مصنفین کی کتابیں اور ترجمے شائع کرتے ہیں۔ جو ہر پہلو اور ہر شعبہ میں اہل علم کیلئے مفید ہو سکیں۔

اگرچہ اُن کی تاریخ الخلفا کے امکان ہے کہ اُردو زبان میں بکثرت تراجم ہو چکے ہوں مگر افسوس کہ کسی کا علم نہ ہوا۔ ایک کتاب اس ترجمہ اردو کے نام سے لاہور کے مطبع صدیقی کی ۱۳۲۷ھ کی چھپی ہوئی جس کے مترجم مولوی خلیل الرحمن صاحب ہیں۔ میری نظر سے گذری۔ وہ جو کچھ ہے۔ اس کے متعلق کچھ عرض کرنا نامناسب خیال کرتا ہوں۔

بہرکیف چونکہ اُردو زبان میں ایسی متداول کتاب کا کوئی ترجمہ نہ تھا۔ اس لئے میں نے انا جیل اربعہ اور بہت سی مشرق و مغرب کی مطبوعات تفاسیر قرآن و احادیث مع التفسیر تذکرے علم السیر والتاریخ جغرافیہ اور تراجم کی کتابوں کو پیش نظر رکھ کر اصل عربی مطبوعہ اور قلمی کتابوں سے اردو میں باضافہ حواشی و معلومات مفیدہ لفظی ترجمہ کیا۔ اور اُردو ادبیت کو اس لئے زیادہ ملحوظ رکھا۔ کہ یونیورسٹی کے مشرقی زبان کے طلبا و دیگر حضرات اس سے اسی طرح مستفید ہو سکیں جس طرح ایک غیر ملکی عربی علم ادب کا جاننے والا اصل عربی کتاب سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

غرض یہ کہ اس میں جن جن باتوں کا التزام کیا ہے۔ وہ ساری خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ عام طالبین و شائقین کی تمام مشکلات کو مدنظر رکھ کر اس گوہر بے بہا کو چھ سلسلوں میں تقسیم کیا۔ اور ہر سلسلہ کا مندرجہ ذیل معاوضہ رکھا ہے۔

سلسلہ نمبر ۱۔ صرف ابوبکر صدیق کے حالات المسمٰی بہ سیرۃ الصدیق مع تمہید و تذکرۂ سیوطی و مصطلحات الحدیث [illegible]

نمبر ۲۔ عمر الفاروق کے حالات سے الحسن بن علی تک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

نمبر ۳۔ امیر معاویہ کے حالات سے الہادی محمد بن المہدی تک ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

نمبر ۴۔ الرشید ہارون ابو جعفر کے حالات سے المعتمد علی اللہ ابو العباس تک ۔ ۔ [illegible]

نمبر ۵۔ المعتضد باللہ احمد کے حالات سے الناصر لدین اللہ احمد تک ۔ ۔ ۔ [illegible]

نمبر ۶۔ الظاہر بامر اللہ ابو نصر کے حالات سے تا اختتام کتاب یعنی الدولۃ النظر مستانیہ تک مع نقشہ تاریخی [illegible] ذیل کے پتہ سے طلب فرماویں۔ (مترجم)

اللہ والے کی قومی دکان مالک چنن الدین خلف ملک فضل الدین گلے زئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور

بغیر مہر کے مال مسروقہ سمجھا جائیگا۔

Marfat.com